[redacted]
بے عیب
از: اقراء شہزاد

بے عیب

اقرا شہزاد

exponovels

"ٹرن ٹرن ٹرن۔۔۔۔۔

ماہین کے فون کا الارم چیخ چیخ کر بند ہونے کے قریب تھا کہ اماں کا الارم شروع ہو گیا۔۔۔۔

"اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔یونیورسٹی نہیں جانا کیا۔۔۔۔۔۔۔بس نکل جائے گی۔۔"

انکی آواز پر بھی وہ زرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔

آج تم نے چھٹی کرنی ہے۔۔۔؟؟؟؟"انہوں نے دوبارا اس سے پوچھا

نہیں اماں۔۔ جانا ہے۔وہ اوندھے منہ لیٹی،لحاف سینے تک تانا ہوا تھا البتہ چہرہ اور دونوں بازو لحاف سے باہر تھے

"تو آج یونی کی بس میں نہیں جانا ہو گا؟؟

"جی۔۔عالیہ آئے گی مجھے پک کرنے۔۔۔۔۔"

"کیوں۔۔۔۔؟؟؟؟"

ایک تو اماں کو ہر بات پر اعتراض ہوتا ہے وہ بڑبڑائی۔۔

"میری پیاری اماں۔۔۔لیکچر کچھ دیر سے سٹارٹ ہونے ہیں تو دیر سے جانا ہے۔۔۔۔۔"

ہزار بار کہا ہے جب گھر پہ اپنی گاڑی ہے ڈرائیور ہے تو ان بسوں کے دھکے کھانا کا کیا مقصد ہے۔پر تمہارا ایڈونچر کا شوق ہی ختم نہیں ہوتا۔اور اوپر سے تمہارے ابا نے تمہاری ہر غلط صحیح مان کر تمہیں سر پر چڑھا رکھا ہے۔

exponovels

وہ غصے سے کہتی ہوئیں کھڑکیوں سے پردے اکٹھے کرنے لگیں۔

"اماں ان کو تو بند رہنے دیں پلیز۔۔۔۔۔"

وہ اوندھے منہ ہی بیڈ پر لیٹی لیٹی لحاف کو سر تک تان کر بند آنکھوں سے ہی الارم بند کرتے جھنجلائی ہوئی آواز میں بولی۔

وہ سر ہلا کر چلی گئیں تو وہ بھی اٹھ کر وارڈروب کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

.ابھی اس کو جوڑا سلیکٹ کرنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ تو لگنا ہی تھا

آج پندرہ نومبر تھا۔۔۔ مطلب اس کا برتھ ڈے۔۔۔

اور آج وہ معمول سے ہٹ کر تیار ہونا چاہتی تھی اس نے اپنا آسمانی رنگ کا فراک نکالا۔۔ جو وہ ایک بار پہلے بھی بون فائر پر پہن چکی تھی۔۔ اس جوڑے میں وہ آسمان سے اتری ہوئی اپسرا لگتی تھی۔۔۔۔

اسی جوڑے میں علی نے اپنے جزبات کا اظہار اس سے کیا تھا۔۔۔۔ اور بعد میں بھی اس نے کئی بار اصرار کیا کہ وہ یہ جوڑا دوبارہ پہنے مگر وہ نہ مانی۔۔۔۔۔

"یونیورسٹی میں کلاسز کے دوران اتنا بھاری جوڑا پہن کر نہیں آ سکتی۔۔۔۔۔ بہت آکورڈ لگے گا۔۔۔۔۔ "

علی نے مصنوعی خفگی سے منہ بنایا۔

"اچھا کسی خاص دن پر پہن آؤں گی نا۔۔۔۔"

exponovels

وہ اسے مناتے ہوئے بولی۔

وہ کچھ دن پہلے کا منظر یاد کر کے مسکرائی۔۔۔ پھر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر فراک اپنے ساتھ لگا کر دیکھنے لگی۔

فراک پر پیٹی تک بہت ہی خوبصورت نگینے کا کام تھا۔۔۔نیچے گھیرے دار فراک سادہ تھا اور بارڈر پر دو انچ سلور پٹی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ فراک اس کے گھٹنے سے چند انچ نیچے تک آتا تھا اور وہاں سے اس کے چوڑی دار پجامے کے بل نظر آنے لگتے۔۔۔۔۔۔

بون فائر کے برعکس اس نے ہیلز کی بجائے سینڈلز کا انتخاب کیا۔۔۔۔ اپنے خوبصورت دودھیا ہاتھوں میں اس دن کی طرح چوڑیوں کی بجائے نازک سا بریسلٹ پہنا۔۔۔۔۔

ہلکا سا گلابی لپ گلوز لگایا۔۔۔۔ آنکھوں میں کاجل لگانے کی بجائے آنکھوں کے نیچے کاجل کی لکیر کھینچی۔۔۔۔ جس سے بڑی بڑی آنکھوں کا کٹورا اور واضح ہوا۔۔۔۔

اس پر اس نے دوپٹے کو اس سلیقے سے لیا کہ پیٹی پر ہوا سارا کام دوپٹے کے نیچے چھپ گیا۔۔۔۔۔

اماں کو حقیقت نہیں بتا سکتی تھی۔۔ اتنی خاص تیاری کے ساتھ وہ یونیورسٹی سٹاپ سے تو ہرگز نہیں جا سکتی تھی

اس نے پیچھے ہٹ کر اپنا جائزہ لیا۔

exponovels

"علی کا کام تو آج تمام۔۔۔۔ "

شرارت لبوں پر مچلی۔

آج اسکا خاص دن تھا۔۔۔۔۔۔وہ کسی بہت خاص کیلیئے تیار ہوئی تھی۔۔۔۔۔اسے یقین تھا وہ اس کا یہ دن بھی بہت خاص بنادے گا۔۔۔۔۔۔وہ حد سے زیادہ ایکسائٹڈ تھی۔۔۔۔۔یہ اس کا ان دونوں کی زندگی میں پہلا برتھ ڈے تھا۔۔۔۔نو بجنے میں ابھی پانچ منٹ تھے اور وہ مکمل تیار تھی۔

پورے نو بجے گھر کے باہر ہارن بجا۔۔۔۔۔

عالیہ جب ایک بار مقررہ وقت کا کہہ دے تو وہ اس کی پابندی کرتی تھی۔۔۔۔

اس کے قول کے مطابق۔۔۔۔

"پورے نو بجے تمہارے گھر کے باہر ہوں گی۔۔۔ "

ماہین کو اندازہ تھا کہ اسے انتظار کرنے سے سخت کوفت تھی اور وہ دیر کرنے پر اسے چھوڑ کر بھی جاسکتی تھی۔۔۔۔

exponovels

اس لئے ماہین وقت پر تیار تھی۔۔۔۔

ویسے بھی یونیورسٹی سٹاپ سے جانے والی لڑکیاں وقت کی پابندی سیکھ ہی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

وہ گھر سے باہر نکلی تو سب سے پہلا کامپلیمنٹ بھی عالیہ کا ہی تھا۔۔۔۔

"آہاں۔۔۔۔۔بہت خوب برتھ ڈے گرل۔۔۔۔ آج تو کسی کی خیر نہیں"

وہ معنی خیزی سے کیتی آنکھ دباتے ہوئے مسکرائی اور ہیپی برتھڈے کہہ کر گلے لگ گئی۔ماہین کے ہونٹوں پر بھی اک خوبصورت مسکراہٹ آٹھری

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اسکول میں پرنسپل کے آفس میں اس وقت تین نفوس موجود تھے۔۔۔ دو مرد اور ایک وہ پانچویں جماعت کا بچہ۔۔۔۔

ٹیبل کے ایک طرف پرنسپل صاحب اور دوسری طرف اس کا بڑا بھائی کرسی پر بیٹھا تھا۔جو پرنسپل کی کال پر ہاف لیو لیکر کالج سے سیدھا سکول آگیا تھا۔۔۔ جبکہ وہ سر جھکائے ان دونوں کے درمیان ایک سائیڈ پہ کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"مگر پرنسپل صاحب کوئی گنجائش تو ہوگی"

ایک لمبی چپ کے بعد وہ اپنے مؤدب انداز میں ان سے مخاطب ہوا۔۔۔البتہ چہرہ ضبط کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا

دیکھئے مسٹر علی ہم اپنے سکول کا ماحول خراب نہیں کر سکتے۔۔۔۔پہلے ہی آپ کے والد نے جھوٹ بول "کر اس کا ایڈمیشن کروایا تھا۔۔۔

"سر جھوٹ بول کر نہیں۔۔۔صرف سچ چھپا کر "

اس نے تصحیح کی۔چہرے کی سرخی میں کچھ اور اضافہ ہوا

اپنے والد مرحوم کے بارے میں وہ کوئی بات نہیں سن سکتا تھا۔

"سر پلیز آپ ایک موقع تو دیں۔۔۔"

"جو آج اس نے کیا ہے۔۔۔اس کے بعد اسے کوئی دوسرا موقع نہیں دیا جا سکتا۔ "

آپ انہیں پلیز اپنے ساتھ لے کر جا سکتے ہیں۔۔۔"قطعیت سے کہتے ہوئے انہوں نے دوسری فائل" کھول لی۔۔یہ ایک مہذب انداز میں گیٹ لاسٹ کا اشارہ تھا۔

وہ اس کی انگلی تھامے تیز تیز قدموں سے تقریباً اسکو گھسیٹتا ہوا اسکول کے گیٹ سے باہر نکل آیا۔۔۔اس کو بائیک پر بٹھاتے ہوئے بچے کو اس کے انداز میں درشتگی محسوس ہوئی۔۔۔اس کا رویہ اندر بیٹھے ہوئے لڑکے سے بالکل مختلف تھا۔

exponovels

اندر وہ اس کا بڑا بھائی بن کر پرنسپل سے اس کے لئے درخواست کر رہا تھا مگر اب اتنا اجنبی تھا جیسے کہ وہ اسے جانتا ہی نہیں۔۔۔۔عبدالرؤف عرف روفی نے یہ بات بہت شدت سے محسوس کی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ڈیپارٹمنٹ پہنچ کر سب سے پہلے اس کی نظر اس دشمن جان پر ہی پڑی۔۔۔۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا کچھ بات کر رہا تھا۔۔۔۔ نظریں ملیں تو دل سے مسکرایا البتہ اس کے پاس نہیں آیا۔۔وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی

تین لیکچرز گزر گئے علی نے ابھی تک اس کو وش نہیں کیا۔۔۔۔۔۔

علی کا رویہ اسے حیرت میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔دل میں کچھ خفگی کچھ گلے اکٹھے ہوئے

وہ تو اسے دیکھتے ہی اس کے پاس چلا آتا تھا اور آج۔۔۔۔۔!!!!!

وہ آخری کلاس اٹینڈ کرنے کے بعد اپنے گروپ کے ساتھ انگلی ٹریٹ ٹریٹ کی گردان سے تنگ آکر کنٹین پر آگئی۔۔۔۔۔

ابھی وہ کچھ کھانے کے لئے ڈیسائڈ کر رہی تھیں کہ وہ دشمن جان کنٹین میں داخل ہوتا نظر آیا۔۔۔۔۔

خاموشی۔۔۔۔۔حیرت۔۔۔۔۔ناراضگی۔۔۔۔۔شکوے۔۔۔۔۔سب اپنی جگہ مگر اس کو دیکھنا ہمیشہ ایک میٹھی سی خوشی دیتا تھا.

exponovels

گرے پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے۔۔۔۔بالوں کو سلیقے سے سیٹ کیے ہوئے۔۔۔بازووں کے کف کو اوپر فولڈ کرتا ہوا ہلکی فرنچ کٹ میں آنکھوں پر فریم لیس گلاسز لگائے

وہ دلوں پر قہر ڈھانے کی حد تک خوبصورت تھا۔۔۔۔۔۔

ستواں ناک۔۔۔۔۔گوری رنگت پہ بڑی بڑی خوبصورت گرے آنکھیں۔۔۔۔

پورے کمیسٹری ڈیپارٹمنٹ کا شہزادہ اور ماہین کے دل کا راج دلارا۔۔۔

مگر !!

خفگی ابھی بھی قائم تھی۔

ماہین غیر محسوس طریقے سے رخ موڑ کر اپنی دوستوں کے پیچھے ہو گئی۔۔۔۔۔ہر عضو سماعت بن گیا۔۔۔۔

"کپ کیکس ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟؟ "

وہ کاؤنٹر بوائے سے مخاطب تھا۔

اوہ تو آپکو میری یاد آ ہی گئی۔۔ماہین نے دل میں سوچا

یہ تو چوکلیٹ فلیور ہیں اور کوئی فلیور نہیں ہے۔۔۔۔۔؟؟"

کینٹین والے نے نہ میں سر ہلایا

"یہ نہیں لینے۔۔۔۔۔ "

....وہ جانے کے لیے مڑا

".....یہ بھی اچھے ہیں......آپ ایک ٹرائے کر لیں"

کاؤنٹر بوائے نے اصرار کیا۔

"کپ کیک ہوں تو سٹرابری میں ہوں ورنہ نہ ہوں۔۔۔۔۔ "

ماہین اس کی بات سن کر کھل کر مسکرائی۔۔۔۔۔

کچھ دن پہلے یہ بات اس نے علی سے کہی تھی

تو وہ دونوں ایک دوسرے کی پسند میں ڈھلنے لگے تھے۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اس کو اک انوکھی خوشی دے گئی

وہ کاونٹر بوائے سے کہہ کر اس وجود کو دیکھے بنا ہی واپس چلا گیا۔ جس کے لیے کپ کیک لینے آیا تھا۔۔۔۔۔

کینٹین سے نکل کر وہ مسکرایا۔۔۔۔ مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو اب دوستوں کے نرغے میں تھی۔۔۔۔

وہ وہاں سے نکلا پھر فزکس ڈیپارٹمنٹ کی کینٹین کی طرف چل دیا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

نومبر 2019 15

ماں آجکل علی بھائی کے رشتے کے لیے بہت پریشان ہیں۔۔۔وہ چاہتی ہیں علی بھائی کی دلہن کوئی ایسی لڑکی بن کر آئے جو مجھے اور میرے عیب کو بھی قبول کر لے۔۔۔۔۔

خاندان والوں نے تو ملنا جلنا بھی ختم کر دیا ہے۔۔۔ علی بھائی کو سب اپنا داماد بنانے کے لئے تیار ہیں مگر ایک شرط پر کہ علی بھائی اپنی دلہن کو لے کر الگ گھر میں رہیں گے۔۔۔۔کوئی بھی اپنی بیٹی کو اس گھر میں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔۔۔۔

"امی تو کہتی ہیں کہ تم اپنا گھر بسا لو۔۔۔۔۔میں اور میر اروفی یہاں رہ لیں گے۔۔۔۔"

مگر علی بھائی اس بات پر راضی نہیں ہیں۔۔۔۔۔

خاندان والے تو میری حقیقت جانتے ہیں۔۔۔۔

اگر وہ بیٹی دینے کو تیار نہیں تو کوئی غیر کیسے دے گا اور امی باہر تو کسی کو جانتی بھی نہیں ہیں اور ملتی بھی نہیں ہیں کسی سے۔۔۔۔

وہ اپنے دل کا حال ڈائری کے کورے کاغذ پر اتار کر تھوڑا ریلیکس ہوا۔۔پھر گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ تین بج رہے تھے۔ علی ساڑھے تین تک یونیورسٹی سے فری ہو کر گھر آجاتا تھا۔وہ اپنے بڑے بھائی کے انتظار میں ڈائری بند کرتے ہوئے کچن میں آگیا

exponovels

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کینٹین سے فارغ ہو کر وہ اپنے گروپ کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے گراؤنڈ میں آ کر بیٹھی۔۔۔۔

نظریں ادھر ادھر بھٹکنے لگی مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔۔۔

"ساری تیاری بیکار گئی۔۔۔جس کے لیے تیار ہوئی اسے تو یاد تک نہیں۔۔۔۔۔"

اس نے دل گرفتی سے سوچا۔۔۔

اتنے میں روحینہ آئی۔۔۔۔

چلو چلو۔جلدی چلو میرے ساتھ۔۔۔اس کے انداز میں عجلت تھی "

کیوں بھئی کہاں جانا ہے۔دیکھو میں نے تم سب کو ٹریٹ دے دی ہے۔اب مجھ سے کوئی امید نہ رکھنا۔ویسے بھی میرے پرس میں پیسے ختم ہو گئے ہیں

اف یار ٹریٹ کے لیے نہیں کہہ رہی تمہیں۔

تو پھر؟؟

" اٹھو گی تو پتا چلے گا ناں "

میں نہیں جا رہی کہیں" وہ ڈھیلی ہو کر بیٹھی "

"تمہارے لیے سرپرائز ہے۔۔۔۔

exponovels

"کیسا سرپرائز؟؟؟؟ "

"ایسے نہیں میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔"

"..... یہاں ہی بتادو"

اس کی اٹھنے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔۔ جس شخص کے لیے وہ اتنا اہتمام کر کے آئی تھی۔۔۔ جب اس کی طرف سے ہی کوئی سرپرائز نہ ملا تو کسی اور سرپرائز میں بھی اس کی دلچسپی نہ تھی۔۔۔۔۔

"جلدی سے اٹھ جاؤ پلیز۔۔۔۔۔"

وہ اسکی ضد کے آگے ہار مانتے بے دلی سے اٹھی۔

روحینہ اسکو گراؤنڈ کے وسط میں لے آئی۔۔۔۔ اس نے حیرت سے ارد گرد دیکھا جہاں اس کے تمام کلاس فیلوز جمع تھے۔۔۔۔ پھر سوالیہ نظروں سے روحینہ کو دیکھا۔۔

اس نے اسے مڑنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ اپنے قدموں پر مڑی۔۔۔ اور دھنگ رہ گئی۔۔۔۔

ایک بڑے سائز کی ڈسپوزیبل پلیٹ میں، ایم کی شیپ میں بارہ کپ کیک رکھے تھے اور ان پہ ہر رنگ کی کینڈلز جل رہی تھیں۔۔۔۔۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔ ہیپی برتھ ڈے ڈیئر ماہین۔۔۔۔"

exponovels

ساری کلاس علی کے ساتھ برتھ ڈے سونگ گنگنا رہی تھی۔۔اس نے پھونک مار کر تمام بتیوں کو بجھایا اور کھکھلا کے ہنسی۔۔۔۔۔

علی نے جیب سے ایک رنگ کا ایس نکالا اور اس کے سامنے اپنے ہاتھ پر رکھا۔۔۔۔۔۔

"ڈیر ماہین کیا آپ مستقبل قریب میں میری زوجہ مبارکہ بننا پسند کریں گی........؟؟؟؟؟"

اس کے ہونٹوں میں شرارت تھی اور آنکھوں میں محبت کے دیپ جل رہے تھے۔۔۔۔۔اپنے گھٹنوں پر بیٹھا،،اس کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ منظر۔۔۔۔۔۔یہ منظر اس کی سوچ سے بڑھ کر تھا۔

ارد گرد ترانے بجنے لگے۔۔۔۔۔محبت کے ترانے۔۔۔۔۔وعدوں کی چاندنی سے ہر چیز نہا گئی۔۔۔۔۔۔

محبت کے جگنوؤں سے اسکے دل میں اک پر نور روشنی پھیل گئی۔۔۔۔۔۔

یہ ایک خواب تھا۔۔۔۔۔سہانا خواب۔۔۔جو ماہین نے ایسے نہیں دیکھا تھا

وہ اس کی بات پر جھینپ گئی اور اپنی خفت مٹانے کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔۔۔اور اپنا فیورٹ ورڈ بولا

"بدتمیز۔۔"

exponovels

وہ ہنستا ہوا کھڑا ہوا۔۔۔۔اس کا ہاتھ تھاما اور بائیں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی۔۔۔۔۔انگوٹھی پر بہت خوبصورت انداز میں اے لکھا ہوا تھا۔۔اور اے کے اندر باریک باریک وائیٹ اسٹونز لگے ہوئے تھے۔۔۔

یہ انگوٹھی اس نے چیف منسٹر سکالر شپ سے ملنے والے پیسوں سے لی تھی۔۔۔اس سکالر شپ میں ہونہار طلبہ کو ان کی فیس کے پیسے واپس کر دیے گئے تھے۔۔۔وہ ہمیشہ سے ہی ٹاپر رہا تھا۔وہ تو پہلے ہی یونی میں آدھی فیس سے پڑھ رہا تھا۔۔۔یونی کے تمام ڈیپارٹمنٹ میں سب سے اچھے نمبرز کی وجہ سے اسکو آدھی فیس کا سکالر شپ دیا گیا تھا۔اور اب اس سکالر شپ میں اس کی ادا کردہ فیس جو کہ 40000 تھے۔۔۔اس کو واپس مل گئے تھے۔جس سے اس نے یہ انگوٹھی خرید لی۔۔۔۔

علی کے دوستوں نے فضا میں غباروں کا غول چھوڑا۔۔۔۔کلاس تالیاں بجانے لگی۔۔۔۔اس نے نگاہ اٹھا کر غباروں کو دیکھا اور پھر علی کو۔۔۔۔

ماہین نے آنکھوں ہی آنکھوں میں شکریہ ادا کیا اور جواب میں اس نے بھی آنکھوں کی زبان میں ہی مائی پلیئر کہا۔۔۔۔اور سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا

وہ مسکرائی۔۔

مسکراہٹ تو آج اس کے لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی

خوبصورت دن کا اختتام اتنا خوبصورت اور یادگار ہو گا یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا

علی نے اس کے سوٹ کی طرف اشارہ کیا۔۔ پھر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو ملایا اور کمال کا اشارہ کیا۔۔

وہ سمجھ کر مسکرائی۔۔

کلاس فیلو ابھی بھی اڑتے غباروں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اس نے سوچا نہیں تھا علی اس کو ایسے سرپرائز کرے گا۔ اس کا خیال بس ایک بوکے اور چاکلیٹ کے پیکٹ تک تھا۔ یا زیادہ سے زیادہ اس نے سرپرائز کیک کٹنگ کا سوچا ہوا تھا۔۔ مگر یہ سب اس کے گمان سے بہت بڑھ کر تھا اور بہت خوبصورت بھی۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گھر میں داخل ہوتے ہی وہ اپنی ماں کو آوازیں دینے لگا۔۔ وہ اس کی آوازوں پر جلدی سے باہر آئیں۔۔۔ ان کے باہر آتے ہی اس نے روفی کا بازو چھوڑ کر اسے لونگ روم کے صوفے پر زور سے پٹخا۔۔۔۔ اور ایک تھپڑ اس کے نازک سے گال پر اس کی انگلیوں کے نشان ثبت کر گیا

"لیجیئے سنبھالیے امی اپنے لاڈلے کو۔۔۔۔"

کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟؟ وہ جواب دینے کی بجائے سخت نظروں سے اس کو گھورتا رہا۔"

"مجھے کچھ بتاؤ۔۔۔"

exponovels

"ہوا کیا ہے۔۔؟؟؟

وہ ایک نظر بڑے بیٹے پر ڈالتی جس کا رنگ غصے سے متغیر تھا۔۔دوسری نظر چھوٹے بیٹے پر ڈالتی جو سہم کر ان کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔چہرہ آنسو سے تر تھا۔

ہونا کیا ہے۔۔۔؟؟وہی ہوا جو زنیرہ کی مہندی پر ہوا تھا۔اس نے اپنی ماموں زاد کا نام لیا۔۔۔ "

تم اب ایک قدم بھی گھر سے باہر نہیں نکالو گے۔۔۔بہت خاک میں ملا دی تم نے ہماری عزت۔۔۔۔ "

"بس اب اور نہیں۔۔

انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا ہوا وہ غصے سے باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نیکسٹ ڈے وہ کلاسز سے فارغ ہو کر اس کے پاس آئی۔۔۔علی اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔۔وہ اس کی نظروں سے کبھی کنفیوز نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔اس کی محبت پاک تھی۔۔۔خالص تھی۔۔۔۔

خالص نہ ہوتی تو وہ سارے ڈپارٹمنٹ کے سامنے اسے پرپوز نہ کرتا۔۔۔۔اب کے سامنے پرپوز کر کے اس نے اپنی محبت کی مہر لگا دی تھی۔۔۔۔کہ وہ صرف اس کی ہو گی۔۔۔۔۔کوئی اسے اس نظر سے نہ دیکھے۔۔۔۔۔

exponovels

اسے مسکراتا دیکھ کر وہ بھی جواباً مسکرائی۔ وہ اپنے معمول والے حلیے میں تھی۔ گھٹنوں تک آتا کرتا اور اس کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ اور سوٹ سے ملے جلے رنگ کی جینز۔۔ اسکو کپڑوں کا اتنا شوق نہیں تھا۔ البتہ جوتوں کا تھا۔ علی نے نوٹس کیا تھا اس کے پاس جوتوں کی بہتات تھی۔ وہ ایک دن جو جوتا پہن کر آتی تو پھر اس کی باری دو ہفتوں کے بعد ہی آتی۔ اپنے لمبے قد کی وجہ سے وہ فلیٹ شوز میں ہی نظر آتی تھی۔ جیولری کے نام پر اس کی کلائی میں گولڈن ڈائل اور گولڈن ہی سٹریپ والی اک گھڑی ہمیشہ رہتی تھی۔

وہ اس کے پاس ہی کچھ انچ کے فاصلے پر بینچ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔ اور درمیان میں اپنا بیگ رکھا

"....میں یہ تمہیں واپس کرنے آئی ہوں "

اس نے رنگ اس کی طرف بڑھائی۔۔۔۔۔۔ علی ششدر رہ گیا۔۔۔

"ماہی یہ...... یہ کیوں.... واپس کر رہی ہو۔۔۔۔ "

"میں تم سے ہر تعلق ءءء ہر رشتہ ختم کرنے کا اعلان کرتی ہوں۔۔۔۔۔ "

وہ اٹھ کر جانے لگی

exponovels

وہ پلک جھپکے بنا اس کو دیکھتا رہا۔۔۔۔ ابھی کل تک تو سب ٹھیک تھا۔۔۔۔۔وہ خوش تھی۔۔۔۔۔ پھر اچانک کیا ہو گیا۔۔۔۔۔ علی کو سکتہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔وہ اسے بس دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ الفاظ ختم ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

ماہین اس کی حالت دیکھ کر ایک دم کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔ اور پھر واپس بینچ پہ بیٹھی

"اف۔۔۔۔۔ شکل تو دیکھو اپنی۔۔۔۔"

ہنسی کے کا اک فوارہ جاری ہوا

کچھ لمحے تو وہ سمجھ ہی نہیں سکا۔اور جب سمجھا تو

یہ سب کیا تھا ماہین۔۔۔۔۔؟؟؟؟"بے حد سنجیدہ لہجہ۔۔۔۔

وہ ابھی تک دکھ کی کیفیت میں تھا۔

کچھ نہیں....بس ایسے ہی... تم نے کل مجھے اتنا تنگ کیا تو میں نے سوچا۔۔۔ کچھ میرا بھی حق ہے تم پر۔۔۔۔"

وہ آنکھ دباتے ہوئے مزے سے بولی۔

"پاگل ہو کیا تم۔۔۔۔۔؟؟؟؟ "

علی نے اس کا بیگ اٹھا کر اس کے ہی سر میں مارا۔۔۔۔

exponovels

"ہاں ہوں..... تمہارے لیے پاگل ہی ہوں۔۔ میں بھی... اور میری محبت بھی۔۔۔۔۔ "

ماہین نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"....جان نکال دی تم نے میری "

!!! وہ تو میں ہی نکالوں گی..... یاد رکھنا "

"اچھا ابھی یہ رکھو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پھر کیس آگے بڑھایا۔

کیوں....؟؟؟ "

میں یہ نہیں لوں گا...."یہ تمہارا برتھ ڈے گفٹ ہے

"یار سمجھا کرو۔۔ میں اتنا مہنگا گفٹ نہیں لے سکتی۔۔۔۔"

"تو پھینک دو۔۔ لیکن مجھے مت دو "

"یار بات کو سمجھو۔ گولڈ کی رنگ پہنوں گی تو گھر والے سوال کریں گے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

کہہ دینا آرٹیفیشل ہے......"حل موجود تھا"

"اچھا رنگ آرٹیفیشل ہے اور یہ جو اس پر اسے لکھا ہے۔۔۔ اس کا کیا کہنا ہے۔ یہ بھی بتا دو"

اس کی بات پر علی لاجواب ہو گیا۔۔۔۔۔

exponovels

اس نے علی کی مٹھی کھولی اور اس کی ہتھیلی پر کیس رکھ دیا۔۔۔

علّی نے گہری نظروں سے اس کو دیکھا۔۔۔۔۔وہ ابھی تک پہلے شاک سے نہیں نکلا تھا اور دوسرا تیار۔۔

"مگر ماہی میں نے بہت محبت سے تمہارے لیے لی تھی "

تمہاری محبت ہمیشہ میرے ساتھ ہے اور رہے گی......ایک رنگ پہننے یا نہ پہننے سے کچھ نہیں "

ہو گا۔۔۔"

مگر یہ تمہارہ برتھ ڈے گفٹ ہے

ہاں تو وہ میں کب چھوڑ رہی ہوں۔لوں گی۔ضرور لوں گی مگر یہ نہیں

وہ اپنی بات منوانے کا سوچ کے آئی تھی۔۔۔اسے ماننی ہی پڑی۔۔۔اس نے کیس تھام لیا۔کچھ لمحوں

بعد بولا

"تم نے اپنے گھر بات کی.....؟؟؟"

".....ہاں میں نے اماں کو بتا دیا ہے مگر وہ راضی نہیں......تم فکر نہ کرو....میں منالوں گی ان کو"

جلدی منالینا۔۔۔۔فائنل صرف دو ہفتے بعد ہیں۔۔۔اس کے بعد تمہیں دیکھنے کا بہانہ بھی نہیں "

رہے گا میرے پاس۔۔۔"

"اوکے بوس میں کوشش کر رہی ہوں"

exponovels

وہ جلد مان جائیں گی۔ اسکا انداز میں لاابالی پن تھا

علی نے فکر مندی سے اس کی طرف دیکھا

"یار کہہ تو رہی ہوں مجھ پر چھوڑ دو "

اسکی آنکھوں میں تفکر دیکھ کر اس نے یقین دہانی کروائی

"اٹھو کچھ کھانے کے لئے چلتے ہیں۔۔۔۔ "

علی کے اٹھتے ہی دونوں کینٹین کی سمت بڑھ گئے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ ان کے سینے میں چہرہ چھپائے ان کو پکار رہا تھا۔۔۔ آج علی نے دوسری بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ ان نرم گالوں پر اس کے ہاتھ کا نشان ابھی بھی واضح تھا۔۔

"امی میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔۔۔ پتا نہیں کس نے میری کلاس کے بچوں کو بتادیا۔۔۔" وہ احمد ہے نا۔۔۔ وہ ٹیچر سے چھپا کر فون لایا تھا۔۔۔ اس نے وہی والا میوزک لگا دیا۔۔۔ مجھے نہیں پتا مجھے کیا ہو گیا۔۔۔ امی میرے ہاتھ۔۔۔ میرے پاؤں۔۔۔ میں خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکا۔۔۔ امی۔۔۔"

وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

امی مجھے معاف کر دیں۔۔۔امی میں اب سکول نہیں جاؤں گا۔۔۔امی میں اب گھر سے باہر نہیں " جاؤں گا۔۔میری وجہ سے علی بھائی کی بہت بے عزتی ہوئی۔۔پرنسپل نے انہیں بہت باتیں "سنائیں۔۔۔

وہ سسکیوں میں بول رہا تھا... اصل میں وہ بول نہیں رہا تھا وہ ایک ماں کے ضبط کا امتحان لے رہا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

علی نے تو اپنی ماں کو ماہین کے بارے میں بتا دیا تھا ان کو کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر ماہین کے گھر والے اس کی شادی اپنی پسند سے اس کے کزن کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

میں سوچ رہی ہوں تمہارے فائنل کے فوراً بعد تمہارا اور رافع کا رشتہ کر دوں۔۔۔ منگنی ہو " "جائے۔۔۔۔شادی تمہارے تھیسز کے بعد کر دیں گے۔۔۔

وہ لان میں ماں کے ساتھ شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی جب انھوں نے گفتگو کا آغاز کیا

"اماں کیا جلدی پڑ گئی ہے آپ کو میری شادی کی۔۔۔۔؟؟؟؟ "

"....بیٹیوں کی شادی کی ماؤں کو جلدی ہی ہوتی ہے "

"اماں مجھے نہیں کرنی شادی رافع سے۔۔۔۔"

کیوں۔۔۔۔ "

exponovels

"کیا برائی ہے اس میں"

"اماں اس میں کوئی برائی نہیں۔۔۔۔ "

"..... تو پھر "

"...... مجھے کوئی اور پسند ہے "

"....... سوچنا بھی مت..... تمہارے ابا کبھی یہ شادی نہیں ہونے دیں گے "

ماہین بغیر بحث کئے اپنی کتابیں اٹھا کر چھت پر چلی گئی۔۔۔۔۔۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ مسئلہ ابا کو نہیں اماں کو ہے۔۔۔۔۔۔۔

انہیں اس کے بچپن سے ہی رافع پسند تھا اور وہ اس کو ہمیشہ اسی نظر سے دیکھتی تھی۔۔۔۔۔

رات کے کھانے پر اماں نے پھر وہی موضوع چھیڑ دیا۔۔۔

اماں میں نے آپ سے صبح بھی کہا تھا۔۔۔۔۔ میں رافع سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔۔۔"

میں جس کو پسند کرتی ہوں شادی بھی اسی سے کروں گی۔۔ یہ نہیں کہ پسند کسی کو کروں اور شادی کسی سے۔

مجھ سے یہ منافقت نہیں ہو گی

اور اگر میں یہ نہ ہونے دوں تو۔۔ ان کے انداز میں سراسر دھمکی تھی

exponovels

تو پھر یاد رکھیے گا

اگر میری اس سے شادی نہ ہوئی تو کسی اور سے بھی نہیں ہو گی۔۔

ساری عمر اس گھر کی دہلیز پر بیٹھی رہوں گی۔۔۔۔

ماہین کی ماں کے لیے حیرت کی بات نہیں تھی۔وہ یونہی اپنی ہر بات منوانے کی عادی تھی۔۔وہ سوچ رہی تھیں

کوئی بات نہیں فی الحال اس لڑکے کا بھوت اترے۔۔بعد میں وہ اس کو ایموشنل بلیک میل کر کے اپنی بات منوالیں گی۔

اور وہ تو جیسے انکی ہر سوچ پڑھ رہی تھی

"اگر زبردستی یا ایموشنل بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو اس گھر سے میرا جنازہ اٹھے گا "

وہ بدلحاظ نہیں تھی اور نہ ہی بدزبان مگر اپنی محبت کے لیے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔

صدیق صاحب نے اس کی طرف خشمگیں نگاہ سے دیکھا۔

وہ کھانا چھوڑ کر ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کر جانے لگی۔

واپس آؤ۔۔بیٹھو یہاں۔۔۔۔۔انہوں نے حکم سنایا۔وہ واپس پلٹی "

exponovels

کھانا کھاؤ آرام سے۔۔۔۔اور مجھے بتاؤ کون ہے وہ۔۔۔۔؟؟؟" ماہین کو اپنے باپ سے یہی امید تھی۔کیونکہ بیٹیوں کی امیدوں پر صرف باپ ہی پورا اتر سکتے ہیں۔۔۔یہ کسی اور کے بس کی بات ہی نہیں۔

"......میری یونیورسٹی میں پڑھتا ہے "

سر جھکا کر جواب دیا

"کیا کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟ "

"میرے ساتھ ہی ایم فل کر رہا ہے.۔۔"

"......ماں باپ..گھر بار"

"...باپ نہیں ہے۔۔۔ماں زندہ ہے اور ایک چھوٹا بھائی ہے بس"

"......ٹھیک ہے...اسے اس کی ماں کے ساتھ کل رات کھانے پر گھر بلاؤ "

"جی "

وہ پھر سے جانے لگی

"...اور ایک بات یاد رکھنا "

وہ رکی مگر مڑی نہیں

exponovels

"اگر وہ میرے معیار پر پورا نہ اترا تو اس کا خیال اپنے دل سے نکال دینا۔۔۔ "

پیچھے ابّا کی آواز آئی.

"جی ابا..."

وہ کہہ کر وہاں رکی نہیں

صدیق صاحب کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔۔۔ دو بیٹیاں تھیں۔۔۔ ماہین نے ان کو کبھی بیٹے کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا تھا۔۔ وہ ان کے لیے بیٹوں سے بھی زیادہ مضبوط سہارا تھی۔ بہت سمجھدار۔ بہت مہذب اور سلیقہ شعار۔۔

موقع محل کو سمجھ کر ہر قدم اٹھانے والی۔ بروقت اور درست فیصلہ کرنے والی۔۔

جانتے تھے محبت میں بھی اس کا معیار ہلکا نہیں ہو گا۔ اس لیے انہوں نے اس لڑکے سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس کا مسجد جانے کو بہت دل کرتا تھا۔۔ 16 برس تک اس نے باجماعت نماز ادا کی۔۔۔ سب سے آخر میں جاتا جب نماز کھڑی ہو جاتی تو آخری صف میں شامل ہو جاتا اور قاری کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سلام پھیر کر مسجد سے باہر نکل آتا۔۔۔۔

exponovels

بہت احتیاط کے باوجود ایک دن حاجی علم دین نے اس کو جالیا۔۔۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولے۔۔۔

لڑکے برا نہ ماننا مگر آج کے بعد تم مسجد مت آنا۔۔"

تم تو گھر پر بھی نماز پڑھ لو تو تمہاری جماعت ہی ہے بلکہ تم نماز پڑھ لو تو یہی تمہاری جنت ہے۔۔۔

میں چاہتا ہوں کہ مسجد کا ماحول ٹھیک رہے۔۔۔بہت سے لوگوں نے مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے تمہارے بارے میں کہا ہے۔۔۔میں امید کرتا ہوں کہ تم میری بات سمجھ چکے ہوں گے۔۔۔"وہ کہہ کر اس کا جواب سننے کے لیے رکے نہیں

اس نے نم آنکھوں سے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔جن کے سر کے بال سفید تھے۔۔۔باریش داڑھی،،، ٹخنوں سے اوپر شلوار مگر لہجے میں رعونت تھی۔۔۔

حاجی علم دین ان چند معزز لوگوں میں سے تھے جن کے ہاتھ میں مسجد کا انتظام ہوتا ہے۔وہ ایک طرح سے مسجد کے کرتا دھرتا تھے

مگر ان کا مذہب ان سے کیا کہتا تھا۔۔۔وہ مذہب جس نے کبھی کسی کو بری آنکھ سے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔۔۔۔جس میں ایک مسلمان کی ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو محفوظ رہنے کا حکم دیا ہے۔۔۔

exponovels

جس نے دوسرے مسلمان کو مسکرا کر دیکھنے کو بھی نیکی قرار دیا تھا۔وہ اس مذہب کے پیروکار تھے۔۔اس نے دوبارہ کبھی یہاں نہ آنے کی قسم کھائی۔۔اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے گھر واپس آگیا

یہ جو بڑی بڑی داڑھیوں والے پانچ وقت کے نمازی مسجدوں کے معززین کہلاتے ہیں۔۔۔۔۔کیا ہے ان کا اسلام۔۔۔؟؟؟؟کیسے مسلمان ہیں۔۔۔۔؟؟؟؟

جس رب نے اپنے حرم میں۔۔۔اپنے پاک گھر میں ہم جیسوں کو جانے سے منع نہیں کیا۔۔۔۔جس کے نبی کی مسجد میں ہمارے لئے کوئی تفریق نہیں۔۔۔۔

جب رب تعالی کی ذات مبارکہ نے ہمیں ان باتوں سے مستثنٰی قرار دے دیا ہے۔۔۔۔تو یہ معززین کون ہوتے ہیں۔۔۔۔؟؟؟؟؟

وہ تکلیف میں گھرا سوچ رہا تھا

"امی کیا ہمارا کوئی مذہب ہے۔۔۔؟؟"

وہ ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔

"ہم سب مسلمان ہیں۔۔۔۔ "

"آپ تو ہیں۔۔۔۔میں اپنا پوچھ رہا ہوں۔۔۔"

"کوئی بات ہوئی ہے بیٹا۔۔۔۔۔ "

وہ ان کی آغوش میں سسکنے لگا۔۔۔

"مجھے بتاؤ۔۔۔۔بیٹا کیا بات ہے۔۔۔؟؟؟؟"

اس نے مسجد کا واقعہ من و عن سنا دیا۔۔

وہ اس کے بال سہلانے لگیں۔۔۔ معاشرے کا رویہ وہ نہیں بدل سکتی تھیں۔۔۔ وہ اسے تسلی دینے لگیں۔۔۔

"امی میں اب مسجد نہیں جاؤں گا۔۔"

اس بات کے جواب میں کہنے کو تسلی کا کوئی لفظ ان کے پاس نہیں تھا۔ جانتی تھیں اب وہ جائے گا تو وہاں تماشہ ہو گا۔ اس سے بہتر اس کا نہ جانا ہی تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دسمبر کا وسط چل رہا تھا۔ سرد ہوا کے جھونکے ہڈیوں کے اندر گھستے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ آ رہا تھا اپنی والدہ کے ساتھ۔۔۔ ماہین کو اسے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔۔ اسے یقین تھا وہ سب سنبھال لے گا جیسے وہ ہمیشہ سنبھال لیتا تھا۔

وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کے لیے کہا گیا ہے

"....وہ آیا۔۔ اس نے دیکھا اور فتح کر لیا"

exponovels

بیل کی آواز پر صدیق صاحب نے اسکو بلا کر خصوصا کہا

تم اوپر رہو گی۔۔۔پہلے ہمیں ملنے دو۔ اگر ضرورت ہو گی تو بلا لوں گا تمہیں۔۔

وہ سر ہلاتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔ البتہ دل کسی انہونی سے ڈر رہا تھا۔

اس نے ایک کھڑکی کا پٹ زرا سا سرکایا۔۔ اور ٹھنڈی ہوا میں گہرا سانس لیا۔ دل کی گھبراہٹ میں زرا کمی آئی تو شدت سے سردی کا احساس ہوا۔ اس نے کھڑکی بند کی۔ وضو کیا اور بیڈ پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگی۔۔۔بے چین دل کو قرار بخشنے کا یہی اک طریقہ تھا

وہ خالی ہاتھ ان کے گھر نہیں آیا تھا.

اس کے ہاتھ میں کچھ بیکری کے شاپرز اور بکے تھا۔۔ اس نے دونوں چیزیں سنٹرل ٹیبل پر رکھیں۔

صدیق صاحب سے مصافحہ کیا اور ماہین کی والدہ سے پیار لینے کے لیے کندھا سامنے کیا۔۔ بادل نخواستہ انہوں نے ہاتھ پھیرا۔۔ اس کی والدہ گلے ملنے کے لئے آگے بڑھیں پر انہوں نے مصافحہ پر ہی اکتفا کیا۔۔۔

علی نے اک طائرانہ نگاہ کمرے پر ڈالی۔ کمرے کی دیواروں پر صندل کی لکڑی سے بہت شاندار ووڈ ورک ہوا تھا۔ اک طرف دیوار گیر الماری تھی جس کے ہر شیلف پر رکھے مینٹل پیس اپنی قیمت آپ بتاتے تھے۔۔ اک دیوار پر مونالیزہ کی پینٹنگ اپنی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ آویزاں تھی۔۔ وہ اک

exponovels

نامور مصور کا شاہکار تھی۔۔ڈھیروں فینسی لائٹس کی روشنی سے سے ہر چیز کی چمک دمک میں اضافہ ہو رہا تھا

"بیٹھیے پلیز"

صدیق صاحب نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متانت سے ان کو مخاطب کیا۔

علی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر پورے کانفیڈنس سے صوفے پر براجمان ہوا۔البتہ اسکے بیٹھتے ہی صدیق صاحب کی بیگم کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔

وہ لڑکے کی چال ڈھال ءء شکل و صورت سے متاثر ہوئے تھے۔۔۔ بیرونی شخصیت تو شاندار تھی۔اس کی اندرونی شخصیت کیا تھی؟؟اب صرف یہ جانچنا باقی تھا.

"ماہین نے بتایا۔۔آپ کے والد صاحب۔۔۔۔"

وہ بس اتنا کہہ کر چپ ہو گئے۔

"جی ان کا میرے بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔۔میں گیارہ سال کا تھا تب۔۔ "

اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے۔کچھ لمحے ڈرائنگ روم میں فضا سوگوار رہی

پھر ماہین کے والد بولی

"اور بیٹا آپ کے بہن بھائی۔۔۔۔ "

exponovels

وہ اس کا طرز تخاطب پرکھ رہے تھے۔

".جی بہن نہیں ہے کوئی...ایک چھوٹا بھائی ہے.سات سال چھوٹا ہے مجھ سے "

اور آپ کتنے کے ہو برخوددار

علی ان کے سوال پر مسکرایا۔وہ اتنا ڈائریکٹ سوال متوقع نہیں کررہا تھا

"پچیس کا ہوجاونگا نیکسٹ اکتوبر"

"ہوں۔۔ "

صدیق صاحب نے سر ہلایا۔۔

تمھیں پتا ہے ماہین کتنے سال کی ہے۔ تمہیں نہیں پتا ہوگا میں بتاتا ہوں

علی کے لیے مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل ہونے لگا۔ان کو کیا بتاتا ابھی نومبر میں اس کی سالگرہ مناتے ہوئے اس نے بہت فخر سے بتایا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی تیئس بہاریں دیکھ چکی ہے

"وہ تیئس کی ہوئی ہے پچھلے ماہ۔میں ابھی اس کی شادی کے حق میں نہیں تھا پر جو اللہ کو منظور"

اتنے میں ماہین کی والدہ ملازمہ کے ساتھ چائے لے کر داخل ہوئی۔۔

"یہاں رکھ دو۔۔تم جاؤ میں دیکھ لیتی ہوں۔۔"

انہوں نے سب کے سامنے چائے کے کپ رکھے اور علی کی والدہ سے باتیں کرنے لگیں۔

exponovels

بھائی صاحب اگر آپ برا نہ مانیں میں ماہین سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔اگر آپ اس کو بھی یہیں بلا لیں۔۔۔"

"جی ضرور....رضیہ سے کہو ماہین کو بھیجے"

انہوں نے اپنی زوجہ کو مخاطب کر کے ملازمہ کا نام لیا.... جنہوں نے درشتگی سے ان کو دیکھا۔۔ابھی وہ باہر اس کے سامنے نہ آنے کا حکم دے رہے تھے اور اب معاملہ اس کے حق میں جاتا نظر آیا۔۔وہ بے دلی سے اٹھیں اور کچھ دیر بعد لوٹیں تو ساتھ ماہین بھی تھی۔۔

علی نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور اس ایک نظر میں ہی اس کے چہرے پر خوف،، پریشانی دیکھ سکتا تھا۔۔وہ صبح یونیورسٹی والے لباس میں ہی تھی جو شکن آلود تھا۔۔سر پر دوپٹا جمائے،، نظروں کو جھکائے اس کے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھی۔۔کاجل کی مٹی مٹی لکیر اس کو مزید افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔

وہ جانتا تھا وہ اس کے لیے کہاں کہاں لڑی ہوگی۔۔۔؟؟؟

کیا کیا اندیشے ہوں گے اس کے دل میں ؟؟

اس کا دل کس طرح کانپا ہوگا اس سوچ کے ساتھ کہ اگر اس کے والد نے اسے اس قابل نہ سمجھا تو۔۔۔۔۔

exponovels

وہ کتنا اپنے رب کے آگے روئی ہو گی۔۔۔اس کو کتنا مانگتی ہو گی اللہ سے۔

لیکن اس سب سے بڑھ کر ماں کا دل دکھا کر اپنی خوشی کو پانے کا احساسِ جرم اسے جھنجھوڑ رہا ہو گا۔۔۔

وہ اس کا اپنے لیے عشق بھی جانتا تھا۔وہ خود انھی راستوں کا مسافر تھا۔پھر اس کو کیسے نہ سمجھ سکتا۔۔

علی کی ماں اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔۔۔وہ ہولے ہولے اس سے کوئی بات کر رہی تھیں اور مسکرا رہی تھیں۔۔۔ان کے چہرے پر ماہین کے لیے بیٹیوں والی شفقت تھی۔۔۔صدیق صاحب نے غور سے ان کو دیکھا۔۔۔

ماہین ان کے ساتھ مسکرا رہی تھی..اس کے چہرے پر اب خوف نہیں تھا جو اسکی آمد پر اسکے چہرے پہ نظر آ رہا تھا....وہ اب ریلیکس تھی۔۔

انہوں نے وہاں بیٹھے بیٹھے ہی اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے کوئی فیصلہ کر لیا۔۔۔

کھانے کے بعد وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔علی کی والدہ نے پرس سے پانچ ہزار کا نوٹ نکالا اور ماہین کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔

"...ارے یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟؟ابھی ہم نے لڑکا دیکھا ہے...کوئی حتمی جواب تو نہیں دیا آپ کو" ماہین کی والدہ نے مداخلت کی

ماں کی بات پر ماہین نے گھبرا کر علی کی طرف دیکھا۔۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

exponovels

"رکھ لو. بیٹا میں تمہارے لیے کچھ لا نہیں سکی۔۔۔ یہ اک بیٹی کو اک ماں کی طرف سے ہے۔۔۔ "

پھر اس نے باپ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔انہوں نے سر ہلایا۔

باپ کا اشارہ پا کر اس کا دل مسکرایا۔۔۔ مسکراہٹ میں ڈھلے لب۔۔۔ کسی کے آنکھوں نے یہ منظر چپکے سے قید کیا۔۔۔

علی کی اماں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما۔۔ماہین خود بخود ان کے سامنے جھکی۔۔انہوں نے اس کو ماتھے پر بوسہ دیا اور سب کو اللہ حافظ کہہ کر باہر نکل گئیں۔

پورے تین دن سوچ بچار کرنے کے بعد ماہین کے بابا نے علی کو کال کر کے اوکے کا سگنل دیا تھا

علی کی والدہ نے آئندہ جمعے ان کو گھر پر دعوت دینے کی کال کر دی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دسمبر بروز اتوار 25

ڈیئر ڈائری تمہیں پتا ہے

آج علی بھائی کے سسرال والوں کو گھر پر کھانے کے لیے دعوت دی گئی ہے۔۔۔۔

بھائی نے کہا ہے میں کسی صورت بھی ان کے سامنے نہ آؤں اور بس اپنے کمرے میں رہوں۔۔۔۔

یہ کمرہ ہی میرا آخری مسکن ہے۔۔۔۔اور اے ڈائری تم ہی میرا حال دل جانتی ہو۔۔۔

exponovels

مگر میں خوش ہوں کہ بھائی کو ان کی خوشی ملنے والی ہے۔۔۔مجھے ان کی خوشی میں خوشی ملتی ہے۔۔۔

جب وہ پریشان ہوتے ہیں تو میں بھی پریشان ہو جاتا ہوں۔

اس نے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ اپنے دل کو ہلکا کیا اور ڈائری پر سر رکھ کر لیٹ گیا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

[2:54 PM, 6/7/2020] Iqra Shaikh Writer: آج علی کے گھر پر اس کے سسرال والوں کی دعوت تھی اور روفی کو خاص ہدایت تھی کہ نہ تو ان کے سامنے آئے اور اگر سامنا ہو تو ان کے سامنے کچھ نہ بولے۔

ماہی کے بابا کی چمکتی ہوئی برینڈ نیو گاڑی علی کے بڑے سے گیراج میں آ کر رکی۔ گاڑی کی شکل ٹیوٹا گرینڈی کے حالیہ ماڈل کا پتا بتا رہی تھی۔۔ گیراج میں ایک طرف علی کی مہران اور ایک بائیک کھڑی تھی بیگم صدیق نے بہت نزاکت سے پاؤں زمین پر رکھے یوں گویا وہ ساری عمر نرم گھاس پر چلنے کی عادی ہوں اور پہلی بار زمین پر قدم رکھے ہوں

"ماہی اور اس کی ماں میں زمین آسمان کا فرق ہے "

علی ان کی اس حرکت پر ماہی کو سوچتے ہوئے غیر ارادتا مسکرایا۔ مگر جلد ہی اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبا گیا۔ صدیق صاحب اس سے بغل گیر ہونے کے لیے آگے بڑھے

exponovels

مسز صدیق نے ایک گہری نگاہ گیراج پر ڈالی۔

گیراج اتنا بڑا رکھا ہے اور گاڑی اتنی چھوٹی" ان کا اشارہ علی کی پرانے ماڈل کی مہران کی طرف تھا "

وہ اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے نخوت سے بولیں

ان کو علی داماد کے طور پر تو پسند تھا مگر اس کا گھر بار پسند نہیں تھا۔

علی ان کا طنز سمجھ کر بھی اگنور کر گیا پھر مسکرا کر بولا

جس اللہ نے اتنا بڑا گیراج دیا ہے وہ گاڑی بھی بڑی دے دیگا۔ کیوں انکل!! "

"جی بالکل بیٹا۔۔ اللہ کی ذات سے اچھا گمان رکھیں تو وہ اچھے سے ہی نوازتا ہے۔"

آیئے اندر تشریف لائیں" علی کی والدہ نے مسکراتے ہوئے ان کو اندر کو جاتی روش کی طرف اشارہ کیا "

۔ گیراج سے گولائی میں چار سٹیپس اوپر مین اینٹرینس تھی۔ جو کہ لونگ روم میں ہی کھلتی تھی

صدیق صاحب نے دیکھا ان کی ایک کنال کی کوٹھی سے نصف رقبے پر مشتمل یہ

گھر سادہ مگر نفاست سے سجا ہوا تھا۔

لونگ روم میں ان کے گھر کی دیواروں کی نسبت زیبائش تو نہیں تھی مگر دیواروں پر سلور اور گرے کلر کا

وال پیپر لگا ہوا تھا۔ تین دیواروں کے ساتھ گولائی میں صوفے سجے ہوئے تھے۔ اور چوتھے دیوار پر

لکڑی کے فریم میں بڑی سی ایل ای ڈی لگی ہوئی تھی۔۔

exponovels

وہ جانتے تھے بڑے گھر آج کے دور کا تقاضہ ضرور ہیں مگر خوشیوں کی ضمانت نہیں ہوتے۔اس لیے انہوں نے اپنی بیٹی کی خوشی کو ترجیح دی تھی۔ مگر مسز صدیق کو یہ بات سمجھنے کے لیے ابھی وقت درکار تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مہمان ڈرائنگ روم میں علی کے ساتھ بیٹھے تھے اور وہ کچن میں اپنی ماں کے ساتھ کام کروا رہا تھا۔۔

"بیٹا تم یہ چکن فرائی کرو۔۔۔ میں برتن اور باقی چیزیں ٹیبل پر رکھ کر آتی ہوں۔۔۔ "

روفی کو کچن کی ذمہ داری سونپ کر اس کی امی ڈرائنگ روم میں آ گئی۔۔۔۔ڈرائنگ روم سے کچن کا دروازہ اور اندر کا تھوڑا سا منظر نظر آتا تھا۔۔۔۔۔

ماہین کی امی بھی بدقسمتی سے اسی سائیڈ پر بیٹھی تھیں۔۔۔

یہ آپ کا چھوٹا بیٹا ہے۔۔۔۔؟؟؟؟انہوں نے روفی کی طرف اشارہ کیا۔ "

"جی یہ میرا چھوٹا بیٹا ہے۔۔۔ عبدالروف۔۔۔ "

لگتا ہے کچن کے کاموں میں بہت مدد کرواتے ہیں آپ کے بیٹے۔۔۔۔"انہوں نے طنز کیا "

آپ کو تو محسوس ہی نہیں ہوتا ہوگا کہ آپ کی کوئی بیٹی نہیں ہے اور ہمیں دیکھیں کوئی بیٹا بھی نہیں دیا اللہ نے۔۔۔۔۔"

exponovels

ان کے انداز میں محرومی تھی نہ ہی حسرت۔۔ ان کے لہجے میں کچھ اور ہی بول رہا تھا۔۔۔ڈرائنگ روم کے ماحول میں یکدم تناؤ آگیا تھا۔۔۔

ماشاءاللہ ہمیں اللہ تعالی ماہین کی صورت میں بیٹی عطا کر رہا ہے اور آپ کو علی کی صورت میں " بیٹا۔۔۔" علی کی والدہ زبردستی مسکرائیں۔۔۔

انہوں نے ماحول کے تناؤ کو کم کرنے کی ناکام کوشش کی۔

ہاں ضرور۔۔۔۔ماہین تو آپ کی بیٹی کی کمی پوری کر دے گی۔ ہر وقت آپ کے پاس رہے گی مگر کوئی" "داماد کو تو بار بار کام نہیں کہہ سکتا ناں۔۔۔

"چھوڑیئے راشدہ بیگم یہ تو اللہ تعالی کے کام ہیں۔۔۔"

ماہین کے والد نے اپنی بیگم کو ڈھکے الفاظ میں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"بھائی صاحب کھانا شروع کریں پلیز۔۔۔ "

آپ بھی بیٹھیے۔۔

جی۔وہ بھی ایک کرسی پر ٹک گئیں۔۔

کوئی کام والی نہیں لگی ہوئی کیا؟؟

ظاہر سی بات ہے سوال کرنے والی ماہین کی ماں تھی

exponovels

جی آتی ہے صبح۔کام کر کے چلی جاتی ہے۔سارا دن نہیں رکتی۔۔وہ ان کی بات کا مقصد سمجھ گئیں تھیں

ہوں "انھوں نے ہنکارا بھرا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گئیں"

"بیٹا برا مت منانا ایک بات یونہی دماغ میں گردش کر رہی تھی"

صدیق صاحب نے جھجھکتے ہوئے بات کا آغاز کیا

" بالکل انکل پوچھیے

وہ میں سوچ رہا تھا آپ دونوں بھائی تو ابھی پڑھ رہے ہیں۔کوئی اور بھی کمانے والا نہیں تو گھر کا نظام کیسے "

چلتا ہو گا"

وہ انکی فکر سمجھتے ہوئے مسکرایا۔بیٹی کا باپ ہونا آسان نہیں ہوتا

اصل میں انکل ہمارا ایک اور گھر ہے لنک روڈ پر۔ویسے تو وہ پانچ مرلے کا ہے۔۔مگر پوش ایریا میں اور"

ڈبل اسٹوری بنا ہوا ہے۔۔

دونوں پورشن کا رینٹ پنتالیس ہزار ہے۔ابو کی پینشن بھی آتی ہے۔تو بہت اچھا گزر بسر ہو جاتا ہے۔

ویسے میں نے بھی دو تین کمپنیز میں اپلائی کیا ہوا ہے۔امید ہے آج کل میں رسپونس آجائے گا۔۔

"انشاءاللہ ضرور بیٹا۔اللہ آپکو کامیاب کرے۔۔"

exponovels

کھانے کے بعد ماہین کی والدہ گھر دیکھنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔۔۔کچن میں آئیں۔۔۔تو روفی کو دیکھا۔۔روفی نے ان کو دیکھ کر رخ موڑ لیا اور سائیڈ سے ہو کر کچن سے نکل گیا۔۔۔۔

"ارے کیسی تربیت ہے۔۔۔۔؟؟؟بڑوں کو سلام کرنا بھی گوارا نہیں۔۔"

وہ شاید ہر بات منہ پر کہنے کی عادی تھیں۔

نہیں وہ بس ذرا شرمیلا ہے تھوڑا۔۔۔اور ویسے بھی آجکل پیپر ہو رہے ہیں تو پڑھائی کا پریشر "ہے۔۔۔۔پیپر کی تیاری کرنے چلا گیا ہے۔۔

"اچھا پڑھتا بھی ہے۔۔۔۔"

ان کے انداز میں تضحیک تھی۔

ہوں۔۔انھوں نی مبہم سا جواب دیا "

کس کلاس میں

"بارہویں جماعت میں ہے۔۔۔۔

علی کی والدہ جھوٹ بولنا نہیں چاہتی تھیں مگر سچ کہہ نہیں سکتی تھی۔وہ پڑھ رہا تھا۔مگر پرائیوٹ۔۔سکول سے نہ نکالا گیا ہوتا تو واقعی اب کالج جاتا ہوتا۔۔

باقی کا سارا وقت بغیر کسی بدمزگی سے گزر گیا جس پر علی کی ماں نے صد شکر کیا۔۔

exponovels

جاتے ہوئے ماہین کے والد نے علی کو گھڑی پہنائی اور گلے لگا کر رشتہ پکا ہونے کی نوید سنائی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"تو میڈم خوش ہیں آپ۔۔۔؟؟؟ "

ماہین کے والدین کے جانے کے گھنٹے بعد وہ اس سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔

" بلکل بہت خوش ہوں۔۔۔ تم بتاؤ خوش ہو یا نہیں۔۔۔۔؟؟؟ "

وہ سب کچھ جانتی تھی مگر اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

"نہیں میں خوش نہیں ہوں۔۔۔"

ماہین جو تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر لیٹی ہوئی تھی۔یکدم تکیہ چھوڑ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔؟؟؟؟ "

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔ تم مجھے جانتے نہیں۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔۔۔"

علی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

" جانتا ہوں۔۔۔۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔ تم صرف کہتی نہیں ہو۔۔۔۔ کر بھی گزرتی ہو۔ "

"ہاں تو۔۔۔۔ تمیز کے دائرے میں رہو تم۔۔۔۔"خوش نہیں ہوں میں" کے بچے۔۔۔۔ "

exponovels

میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی میڈم۔۔۔۔ "

"میں کہہ رہا تھا میں خوش نہیں،،، بہت خوش ہوں۔ کیوں کہ مجھے آج دو دو خوشخبریاں ملی ہیں۔۔۔۔

"ایک کا تو پتا ہے۔ دوسری کونسی۔۔۔۔ تم نے مجھے تو نہیں بتایا۔۔۔

"تمہیں بتانے کے لئے ہی تو کال کی تھی۔۔۔ "

"اچھا سسپنس مت پھیلاؤ۔۔ جلدی بتاؤ۔۔ "

وہ اس کی جلد بازی پر مسکرایا.

میں نے ایک ملٹی نیشنل کیمیکل کمپنی میں انٹرویو دیا تھا کچھ دن پہلے۔۔۔۔ آج ان کی کال آئی تھی اور میں"

"سلیکٹ ہو گیا ہوں۔۔

"رئیلی۔۔۔۔ "

اس کی آواز میں جوش تھا۔

ہاں اور انہوں نے مجھے اپنی کمپنی کا مینجمنٹ ڈائریکٹر منتخب کیا ہے اور مزے کی بات آفس ٹائم دوپہر "

ایک سے سات بجے تک ہے۔۔

"مطلب آدھا دن میرا ہی سر کھایا کرو گے "

سر کیوں۔۔ میں پورا تمہیں ہی کھا لونگا۔

exponovels

بد تمیز۔ماہین نے اس کو دیا گیا لقب دہرایا۔وہ دل کھول کر ہنسا

نہیں کھاتا تمہارا سر۔میں دن میں نیند پوری کیا کروں گا

واہ موج ہو گئی تمہاری تو۔۔

"اور تو اور اگر میری پرفارمنس ان کو پسند آئی تو تین ماہ بعد مجھے گاڑی اور گھر بھی دیں گے۔۔۔۔

"تین ماہ بعد یعنی ہماری شادی تک تمہارے پاس نیا گھر اور گاڑی۔۔۔واؤ۔۔۔بہت مبارک ہو۔"

"گاڑی تو ٹھیک مگر میں گھر نہیں لینا چاہتا۔۔۔"

"کیوں۔۔۔؟؟؟ "

"میں یہ گھر نہیں چھوڑنا چاہتا۔۔۔۔یار میرے بابا نے بہت محنت سے بنایا تھا ہمارے لئے۔۔۔۔ "

"ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔۔۔۔ "

"گھر کے متبادل پٹرول اور ہیلتھ سروس فری ہے۔۔۔۔میں سوچ رہا ہوں وہ لے لوں۔۔۔۔ "

"جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔۔۔"

اس کی خوشی میں ہی اس کی خوشی ہوتی تھی ہمیشہ۔۔۔۔۔

چلو اب تم بھی آرام کرو۔مجھے بھی صبح کانٹریکٹ سائن کرنے جانا ہے۔

اس نے مسکراتے ہوئے اللہ حافظ کہہ کر کال بند کر دی

exponovels

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آج ان کے گروپ کے تھیسز کا ڈیفینس تھا اور یونیورسٹی میں شاید آخری دن بھی۔۔

وہ بہت بوجھل دل کے ساتھ ڈیفینس دے کر ڈیپارٹمنٹ سے باہر آئی تو سب دوست علی کو گھیرے بیٹھے تھے۔ وہ ان کو دیکھ کر مسکرائی۔

لو ماہین بھی آگئی۔ تم دونوں نے چپکے چپکے منگنی بھی کر لی اور ہم سب کو بلانا تو دور بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔

بولنے والی روحینہ تھی

ماہی علی کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ وہ پہلے ہی اپنی مسکراہٹ دبائے بیٹھا تھا۔

اس کی طرف کیا دیکھ رہی ہو۔ اس کی تو جاب بھی لگ گئی ہے۔ اور تم دونوں پر ایک ایک ٹریٹ ادھار " ہے ہماری۔" عالیہ نے بھی ٹانگ اڑائی

کونسی ٹریٹ اور کیسی ٹریٹ۔ ابھی نہ تو میں نے جوائننگ دی ہے اور نہ ہی ہماری شادی ہوئی ہے۔ شادی " "کے بعد سب کی ٹریٹ پکی۔۔

علی ان سب کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

ٹھیک ہے بیٹا۔ ہم سب پھر چلتے ہیں۔ اپنی شادی پر بھنگڑے بھی خود ہی ڈال لینا۔ رضا منہ بسور کر جانے لگا تو علی نے اسے کندھے سے پکڑ کر اک چپت لگائی

"بکواس نہ کر۔ کہاں ٹریٹ لینی ہے نام بتا "

یہ کی نا جگر والی بات۔ وینیو تو ڈیسائیڈ کر لے پر مینیو ہم ڈیسائیڈ کریں گے۔ رضا جلدی سے بولا۔ ماہی ان سب میں خاموش کھڑی مسکراتی رہی

مگر میری اک شرط ہے۔ علی کی آواز آئی

میں اور ماہی اکٹھے ٹریٹ دیں گے اور بل میں پے کرونگا۔ کسی نے دوبارہ ماہی سے ٹریٹ مانگنی ہے تو پہلے ہی بتا دے۔ اس نے اعلان کیا۔

نہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بس تو اپنی جیب بھر کہ آنا۔ رضا نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔۔

ایسے ہی سب نے ہنستے مسکراتے یونیورسٹی کو خدا حافظ کہہ دیا۔۔

علی کی جاب سٹارٹ ہو گئی تھی۔ ماہی گھر داری میں مصروف ہو گئی۔

تین ماہ بعد ان کی شادی کی تاریخ طے تھی۔ دونوں طرف شادی کی تیاریاں بھی عروج پہ تھیں۔ اور پھر وہ دن بھی آ گیا جس کا شدت سے انتظار تھا

آج 23 مارچ تھا۔۔۔ یعنی پاکستان ڈے۔۔ ماہی اپنے بچپن سے ہی یوم آزادی سے زیادہ یوم پاکستان جوش سے مناتی تھی اور اسی لیے

exponovels

ماہین کی خواہش تھی کہ وہ پاکستان ڈے پر ہی شادی کرنا چاہتی ہے جبکہ علی کی خواہش تھی کہ شادی فروری میں ہو۔ کیونکہ اسے سردی کا موسم پسند تھا۔ مگر اس نے ماہی کی خواہش کے آگے سر جھکا دیا تھا

وہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر نیچے آیا تو علی گولڈن اور میرون شیروانی میں سر پر کلاہ پہنے اور پیروں میں کڑھائی والا گولڈن اور میرون رنگ کا ہی کھسہ پہنے شہزادوں کی سی آن بان کے ساتھ ماں کے آگے جھکا نظر آیا۔ وہ اس کی بلائیں لے رہی تھیں اور اس کے سر سے صدقے کے پیسے وارنے لگیں۔۔۔۔۔

خوشی کے احساس کے ساتھ ان کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔۔۔۔ وہ اپنے مرحوم شوہر کی کمی بہت شدت سے محسوس کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

گھر میں کوئی بھی مہمان نہیں تھا۔۔۔ علی کے دوست گھر آکر رونق لگانا چاہتے تھے مگر علی نے انکو گھر آنے سے منع کر دیا تھا۔ اوسب کو ہال میں جمع ہونے کا ہی کہا تھا۔۔۔۔ وہاں سے بارات ماہین کے گھر کی طرف روانہ ہونی تھی۔۔۔

روفی بھائی اور ماں کو دیکھتا آگے بڑھا۔۔۔۔۔ علی نے اپنے پیچھے اس کی موجودگی محسوس کی اور مڑا اور اسے اپنے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

پھر روفی اپنی ماں کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔ انہوں نے اسے چوما اور اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔ یہ کرتا اور پجامہ انہوں نے خود اپنے چھوٹے بیٹے کے لئے سلائی کیا تھا۔۔۔۔۔

exponovels

"میرا بیٹا۔۔۔میرا شہزادہ۔۔۔ "

انہوں نے پھر سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"امی چلیں۔۔۔سب انتظار کر رہے ہونگے۔۔"

کچھ دیر بعد علی کی آواز گونجی۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔آؤ عبدالرؤف۔۔۔"وہ ہمیشہ اس کو اس کے پورے نام سے بلاتی تھیں۔جبکہ علی " بھی سب کی طرح اس کو روفی ہی بلاتا تھا۔

انہوں نے قدم آگے بڑھائے۔

علی کچھ شش و پنج میں مبتلا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔ "

وہ اس کو چلتا نہ دیکھ کر بولیں۔۔۔

امی میں سوچ رہا تھا کہ یہ ہمارے ساتھ نہ جائے۔۔۔ویسے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں " "کہ کوئی بات نہ ہو جائے۔۔۔

وہ یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

exponovels

ماں کے چہرے کی خوشی پل بھر میں غائب ہوئی۔۔۔انہوں نے بے تاثر نگاہوں سے پہلے علی کی طرف دیکھا اور پھر عبد الرؤف کو۔۔۔جو جامد کھڑا تھا۔۔۔پھر وہ اچانک آگے بڑھا اور ان کے کندھے پر ہاتھ پھیلایا۔۔۔

"علی بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔آپ جائیں۔۔۔میں واپسی پر بھابھی سے مل لوں گا۔۔۔"

لیکن "ایک ماں اپنے بڑے بیٹے کی شادی میں چھوٹے بیٹے کے بغیر کیسے چلی جاتی "

لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔۔اب آپ جائیں۔۔۔جلدی جائیں گے تو جلدی واپس آئیں گے " "ناں۔۔۔۔

وہ بمشکل اپنے آنسو ضبط کرتا بھاری آواز میں بولا اور بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتا منظر سے غائب ہو گیا۔۔۔۔

ماں نے پر شکوہ نگاہوں سے اپنے بڑے بیٹے کو دیکھا۔۔۔اب ان کا بھی جانے کو دل نہیں کر رہا تھا مگر جانا بھی ضروری تھا۔۔۔

کبھی کبھی اپنے کٹے ہوئے دل کے ساتھ بھی ہمیں اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ رکھنی پڑتی ہے۔۔۔لیکن اس وقت دل دکھ کی شدت سے بھر جاتا ہے۔انہوں نے بھی کچھ ایسا ہی محسوس کیا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

بارات کا استقبال بہت پر تپاک طریقے سے کیا گیا۔۔۔ماہین کا کوئی بھائی نہیں تھا مگر اس کے والد نے اکیلے ہی سب انتظامات بہت اچھے سے سنبھال لیے تھے۔۔۔

علی کی بارات میں سب دوست یار آگے آگے بھنگڑے ڈال رہے تھے۔کوئی اس کے سر سے نوٹ وار رہا تھا۔تو کوئی اسکو بھی لڈی میں زبردستی کھینچ رہا تھا۔ایسے میں

کسی نے روفی کی غیر موجودگی کا نوٹس نہیں لیا۔۔بہت سارے لوگوں کو تو اس کے وجود کا ہی علم ہی نہیں تھا۔

صرف ماہین کے والد نے روفی کے بارے میں علی سے پوچھا۔۔۔

"کیا بات ہے بیٹا چھوٹا بھائی کہیں نظر نہیں آرہا"

جی انکل صبح ایک کام سے بازار گیا تھا تو چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔جس کی وجہ سے ٹانگ میں فریکچر آگیا ۔ڈاکٹرز نے ڈسچارج نہیں کیا۔

اوہ۔۔وہ تاسف سے سر ہلانے لگے

"اس کے بغیر آنے کو دل تو نہیں کر رہا تھا مگر مجبوری تھی"

اس نے پہلی بات جھوٹ کہی مگر دوسری بات سچ تھی۔وہ واقعی اس کے لیے بہت اداس تھا

تو بیٹا اس کے ساتھ کون رکا ہے؟

exponovels

"جی۔ انکل اس کے ساتھ ہوسپیٹل ہی ہیں۔۔۔۔

یہی بات علی کی ماں نے بھی ماہی کی ماں سے کہی تھی۔۔۔۔وہ تو مطمئن ہو گئیں۔ البتہ علی کے رشتہ داروں میں دبی دبی سرگوشیاں ضرور ابھریں تھیں۔ جس پر کسی نے خاطر خواہ توجہ نہ دی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ بھاگتا ہوا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا تنفس تیز تیز چل رہا تھا۔ چہرہ سرخ تھا۔ دروازہ بند کر کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھا۔۔ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔ اسکے ذہن میں آٹھ سال پہلے کا واقعہ تازہ ہوا۔۔۔

آٹھ سال پہلے جب وہ دس سال کا تھا۔ دونوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ اپنی ماموں زاد زنیرہ کے مہندی پر گئے تھے۔۔

عبدالروٴف اپنی باریک لڑکیوں جیسی آواز (جس کی وجہ سے سب اس کا مذاق اڑاتے تھے) کے باعث بہت خاموش رہا کرتا تھا اور اپنی ماں کے ساتھ دبک کر بیٹھا رہتا۔

آج بھی وہ اپنی ماں کے پہلو کے ساتھ چپک کر بیٹھا تھا۔۔ کہ یکایک تیز میوزک کی آواز پر اٹھا اور سارے مجمعے کے درمیان آکر کھڑا ہوا۔۔۔ پھر یکدم اس نے اپنے ہاتھ ہوا میں لہرائے اور ایک مخصوص انداز

exponovels

میں لہکنے لگا۔۔۔پہلے تو شور اور ہلچل میں کسی نے دھیان نہ دیا مگر پھر سب شور چھٹ گیا۔ مجمع انتہائی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ آنکھیں بند کئے بہت مگن انداز میں ناچ رہا تھا۔پاؤں تھرک رہے تھے۔۔سب کی نظریں اس کے تھرکتے پیروں اور ہاتھوں کی مخصوص حرکت پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ایک دم علی آگے بڑھا اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور اس کو کھینچتا ہوا وہاں سے لے گیا۔۔۔۔اس روز ایک حقیقت پورے خاندان پر منکشف ہوئی۔

وہ حقیقت جو اس کی ماں اس کی پیدائش سے اب تک سب سے چھپانے میں ہلکان ہو رہی تھیں اور وہ حقیقت جو اس کا باپ سینے میں چھپائے زمین میں دفن ہو گیا۔۔۔وہ حقیقت جس کی وجہ سے علی کسی کو اپنا دوست نہیں بناتا تھا۔۔۔اپنے چھوٹے بھائی کے ہونے کے بارے میں ہی کسی کو نہیں بتاتا تھا کہ کل کو کسی کو خبر ہو گی تو اس کی کیا عزت رہ جائے گی۔۔۔؟؟؟؟آج وہ حقیقت پچ خاندان منکشف ہو گئی تھی۔۔

زنیرا کی مہندی کے بعد اس نے کبھی اپنے خاندان میں کسی فرد کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔کہیں بہت ضروری جانا ہوتا تو علی اور اس کی امی چلے جاتے تھے۔۔۔آہستہ آہستہ انھوں نے بھی جانا کم کر دیا اور خاندان

exponovels

والوں نے تواس واقعے کے بعد ان کے گھر آنا بند کر دیا تھا۔۔۔ آتے بھی تو صرف بڑی عمر کے افراد۔ یا ان کے بیٹے۔ بلکہ کبھی تو وہ بھی ان کے گھر آنے سے کتراتے تھے۔۔

اس واقعے کے فقط چھ ماہ بعد ہی سکول میں ویسا ہی ایک اور واقعہ پیش آگیا۔ جس سے اس کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا۔۔ اور اسی دن علی نے اس کی اٹھارہ سالہ زندگی میں دوسری بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔ اسی دن اس کا سکول ختم ہو گیا تھا۔۔ تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔ علی نے اس کو کہیں اور ایڈمیشن دلوانے کی کوشش نہیں کی تھی مگر وہ اس کو پرائیوٹ ایگزامز دلوا رہا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گیٹ پر گاڑی کا ہارن ہوا۔۔ جو اس بات کا سگنل تھا کہ بارات واپس آگئی ہے۔ اس نے کھڑکی سے گیٹ کا منظر دیکھا۔ جاتے ہوئے گاڑی میں دو لوگ تھے اور واپسی پر تین۔۔

وہ واش روم میں گھسا اور چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔۔ جس پر آنسوؤں کے نشان تھے۔ وہ اپنی ماں سے ایسے نہیں مل سکتا تھا۔ اس کو پتا تھا

ابھی کچھ دیر میں اس کی ماں دلہن کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر کھانے کی اک ٹرے کے ساتھ اس کے پاس آنے والی ہیں۔ جس میں سے اسے کچھ لقمے اپنی ماں کے لیے زہر مار کرنے تھے حالانکہ اس کو بھوک نہیں تھی۔

exponovels

اور بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر کھانے کی ٹرے کے ساتھ اندر داخل ہوئیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس نے کمرے میں قدم رکھا تو ٹھٹھک گئی۔۔۔۔ کمرے کی ڈیکوریشن روایتی سجاوٹ سے بہت مختلف لڑیاں لٹک رہی تھی۔ بیڈ کراون پر پھولوں کے بوکے نہیں تھے نہ ہی بیڈ کی سائیڈز پر تازہ پھولوں کی تھیں۔۔۔ بلکہ زمین پر جگہ جگہ دل کی شکل میں گلابوں کی پتیاں سجائی ہوئی تھی۔۔۔ جس کے سائیڈ پر کینڈل ہولڈرز کے اندر موم بتیاں جل رہی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ جگہوں پر الیکٹرک کینڈلز کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ اور ڈریسنگ ٹیبل پر کوئی چیز روشن تھی۔ پہلی نظر میں اس کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ قدم اٹھائے۔ دبیز قالین پر ماہین کو اپنے پاؤں دھنستے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔ وہ آگے بڑھی تو دیکھا

یہ شیشے کی ایک درمیانی سائز کی کشتی تھی جس پر مختلف کناروں پر لگے تختوں پر شیشے کے دو مجسمے ہاتھوں میں چپو لیے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔

ماہی نے غور کیا وہ راپینزل اور ایو جین کا مجسمہ تھا۔۔

exponovels

اور ان دونوں کے بورڈز کے درمیان کشتی میں تھوڑا سا پانی تھا۔ جس میں فلوٹنگ کینڈلز جل رہی تھیں۔۔

علی میرا دل چاہتا ہے میں کسی ایسی دنیا میں چلی جاوں جہاں آسمان پر بہت ساری سکائی لائٹننگ اڑ رہی ہوں اور نیچے پانی پر اک بوٹ میں میں اور تم ہوں۔ بالکل ویسے جیسے ٹینگلڈ میں ہوتا ہے "

"اور کیا، کیا دل چاہتا ہے تمہارا"

وہ اس کی بے تکی باتیں بھی بہت توجہ سے سنتا تھا

" اور میرا دل چاہتا ہے میرے پاس دنیا کی ساری کینڈلز ہوں۔۔ ہر رنگ کی۔۔ ہر ڈیزائن کی"

اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا اور وہ بے ساختہ اس کے بچپنے پر ہنسا تھا۔۔

اسے اپنی کہی ہوئی باتیں یاد آئیں

ماہی کو یقین نہیں ہو رہا تھا جو اس کی بے وقوفانہ باتوں پر ہنسا کرتا تھا۔ اس نے ہی آج اس کے لیے اس قدر اہتمام کیا ہے

یہ بوٹ یقیناً بہت قیمتی تھی۔ مگر اس سے بھی قیمتی تھے علی کے جزبات۔۔ وہ جانتا تھا ماہی کینڈلز کی دیوانی تھی۔ اور وہ اس کا دیوانہ تھا۔ اس لمحے ماہین کو خود پر رشک اور علی پر بے پناہ پیار آیا۔۔

exponovels

ماہی کو لگا اس کا دل اس شیشے کی کشتی میں ہی کہیں رہ گیا ہے۔۔اس نے احتیاط سے اس کو اٹھایا اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔

کھڑکیوں پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔کمرے میں صرف کینڈلز کی مدھم سی روشنی تھی۔سب کچھ مل کر ماحول کو بہت خوابناک بنا رہا تھا۔

ماہین نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا۔۔۔ایک ساتھ ہی کتنی فینسی لائٹیں روشن ہوئیں۔۔۔۔وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی آگے بڑھی۔۔۔

اس نے اپنا فرنیچر بھی ابھی پہلی بار دیکھا تھا۔

یہ فرنیچر اس کے ابا نے آرڈر کیا تھا۔اس کو صرف اتنا پتا تھا کہ ابا نے علی سے فون پر کمرے کی کلر سکیم پوچھی تھی۔

بیڈ کراؤن والی دیوار پر بہت خوبصورت ڈیزائن کی چمکتی ہوئی گولڈن پلاسٹک شیٹس لگی ہوئی تھیں جبکہ باقی تین اطراف میں ڈل گولڈن اور آف وائیٹ کے کامبینیشن میں وال پیپرز لگے ہوئے تھے۔

اس کا فرنیچر بھی انہی دونوں شیڈز میں تیار کروایا گیا تھا۔

اس نے رک کر پیروں کو لمبی ہیلز سے آزاد کیا۔وہ اپنے لمبے قد کی وجہ سے ہیلز کی عادی نہیں تھی۔اسی لیے اس کے پاؤں اب دکھنے لگے تھے

exponovels

وہ عام دلہنوں کی طرح نہیں تھی کہ شرما کر سکڑ کر ایک کونے میں بیٹھ جاتی۔ جس حق سے وہ علی کی زندگی میں آئی تھی اتنے ہی حق سے کمرے میں موجود تھی۔۔

وہ اپنا میرون اور گولڈن لہنگا (جو علی اور اس نے ملکر سلیکٹ کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی علی کی شیروانی بھی میچ کی تھی) سنبھالتی کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھی

ایک دیوار پر لگی ہوئی تصویر نے اس کے قدم روک لیے۔۔۔ اس نے غور سے وہ تصویر دیکھی اور غصے سے منہ پھلا لیا۔۔۔

محبت مجھ سے،،،، شادی بھی مجھ سے اور کمرے میں میری بجائے اس چغد کی تصویر لگا رکھی ہے۔۔۔۔"

تصویر میں علی کے ساتھ اس کا بیسٹ فرینڈ رضا کھڑا تھا اور وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

اس نے فریم اتار کر دراز میں رکھ دیا۔۔۔۔

پھر یکدم وہ رکی اور سوچنے لگی۔۔۔۔

"علی نے میری تصویر کیوں نہیں لگائی۔۔۔۔"

exponovels

علی کے پاس اس کی صرف ایک ہی تصویر تھی۔۔۔بون فائر کی جوان کی کلاس کے سی_آر نے سب کی گروپ فوٹو لی تھی۔۔۔اس کے علاوہ کبھی نہ علی نے مانگی اور نہ ہی اس نے دی۔۔۔علی کی محبت ایسی ہی تھی پاکیزہ سی۔۔۔نکھری سی۔۔۔

وہ بے ساختہ مسکرائی۔۔۔ایک لمحے کو اسے خود پر مان ہوا۔۔۔پورے کمرے کا جائزہ پورا ہونے پر وہ بیڈ پر آکر بیٹھی ہی تھی کہ اچانک دروازے پر اس کی آہٹ ہوئی۔

وہ اندر داخل ہوا تو پہلی نگاہ اس پر پڑی۔وہ مسکرایا اور دروازہ لاک کرنے کے لیے پلٹا۔

اس کے پلٹتے ہی اس نے جلدی سے اپنے دوپٹے کو چہرے تک کھینچا۔باریک نیٹ کے دوپٹے میں اس کی جھکی ہوئی آنکھیں بھی صاف نظر آرہی تھیں۔۔شرارتی مسکراہٹ چھپانے کے چکر میں مزید ظاہر ہونے لگی

علی واپس مڑا تو اسکو حیرت سے دیکھا

پھر اسکی شرارت پہ مسکرایا

آہستہ آہستہ چلتا اس کے قریب آکر بیڈ پر بیٹھا

سائیڈ ٹیبل کا سب سے اوپر والا دراز کھول کر کچھ نکالنے لگا

ماہین دوپٹے کے پیچھے اس کی ہر موومنٹ محسوس کر رہی تھی۔دوپٹہ ناک کی نوک تک آرہا تھا۔

گہری سرخ لپسٹک میں اس کے ہونٹوں کا کٹاو مزید واضح ہو رہا تھا۔ دوپٹے میں اس کی جھکی ہوئی آنکھوں کے پیچھے چھپی ہر شوخی اور ہر شرارت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا

علی سیدھا ہو کر بیٹھا اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے اور اس کے ہاتھوں پہ لگی اپنے نام کی مہندی کی خوشبو اپنے اندر اتاری پھر ان پر اپنے لب رکھ دیے

اس کا دل زور سے دھڑکا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور حرکت کرتا

اس نے ایکدم دوپٹہ چہرے سے ہٹایا

"یہ کیا تھا۔"

تمہیں اتنا بھی پتا نہیں ہے۔ سب سے پہلے دلہن کا گھونگھٹ اٹھاتے ہیں۔ اسکا چہرہ دیکھتے ہیں۔

اس کے چہرے پر خفگی تھی

علی نے بہت مشکل سے مسکراہٹ ضبط کی۔۔

"بھئ چہرہ کافی مرتبہ دیکھ رکھا ہے تو میں نے سوچا کچھ ایسا کروں جو پہلے نہ کیا ہو "

وہ معنی خیزی سے بولا

ماہین کی اک ہارٹ بیٹ مس ہوئی

چہرے پہ اک رنگ آیا اور اک گیا

exponovels

علی نے یہ منظر بہت شوق سے دیکھا

فیلنگ نروس؟؟"وہ تھوڑا سا اس کی طرف جھکا اور رازدانہ انداز میں سوال کیا "

"نو اینڈ نیور "

اسکا اعتماد بحال ہو چکا تھا

رئیلی؟؟

" یس "

شیور؟؟اس نے پھر سے تصدیق کی

"پریٹی شیور"

وہ دل کے اندر کی ہلچل چھپانے کے لیے مسکرائی

" آہاں۔۔لیٹس سی "

وہ لطف اندوز ہوا

کچھ پل اس کو گہری نظروں سے دیکھتا رہا

اپنے چہرے پر اسکی پر تپش نظریں وہ بھی اچھی طرح سے محسوس کر رہی تھی

اس کا دیکھنا ہی اس کو بلش کر رہا تھا مگر ماننا گوارا نہیں

exponovels

" اٹس ناٹ فیئر۔۔ تم مجھے ایسے دیکھو گے تو میں یہاں نہیں بیٹھ سکتی۔۔ میں جارہی ہوں چینج کرنے "

اس کو فرار کا یہی بہانہ سوجھا

وہ کھڑی ہوئی علی نے اسکی کلائی سے پکڑ کر واپس بٹھایا

"اچھا نہیں دیکھتا بیٹھو یہاں "

" پرامس کرو پہلے "

" پرامس "

" نہیں پکے والا پرامس کرو "

" ٹھیک ہے پکا پرامس"

وہ اس کے پاس ہی بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ مگر دل ابھی بھی زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ علی احمد پورے حق کے ساتھ ماہین صدیق کے پہلو میں آ کر بیٹھتا تو اس کا دل بالکل نارمل انداز میں دھڑکتا۔۔

علی نے اس کا ہاتھ تھاما۔ پھر اس کی انگلی میں وہی رنگ پہنائی جو اس نے اسے واپس کر دی تھی۔۔ تب وہ پہن نے پر راضی نہیں تھی

مگر آج بہت حق سے پہن رہی تھی۔۔

exponovels

علی کی نگاہ اس کے ہاتھوں پر جمی تھی۔

یہ ہاتھ۔۔۔اس نے یونیورسٹی میں ان گنت بار اس کے ہاتھوں کو تھاما ہوا تھا۔۔ماہین کو اس کا ہاتھ پکڑنا بہت پسند تھا۔وہ اکثر اس کا ہاتھ تھام کر باتیں کرتی ہوئی پوری یونی کے چکر لگاتی۔۔اس کا دل چاہتا تھا یہ راستہ کبھی ختم نہ ہو۔بالکل ویسے جیسے گھنٹوں اس سے بات کر کے بھی اسکی باتیں ختم نہیں ہوتی تھیں اس کے ہاتھ تھامنے میں کبھی اک دوست سے زیادہ کوئی جزبہ نہیں ہوتا تھا۔شہوت کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا تھا۔۔نہ ویسا استحقاق ہوتا تھا جیسا آج اس کے ہاتھ تھامنے میں تھا۔

وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔۔۔وعدے کے عین مطابق

اک ہاتھ اسکی چوڑیوں سے کھیل رہا تھا

دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا ٹیکہ ٹھیک کیا(جو خراب ہی نہیں ہوا تھا)

نگاہ اب ٹیکے پر تھی

اس کا چہرہ اس سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر تھا۔اپنے چہرے پر اسکی سانسوں کی تپش اس کے ہوش اڑا رہی تھی

"تو مسز علی آپ اپنی بات پہ قائم ہیں ناں "

کونسی بات "اس کی قربت نے اسکے ہوش قائم کہاں رہنے دیے تھے۔وہ سب بھول گئی تھی "

exponovels

یہی کہ آپ نروس نہیں ہو رہیں" وہ اسے زچ کر رہا تھا۔ اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔۔ کیسے نہ ہو تا "

کہ وہ اس کے قریب آتا اور ماہین پر کوئی اثر نہ ہو تا

ماہین نے حلق میں تھوک نگلا

میں سچ میں اب نروس ہو۔۔" علی نے اک اور شرارت کی۔۔ ماہین کی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔ اس نے "

زور سے اس کی قمیض اپنی مٹھیوں میں جکڑی

علی۔۔ پلیز۔۔۔!!

اس نے دبا دبا احتجاج کیا

شش۔۔۔ ماہی میری جان۔ آج کوئی دوری نہیں برداشت کروں گا۔۔ بہت انتظار کے بعد یہ گھڑی آئی

ہے۔۔ آج مجھے "نہ" مت کہنا پلیز

ماہین نے اسکی گہرے آنکھوں میں جھانکا۔۔

بڑی بڑی جھیل جیسی آنکھیں۔۔

اتنی شفاف کہ وہ اس میں اپنا عکس بہت واضح دیکھ سکتی تھی

اور اتنی گہری کہ وہ ان میں ڈوب گئی

پھر اس نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔ مکمل خود سپردگی کے ساتھ

exponovels

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماں اس کو چند لقمے کھلا کر برتن سمیٹ کر اپنے کمرے میں سونے کے لیے آ گئیں تھیں

اور وہ اپنی ڈائری کھول کر بیٹھ گیا تھا

ڈیئر ڈائری مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے۔۔۔ جب ابو مجھے اسکول میں ایڈمیشن کروانے لے کر جاتے تھے۔۔۔ وہ مجھے تیار کرواتے اور بائیک پر بٹھا کر ہر روز اک نئے سکول لے کر جاتے۔

میرے ذہن میں میرے بابا کی تصویر بہت دھندلی ہے مگر ذہن کے کسی خانے میں اس یاد کا منظر بہت واضح ہے۔

وہ وہاں ان سے کوئی بات کرتے۔۔۔ جو اباًوہ لوگ ان کو انکار کر دیتے اور ابو بہت ناامیدی کی حالت میں نشست چھوڑ کر مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے واپس آجاتے۔۔۔۔ پھر ہم کسی اور سکول جاتے اور وہاں بھی ایسا ہی ہوتا۔

"ابو یہ سکول والے مجھے داخلہ کیوں نہیں دیتے۔۔۔؟؟ "

اس نے باریک سی آواز میں اک دن اپنے ابو سے پوچھا۔۔۔

کیونکہ میرا بیٹا بہت خاص ہے اور یہ اسکول بہت عام ہے۔۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو بہت خاص اسکول میں " داخل کرواؤں گا۔۔۔۔"

exponovels

میری پیشانی چومتے ہوئے انہوں نے جواب دیا اور پھر نئے عزم سے کھڑے ہوئے۔۔۔۔ پھر ہم ایک اور سکول میں گئے اور ابو نے وہاں وہ بات نہیں کی جو پہلے سکولوں میں کرتے تھے اور پھر مجھے اس سکول میں داخلہ مل گیا۔۔ مگر میں بہت الجھ گیا تھا۔۔۔

ابو آپ نے جھوٹ بولا۔۔۔"میں نے گھر آتے ہی ابو سے سوال کیا۔ "

"نہیں میں نے جھوٹ نہیں بولا۔۔۔ صرف سچ چھپایا ہے۔۔ "

میں اس وقت نہیں جانتا تھا کہ سچ کیا ہے۔۔۔؟؟؟ مگر میں صرف اتنا جانتا تھا کہ اماں کہتی تھی جھوٹ بولنے سے گناہ ملتا ہے اور گناہ کرنے والے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔۔۔ اور میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اس نے تھک کر پنسل دراز میں رکھی۔ اور ڈائری بیڈ کے میٹریس کے نیچے چھپائی۔ اور خود سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔ وہ ڈائری لکھ کر ہمیشہ پر سکون ہو جاتا تھا۔ مگر آج بچپن کی یادیں لکھ کر اس کی بے چینی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

صبح کے ساڑھے آٹھ بجے معمول کے مطابق اس کی آنکھ کھل گئی۔وہ کچھ دیر چت لیٹی رات میں علی کی وارفتگیاں یاد کر کے مسکراتی رہی۔۔ پھر فریش ہو کر آئی۔رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔وہ دنیاومافیہا سے بے خبر بہت گہری نیند سویا ہوا الگ رہا تھا

ماہین ہولے سے آگے بڑھی۔ابھی اس پر جھکی ہی تھی کہ یکدم اس نے آنکھوں سے اپنی بازو ہٹائی۔ماہین کچھ گھبرا کر تھوڑا پیچھے ہوئی۔اس کو اندازہ نہیں تھا کہ اسکی نیند اتنی کچی ہے۔۔جبکہ اسکو لگا تھا اسے جگانے میں کافی تردد کرنا پڑے گا

وہ تھوڑی سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔ صبح اٹھ کر سب سے پہلے اس کا چہرہ دیکھنے کا احساس بہت خوشگوار تھا۔۔

ماہین کو اس کی آنکھوں میں کچی نیند کا گلابی پن نظر آیا۔وہ سوچ میں پڑ گئی اس کو جگائے یا نہ۔۔

کیا ہوا؟

اس نے مندھی مندھی آنکھوں کے ساتھ الٹے ہاتھ سے جمائی روکتے ہوئے ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔میں کہہ رہی تھی اٹھ جاؤ اب "

علی نے اک نظر وال کلاک پر ڈالی

ماہی سونے دوناں ابھی تو 9 بھی نہیں بجے

exponovels

اس نے بازو فولڈ کر کے پھر سے چہرے پر رکھا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی یار۔۔ "

پر مجھے بہت آ رہی ہے یار۔۔ علی نے اسی کے انداز میں دہائی دی

ماہین کچھ پل اس کے سرہانے بیٹھی رہی۔ پھر اپنے تکیے پر کہنی کے کے بل لیٹی اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی

وہ زرا سا کسمسایا۔۔۔ اس کے ارادہ جان گیا تھا۔ وہ اس کو جگانے کے درپے تھی

ماہی ناٹ اگین۔ سونے دو پلیز۔۔ اس نے بازو ہٹائے بغیر اسے کہا

اتنی نیند آتی ہے تمہیں۔۔ رات بھی تم پہلے سو گئے اور اب بھی نہیں اٹھ رہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی یونی کے لیے کیسے جاگتے تھے تم؟؟

۔ وہ اسکا بازو آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے پوچھنے لگی

کیونکہ تب تمہیں دیکھنے کو بے قرار ہوتا تھا۔ اب تو تم میرے پاس ہو۔ نیند پوری کر کے فرصت سے دیکھوں گا

"مبالغہ آرائی کی بھی اک حد ہوتی ہے علی"

exponovels

ماہی کی بات پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ ماہین اور اپنے تکیے کے درمیان رکھا کشن اٹھایا اور

اپنے چہرے پر رکھا

مطلب صاف ظاہر تھا۔۔ نو مور کوئسچنز اینڈ نو مور کمنٹس ٹو۔۔۔۔

ماہین کے اندر ناراضگی کی اک لہر اٹھی

وہ اس کے اوپر سے ہاتھ بڑھاتی آگے ہوئی۔ اس کی سائیڈ ٹیبل سے اس کا سیل اچکا۔۔ علی نے کشن کے

نیچے اس کی کاروائی محسوس کی۔ پھر ایک پل کے بعد ہی اس نے سیل واپس اسکی جگہ پر رکھا۔۔ علی نے

اس کو بیڈ سے اترتا محسوس کیا

" چڑیل ناراض ہو گئی ہے "

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے سیل پر واٹس ایپ کی میسج ٹون سنائی دی۔۔ وہ حیران ہوا۔ اس نے تو

رات کو ہی سیل آف کر دیا تھا

اتنے میں پھر بیپ ہوئی۔

اس نے کشن چہرے سے ہٹایا تو پہلی نظر اس پر پڑی۔ وہ بیڈ سے اتری نہیں تھی۔ بلکہ اپنی سائیڈ پر گود

میں تکیہ رکھے ہاتھ میں اپنا سیل پکڑے منہ پھلا کر اور ٹانگیں لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔

اب جبکہ نیند خراب ہو ہی گئی تھی تو

exponovels

علی نے سیل اٹھایا۔۔۔

کن اکھیوں سے اس نے علی کو سیل اٹھاتے دیکھا

میسج اوپن کرتے ہی اس کو ماہین کی کارستانی سمجھ آگئی

دوسری طرف میسج پر سین کا ٹک لگتے ہی اک خوبصورت مسکان نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔وہ پھر سے ٹائپ کرنے لگی

"تمہیں پتا ہے سویٹ مارننگ کیسے بولتے ہیں؟؟"

وہ اس کا میسج پڑھ کر مسکرایا۔اس کی مسکراہٹ بہت جاندار تھی

ماہین ہمیشہ اس کو گڈ نائیٹ کا میسج کرتی تھی اور وہ جواباً اس کو سویٹ ڈریمز کہتا۔ صبح اٹھ کر وہ اسے گڈ مارننگ لکھ کر بھیجتی۔ مگر اس کے ریپلائی میں بھی وہ اسے سوئیٹ مارننگ ہی کہتا۔وہ اکثر اس کی عادت سے چڑ جاتی تھی اور اب خود اس بات کا حوالہ دے رہی تھی۔

کیسے کہتے ہیں؟؟ساتھ ایک لو ایموجی سینڈ کی

علی نے پہلے دو میسجز کی بجائے آخری میسج کے جواب میں سوال کیا اور اٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھا۔اپنا دایاں بازو اس کے دائیں کندھے پر پھیلایا اور بائیں کندھے پر سر رکھا

وہ اس کی آمد کا نوٹس لیے بغیر جواب لکھنے لگی۔۔

exponovels

"جب کوئی اپ کے پاس ہو اور ناراض ہو۔ "

ایک میسیج سینڈ کیا۔ پھر ٹائپ کرنے لگی

اور رخ پھیر کر بھی بیٹھا ہو،،،، تو پیچھے سے آتے ہیں اور اس کے گلے میں بہت لاڈ سے بازو ڈالتے ہیں تو "

"وہ خود ہی مان جاتا ہے

علی اس کی سکرین پر اس کے ٹائپ ورڈز پڑھ رہا تھا۔اس کے لکھتے ہی علی نے آنکھیں بند کیں اور سونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔۔

اس نے لکھ کر اس کے نمبر پر سینڈ کیا۔ علی کے فون پر دوبارہ بیپ ہوئی۔ فون اس کے ہاتھ میں تھا مگر اس نے میسج اوپن نہیں کیا۔

ماہین نے موبائل سے نظر ہٹا کر اس کو دیکھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔ انداز ایسا تھا۔ جیسے بس میں کوئی مسافر نیند میں اس قدر ڈوبا ہو کہ اس کا سر ڈھلک کر ساتھ والے کے کندھے پر چلا جائے

ماہین کی برداشت اب ختم ہو گئی تھی۔۔اس نے اپنی گود میں سے تکیہ اٹھایا اور تھوڑا پیچھے رکھا۔ پھر اس کے سر کے نیچے سے اپنا کندھا نکال کر اس کا سر تکیے پر رکھا۔۔وہ کسی چھوٹے بچے جو نیند میں ہو۔۔ بالکل اسکی طرح ایکٹ کر رہا تھا

" آرام سے سو جاو تم "

exponovels

اسکا سر تکیے پر رکھ کر وہ بیڈ سے اٹھی ہی تھی کہ علی نے اسکی کلائی تھامی اور اسکے مقابل کھڑا ہوا۔۔ایک ہاتھ اسکی کمر کے گرد ڈالا اور اک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا

ماہین نے آج اس کو پہلی بار بغیر عینک کے دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں عام دنوں سے کچھ مختلف لگ رہی تھیں۔البتہ اب ان میں نیند کا کچا پن نہیں تھا۔وہ اب نیند کے حصار سے باہر تھا

علی نے اک بھرپور نظر اس پر ڈالی۔۔وہ یونیورسٹی کے گیٹ اپ سے بالکل مختلف لگ رہی تھی۔

نیوی بلیو ایمبرائڈڈ سوٹ میں تنگ کیپری کے ساتھ دھلے دھلے چہرے میں اپنی گوری رنگت اور دلکش نقوش کے ساتھ وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔سیاہ لمبے بال پشت پر بکھرے تھے

"کیا ضروری ہے کہ ویسے ہی سویٹ مارننگ بولا جائے جیسے تم نے کہا "

وہ اسکی گیلے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اتارتا ہلکی آواز میں بول رہا تھا

جب محبوب آپکے سامنے ہو،،

!!بلا کا حسین ہو۔۔۔

"اور غضب کا ناراض بھی "

تو سویٹ مارننگ ویسے نہیں بولتے

وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا۔اور شدت سے اپنے ہونے کا احساس دلایا

exponovels

پھر اس کی پلکوں کو چوما۔

ماہی کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر اکٹھا ہو گیا۔ وہ اس کے چہرے کے ہر نقش کو چھو رہا تھا۔ ہر نقش پر اپنی محبت کی چھاپ چھوڑ تا جا رہا تھا

پھر اس نے اپنے لب اس کے دہکتے گال پر رکھے۔ اور آخر پر اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑا

اس آخری لمس نے اسے جی جان سے ہلا دیا

وہ سانس روکے یک ٹک اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

جبکہ وہ بغور اس کی بدلتی رنگت کو دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہونٹوں اور اس کی پلکوں کی لرزش کو بھی۔ مگر اس کی پلکیں جھکی نہیں تھیں۔ وہ براہ راست اس کی گرے آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔ کچھ پل یونہی سر کے

مجھے لگتا ہے تمہیں شرمانا چاہیے۔۔ وہ اس کے کان کے قریب آیا اور سرگوشی کی "

اس کی آواز پر وہ اپنے ہوش و حواس میں لوٹی

اور خود کے بے جان وجود کو گھسیٹ کر بیڈ پہ بیٹھی۔ اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا اس کو مشکل لگ رہا تھا

وہ بھی اس کے پاس آ کر بیٹھا۔

ہاں مجھے شرمانا چاہیے۔۔ مگر مجھے شرم نہیں آ رہی۔۔ مجھے صرف حیرت ہو رہی ہے۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی

"کیسی حیرت؟؟ "

مجھے لگتا تھا میں تمھیں پا نہیں سکوں گی۔ پا لونگی تو تمھارا قرب برداشت نہیں کر سکوں گی۔۔ مر جائوں گی۔۔ مگر دیکھو میں زندہ ہوں۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر اپنے ہاتھوں پر نظریں ٹکائے دھیرے سے بولی

وہ اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔ یہ ان کی پہلی صبح تھی۔ ابھی ان کے ساتھ کو چند گھنٹے ہی تو گزرے تھے۔ وہ اس کی شدتوں کی عادی نہیں تھی۔ اسکو اپنی کچھ لمحے پہلے کی بے اختیاری پر افسوس ہوا۔۔ مگر وہ اک غیر ارادی عمل تھا۔

ماہی آیم سوری۔ مگر آئیندہ یہ مرنے والی بات میرے سامنے مت کرنا پلیز

اور اٹھو مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ میں فریش ہو جاوں تو نیچے چلتے ہیں

وہ اس کا موڈ بدلنے کی خاطر بولا

اور حسب توقع نتیجہ اس کی سوچ کے عین مطابق تھا

"میں اماں سے پوچھ لوں۔ انھوں نے کب تک آنا ہے ناشتہ لے کر "

"کیوں وہ کیوں لائیں گی ناشتہ۔۔"

"یہ رسم ہوتی ہے شادی کے پہلے دن دلہن کا ناشتہ اس کے ماں باپ کی طرف سے آتا ہے "

exponovels

عجیب بات ہے۔ سسرال والے کیا پہلے دن ہی دلہن کا ناشتہ افورڈ نہیں کر سکتے۔ اور بیچارے دلہن کے ماں باپ اک دلہن کی خاطر پورے گھر والوں کے لیے ناشتہ لے کر آتے ہیں۔ وہ ہنسا

"کیا ہو گیا ہے علی۔۔ یہ تو ماں باپ سے ملنے کا اک بہانہ ہوتا ہے "

!! تو میں کب روک رہا ہوں میری جان۔ وہ آئیں۔۔ ضرور آئیں مگر ناشتہ نہ لائیں پلیز

"علی وہ کبھی خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

"اوکے جیسے تمہاری مرضی۔ مگر میں ناشتہ اپنے گھر کا ہی کروں گا۔ "

اچھا۔ اور ناشتے کے بعد ہاسپٹل جانا ہے۔

خیریت۔؟؟؟ تم ٹھیک ہو ناں۔ لہجے میں فکر تھی

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ بھائی کی عیادت کے لیے جانا ہے۔"

کونسا بھائی؟

اوہو علی۔۔۔ تم بھی ناں کبھی تو سیریس ہو جاو

۔ میرا تو کوئی بھائی ہے نہیں میں تمہارے بھائی کی بات کر رہی ہوں۔

علی یہ بات بھول چکا تھا

اور ایسی بات کی امید بھی نہیں کر رہا تھا۔ اک لمحے کو گھبرایا پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا

exponovels

اس کو آج ڈسچارج کر دینا ہے شام تک۔ تم گھر مل لینا۔

"۔یار اچھا نہیں لگتا۔ ہمیں اس کو ہاسپٹل دیکھنے جانا چاہئیے۔ "

میں تمھیں ایسے ہاسپٹل نہیں لے کر جانا چاہتا۔"اس نے اسکی مہندی سے بھری کلائیوں کی طرف " اشارہ کیا۔

"وہ رات کو ولیمے میں موجود ہو گا پرامس۔"

"مگر علی۔۔ "

علی کی جان کبھی علی کی بات بھی مان لیتے ہیں ناں۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت مان سے کہہ رہا تھا۔۔اور اس مان پر تو وہ جان بھی قربان کر سکتی تھی۔اس نے اثبات میں سر ہلایا

وہ فریش ہونے واشروم چلا گیا تو وہ اپنی اماں کو کال کر کر ان سے آنے کا وقت پوچھنے لگی

ڈاینسٹی مارکی میں اس وقت مہمانوں کی آمد کا سلسلہ رک گیا تھا۔۔ یوں لگتا تھا جیسے رنگ و بو کا اک سیلاب امڈ آیا ہو۔۔۔۔۔۔وسیع و عریض لان،،،،رنگا رنگ فینسی لائٹس،،،،ہال جگمگ کر رہا تھا۔۔۔۔ولیمے کی تقریب اپنے جوبن پر تھی۔۔

سب مہمان ہال کے انٹری گیٹ کے پاس ہاتھوں میں بوکے اور گلابوں کے ہار لیے دلہا دلہن کے انتظار میں استقبال کے لیے تیار کھڑے تھے۔۔۔جبکہ چھوٹی بچیوں کے ہاتھوں میں پھولوں کی پتیوں سے

exponovels

بھری پلیٹس تھیں دفعتاً ہال کی اندرونی لائٹس بند ہو گیئں اور ایک فوکس لائٹ نے اینٹرینس کے پاس سفید سپاٹ بنایا۔اس سپاٹ میں سیاہ روش پر سرخ بوٹ نمایاں ہوئے۔۔۔

بیک گراونڈ میں دھیما دھیما میوزک چلنا شروع ہوا۔۔۔بلیک پرنس سوٹ میں وائٹ شرٹ پر بلیک ٹائی،بالوں کو ایک طریقے سے جیل کے ساتھ سیٹ کیے چہرے پر نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت اور گرے آنکھوں پر ہمیشہ کی طرح فریم لیس گلاسز کے ساتھ وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔جبکہ ماہین سلور میکسی میں بالوں کا خوبصورت سائیڈ بن(جن میں سے کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھی)، پنک لپسٹک اور سلور نگینہ کے نازک سے سیٹ میں لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے وہ اس کے بازو میں بازو ڈالے دھیرے دھیرے قدم آگے بڑھا رہی تھی

ماہین کی ماں نے اس کے چہرے کو دیکھا جس پر خوشی دیدنی تھی۔اور لبوں پر ہمہ وقت اک مسکراہٹ تھی جو اس کے دل کی سچی خوشی کا اظہار کر تھی۔۔۔انہوں نے بے ساختہ خدا کا شکر ادا کیا ان کے سارے اندیشے سارے خدشے غلط ثابت ہوئے تھے۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف علی کی ماں سارا وقت مہمانوں کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھی۔۔۔ذہن اپنے لخت جگر میں الجھا ہوا تھا جو کل کی طرح آج بھی گھر پر اکیلا تھا۔البتہ ماہین کے پارلر

exponovels

جانے کے بعد وہ کمرے کی قید سے آزاد ہو گیا تھا۔سب مہمانوں سے مل کر وہ ہال میں ایک طرف کونے میں آبیٹھی تھیں۔

سٹیج پر فوٹو سیشن کا سلسلہ اب رک چکا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم نے کہا تھا مجھے پارلر ڈراپ کر کے تم عبدالرؤف کو لینے جا رہے ہو۔۔۔۔تو کہاں ہے"

"وہ۔۔۔۔۔؟؟؟؟

ولیمے کے اختتام پر گھر واپس آکر

ماہین اپنی چوڑیاں اتارتے ہوئے خفگی سے بول رہی تھی۔۔۔

یار ڈاکٹر نے اس کو ڈسچارج کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔وہ کہہ رہے ہیں آج رات ہوسپٹل میں "

"انڈر آبزرویشن رکھا جائے۔۔۔۔ ٹھیک ہوا تو صبح تک ڈسچارج کر دیں گے۔۔۔۔

اس کی بات پر ماہین نے اسے گھورا۔

اس لیے کہا تھا صبح میں نے کہ مجھے ہوسپٹل لے جاؤ۔۔۔۔کیا سوچتا ہو گا بھابھی اپنے اکلوتے دیور کی "

"عیادت کے لیے بھی نہیں آئی۔

وہ چینج کرنے کے لیے واش روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔اس کی بات پر واپس مڑا۔

exponovels

"وہ بالکل ایسا نہیں سوچے گا۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔"

اس نے نرمی سے اسے ساتھ لگایا۔

"مگر یار پھر بھی اچھا نہیں لگتا اور میں ابھی تک اس سے ملی بھی نہیں۔۔۔ "

"اچھا صبح تمہارے اٹھنے سے پہلے وہ گھر آجائے گا۔۔۔ مل لینا پھر۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ "

وہ اس کا سر سہلا کر چینج کرنے چلا گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صبح ماہین کی آنکھ کھلی تو علی کو کمرے میں نہیں پایا۔۔۔ وہ بال سمیٹتی چینج کر کے نیچے آئی تو کچن سے باتوں کی آواز آرہی تھی۔۔ علی اور اس کی والدہ (جسے ماہین بھی اب امی بلاتی تھی) کے علاوہ ایک اور وجود وہاں موجود تھا۔۔۔

اس کی پشت ماہین کی طرف تھی۔ ماہین اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکی۔

"آؤ بیٹا۔۔۔ "

اس نے کچن میں داخل ہو کر سلام کیا تو علی کی امی نے مسکرا کر اسے اندر بلایا۔۔۔ اس نے آگے بڑھتے ہوئے عبدالرؤف کو سلام کیا جس کے جواب میں اس نے اپنی باریک سی آواز میں وعلیکم سلام

کہا۔۔۔۔ماہین کو اس کی آواز سے زیادہ حیرت اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر ہوئی۔۔۔۔۔اس کو دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ اسے چوٹیں لگی ہیں۔۔۔۔وہ جیسے ہی بیٹھی تو روفی اٹھ کر جانے لگا۔۔۔۔ماہین کا دھیان اسی سوچ میں اس کی ٹانگ پر گیا۔۔۔۔اس کے چلنے میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔۔۔۔نہ کوئی پٹی بندھی تھی۔۔۔۔وہ اسے پہلی ملاقات میں ہی پُراسرار لگا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"علی"

علی کو موبائل میں گم دیکھ کر ماہین نے دوسری بار پکارا۔

ہوں" اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔"

"میں ایک بات سوچ رہی تھی۔۔۔۔"

"کیا"

نظریں ابھی بھی فون کی سکرین پر تھیں۔۔۔

"یار وہ عبدالرؤف"

علی نے موبائل سے نظر ہٹا کر گہری نگاہوں سے ماہی کو دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟؟؟؟کچھ کہا ہے اس نے۔۔۔۔؟؟؟"

exponovels

وہ اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔

نہیں وہ میں کہہ رہی تھی اس کی چوٹ کا نشان تو کہیں نہیں ہے۔۔۔ کہیں اس نے بہانہ تو نہیں "

"کیا ایکسیڈنٹ کا۔۔۔ تم اس کے دوستوں اور آنے جانے پر چیک رکھو۔۔۔

وہ فکر سے کہہ رہی تھی۔

علی کو ہنسی آگئی۔

نہیں بہانہ نہیں کیا۔۔۔۔ میں خود اس کے ساتھ ہسپتال تھا۔ہاں پر شکر ہے چوٹیں زیادہ نہیں "

"آئیں۔۔۔ اسی لئے تو جلدی ڈسچارج کر دیا ڈاکٹر نے۔۔۔۔

وہ بے فکر ہو کر پھر سے فون دیکھنے لگا۔

"ایک اور بات پوچھنی ہے۔۔۔۔"

"ہاں بولو۔۔۔۔ "

"اس کی آواز علی۔۔۔۔ میرا مطلب ہے اس کی آواز تھوڑی لڑکیوں جیسی نہیں۔۔۔ "

وہ ہچکچاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

علی نے تھوک اپنے حلق میں نگلا

"ماہی۔۔۔۔"

وہ کچھ پل اس کے ہاتھ تھامے سوچ میں گم رہا۔۔۔اس کو بتائے یا نہ بتائے۔۔اس بارے میں اس نے کچھ بھی نہیں سوچا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے علی۔۔۔۔۔؟؟؟ "

وہ اس کو گم دیکھ کر بولی۔

کچھ نہیں۔۔۔۔ "

اس کی آواز بچپن سے ہی ایسے ہے اور اسی وجہ سے وہ زیادہ نہیں بولتا۔۔۔تم پلیز اس کو کچھ مت کہنا۔۔۔وہ پہلے ہی احساس کمتری کا شکار ہے۔۔

"اور تم اپنی ساری توجہ صرف میرے پر رکھو۔ادھر ادھر دھیان کم دو ۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کرتا اک خمار میں بولا تو ماہین نے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر مکا مارا "بدتمیز "اور ہمیشہ والا لقب دیا۔۔۔۔

وہ اس کے ہاتھوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔اس کو تو مطمئن کر دیا تھا مگر دل اندر ہی اندر کسی انہونی سے ڈر گیا تھا

"کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔؟؟؟ "

"اپنا نام ڈھونڈ رہا ہوں تمہاری مہندی کے ڈیزائن میں۔۔۔۔"

جو ہے ہی نہیں ڈھونڈ کیوں ہو رہے ہو۔۔۔۔۔"اس نے اک ادا سے کہتے جواب دیا "

exponovels

کیا مطلب۔۔کیوں نہیں ہے۔۔۔۔؟؟؟؟"اس کو تو جیسے صدمہ ہی لگ گیا تھا "

تو کیا لکھنا لازم تھا؟؟ماہی نے سوال کیا"

ہاں ناں۔۔میرا خیال تھا ہر لڑکی لکھواتی ہے تو تم بھی لکھواو گی۔"

"بہت پرانی رسم ہے۔۔۔اب نہیں چلتی۔ "

وہ پھر سے ہنسی۔

"کتنی پرانی۔۔۔؟؟؟؟"

جس زمانے میں بیوی اپنے شوہر کا نام زبان سے نہیں لیتی تھی تو ہاتھ پر لکھ لیتی تھی۔۔۔۔اب وہ "

زمانے گئے"

اس کی بات پر علی کا قہقہا گونجا۔۔۔

اچھا دور تھا۔۔بیوی شوہر کی عزت تو کرتی تھی اور خود کو دیکھو مجھے تم تم کہہ کر بلاتی ہو۔علی اس کو تنگ کرنے کے لیے مصنوعی ناراضگی سے بولا تو ماہی نے اس کے بازو پر ایک مکا جڑا

" مجھ سے کسی عزت کی امید نہ رکھنا"

" جی بالکل مجھے کوئی امید ہے بھی نہیں"

exponovels

وہ رخ موڑ کر لیٹ گئی تو علی پھر سے موبائل دیکھنے لگا۔۔ مگر جب پہلو میں ماہی خفگی سے منہ موڑ کر لیٹی ہو تو علی کے لیے زیادہ دیر فون پر بزی رہنا ممکن نہیں تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

امی مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے اور روفی سے۔۔" آج اس کی شادی کو آٹھواں دن تھا۔ علی ماہی کو" اس کی امی کے گھر ابھی ڈراپ کر کے آیا تھا۔وہ تینوں اس وقت روفی کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔جو علی کی شادی کے بعد نیچے والے روم میں شفٹ ہو گیا تھا۔

"دراصل مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔کیسے کہوں۔۔ مگر کہنا بھی ضروری ہے۔ "

ماں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

امی برا مت مانیے گا پہلے کی بات اور تھی۔ ماہین اب اس گھر میں آ گئی ہے۔۔۔۔ سارا دن یہ بھی گھر رہتا" ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں روفی کوئی کام وغیرہ شروع کر دے۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ اس کو حقیقت کا پتہ "چلے۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہیں ناں۔۔۔؟؟؟؟

انہوں نے روفی کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔ پھر علی کو دیکھ کر سر ہاں میں ہلا یا۔

"لیکن کس طرح کا کام۔۔۔۔؟؟؟؟ "

علی ان کی بات پر سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

تم اپنے آفس میں بات کرو اگر کوئی جاب مل جائے۔۔ماں نے بات ادھوری چھوڑی۔۔وہ جانتی تھی روفی کے پاس تعلیم نہیں ہے اور ہوتی بھی تو علی کسی صورت اسے اپنے آفس میں میں جاب نہیں کرنے دیتا۔

نہیں میں اپنے آفس میں بات نہیں کر سکتا "

تو بیٹا اور کہاں جاب ملے گی اس کو؟؟

یہ میں نہیں جانتا۔امی میری بات کو سمجھیں۔اب اس کا ہر وقت گھر رہنا مناسب نہیں۔۔

ماہی مجھ سے اس کی آواز کا کہہ رہی تھی کل کو کوئی اور بات اس کو پتہ لگے گی تو!!پلیز میری مجبوری سمجھیں۔۔۔۔۔ "

"ٹھیک ہے بھائی۔۔۔آپ فکر نہ کریں۔ "

روفی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کو یقین دلایا۔جبکہ اندر سے وہ خود بے یقینی کی کیفیت میں تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

اس کے پاس نہ تو ہنر تھا اور نہ ہی تعلیم۔۔ آج اس کو گھر سے نکلتے چوتھا دن تھا۔ وہ روز بازاروں میں جا کر اپنے لئے کام مانگتا تھا۔

آج کل وہ وہ ڈائری بھی نہیں لکھ پا رہا تھا رات کو تھک ہار کر گھر آتا۔ اور آتے ہی نڈھال ہو کر بستر پر گر جاتا

اور اگلے دن کا سورج طلوع ہوتے ہیں ہی نئی ہمت اور امید کے ساتھ پھر اپنے کام میں لگ جاتا۔

آج چلتے چلتے اپنے گھر کے پاس ہی ایک لیڈی شاپنگ مارکیٹ میں آ گیا۔۔۔۔

وہاں پہ ہر طرح کی دکان تھی۔۔۔ کپڑوں کی،،، جوتوں کی،،، کچھ کریانے کی اور کچھ اور کھانے پینے کی۔۔۔۔۔

وہ تقریبا کپڑوں اور جوتوں کی ہر دکان پر گیا۔۔۔ اس امید پر کہ وہ اسے ملازم رکھ لیں گے مگر کوئی بھی اسے ملازم رکھنے پر تیار نہ ہوا۔۔۔

لوگ خواجہ سرا کو کام دینا تو دور بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

وہ چلتا ہوا ایک زری شاپ پر آ گیا۔۔۔ انہیں ایک ملازم کی اشد ضرورت تھی۔ انہوں نے اسے ایک مہینے کے ٹرائل پر رکھ لیا۔۔ تنخواہ پورے تین ہزار تھی اور ساتھ کہا گیا اگر ان کو کام پسند آ گیا تو اگلے ماہ سے اس کی تنخواہ چھ ہزار کر دیں گے

exponovels

روفی بہت زیادہ خوش تھا کہ اسے ملازمت مل گئی۔۔۔اب وہ بھابی کی نظروں کے سامنے زیادہ دیر گھر نہیں رہے گا۔۔۔اور کوئی اسکو گھر بیٹھ کر روٹیاں توڑنے کا بھی طعنہ نہیں دے گا۔۔۔اگلے روز ہی وہ کام پر آنا شروع ہو گیا۔۔۔

یہاں پر اس کا کام زیادہ نہ تھا۔۔۔صرف دکان کی صفائی،،،کولر بھرنا اور چونکہ یہ ایک بوتیک تھا تو اس کا کام کسٹمرز کو مال دکھانا تھا۔۔البتہ ڈیلنگ کرنا اس کی ڈیوٹی نہیں تھی۔روفی نے صد شکر کیا۔اس کی آواز اسے اس کام کی اجازت دیتی بھی نہ تھی۔وہ لوگوں کے ہاتھوں مزاق بننے سے بچ گیا تھا۔۔

چار دن بہت اچھے گزر گئے مگر پانچویں دن وہ ہوا جو اس نے کبھی سوچا نہ تھا۔۔۔ان کا کام ایسا تھا کہ شادی بیاہ کے کپڑے اپنے ساتھ لگا کر دکھانے پڑتے۔۔۔

وہ دکان پر آئے دو لڑکوں کو فینسی سوٹ دکھا رہا تھا۔۔۔

ارے واہ ملک۔۔۔۔ان کپڑوں کی ڈسپلے کیلئے کیا آئٹم پیس رکھا ہے۔۔۔ ان دونوں نے قہقہ لگایا" "۔چل یار دو ٹھمکے تو لگا کے دکھا۔۔۔

ملک صاحب ان گاہکوں کے دوست تھے وہ بھی ساتھ ہی ٹھٹھہ کرنے لگے۔

وہ دونوں لڑکے تو ہنسی مذاق کر کے چلے گئے مگر یہ خبر بازار میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ ملک صاحب نے کپڑوں کی ڈسپلے کے لیے اک خواجہ سرا رکھا ہوا ہے۔۔۔

exponovels

شروع شروع میں کچھ مرد حضرات چسکے لینے کے لیے آتے رہے مگر عورتوں نے دوکان پر آنا چھوڑ دیا۔۔۔

کام کو ٹھپ ہوتا دیکھ کر ملک صاحب نے اسے دکان سے نکال دیا۔۔۔

چل ہجڑے۔۔۔ تیرا کوئی کام نہیں یہاں پر۔۔۔ یہ لے تین ہزار روپے اس نے یہاں تئیس دن کام " کیا تھا مگر وہ پورے ایک ماہ کی تنخواہ دے رہا تھا

اور یہ ایک سوٹ بھی تیرے لیے۔۔۔ زنانہ سوٹ ہے کام آئے گا تیرے۔۔۔ کل سے کام پر نہ " آنا۔ اب پھوٹ یہاں سے۔ "

روفی نے نہ تو نوٹ پکڑے،،،، نہ ہی سوٹ۔۔۔

اس کی سوچ صرف لفظ "ہیجڑا" پر اٹک گئ۔۔۔۔ اس لفظ کی بازگشت اس کے دماغ پر ہتھوڑوں کی طرح برسنے لگی۔۔

وہ دل برداشتہ ہو کر دوکان سے نکلا۔۔۔ اس وقت رات کے نو بجے کا ٹائم تھا۔۔۔

ایک اندھیری گلی میں ایک گھر کے تھڑے پر بہت زور سے وہ منہ کے بل گرا۔

پاؤں مڑا۔۔۔ گھٹنے چھل گئے۔۔۔ کہنی پر لگی رگڑوں سے خون نکلنے لگا۔۔۔

exponovels

وہ وہیں ایک تھڑے پر بیٹھ گیا۔۔۔گھٹنے موڑنے چاہے۔۔پر درد کی شدت سے مڑ نہ سکے۔۔۔۔اپنے چہرے کو ہاتھوں میں چھپائے وہ ہچکیوں سے رونے لگا۔۔

کیوں ہوں میں۔۔۔؟؟؟"

کیوں زندہ ہوں۔۔۔؟؟؟

مرتا کیوں نہیں۔۔؟؟

"کتنا ڈھیٹ،،، کتنا سخت جان ہوں میں۔۔؟؟؟

وہ کافی دیر اسی خود اذیتی کا شکار وہاں بیٹھا رہا پھر اپنے گھٹنوں میں اٹھتی ٹیسوں کو دباتا، ساری ہمتیں مجتمع کر کے لنگڑاتا ہوا گھر کی جانب چل دیا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگلا ایک ہفتہ وہ گھٹنوں پر لگے زخموں میں اکڑاہٹ کی وجہ سے چل نہ سکا۔ آٹھویں دن وہ پھر ملازمت کی تلاش میں مارا مارا سڑکوں پر پھر رہا تھا

"مجھے کام چاہیے۔۔۔۔"

ایک حجام کی دکان پر اسے رکھ لیا گیا۔۔۔دکان کا مالک بہت رحمدل تھا۔وہ ناتجربہ کار تھا اس لیے تنخواہ زیادہ اچھی نہیں تھی مگر روفی کو تنخواہ سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔اس نے وہاں تین ہفتے کام

exponovels

سیکھا۔۔۔ہاتھ میں ہنر آنے لگ گیا۔۔ لیکن وہاں بھی کچھ اوباش لڑکے اس کا مذاق اڑانے لگے۔۔۔۔اس نے اپنے کان اور زبان دونوں بند کر رکھے تھے۔وہ صرف اپنے کام پر ساری توجہ دینا چاہتا تھا۔کیونکہ وہ خود کو کہیں مصروف کرنا چاہتا تھا۔اب واقعی اپنی زندگی کو بے مقصد نہیں گزارنا چاہتا تھا۔لیکن وہ غلط تھا۔اس کی زندگی کا مقصد یہ نہیں تھا۔اللہ اس سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا تھا

حجام کی دکان صبح سات بجے کھلتی تھی۔اس کو دکان پر آئے دو گھنٹے ہوئے تھے۔

آج حاجی صاحب دکان پر نہیں تھے۔۔وہ اپنے کام میں دلجمعی سے مگن تھا کہ تین لڑکوں نے اسے پیچھے سے آکر گھیر کر کھڑا کر لیا۔۔وہ تعداد میں زیادہ تھے اور جسمانی طور پر صحت مند تھے۔

ان میں سے ایک نے روفی کی قمیض کھینچی

روفی نے اپنے کپڑوں کو زور سے پکڑ لیا۔

"ہمیں بھی دکھا۔۔۔کیا چھپا رہا ہے۔۔۔؟؟؟ "

دوسرے نے پہلے والے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔اور خباثت سے ہنسا

"مجھے جانے دو۔۔۔"

خوف کی شدید لہر اس کے جسم میں اٹھی۔۔وہ باہر جانے کے لیے سائیڈ سے شیشے کے ساتھ گھسٹنے لگا۔

For more visit (exponovels.com)

ان میں سے ایک نے اپنا بازو آگے کیا اور اسے واپس دھکا دیا۔۔۔وہ شیشے کے ساتھ لگے ریک سے ٹکرایا۔ جس کے اوپر حجامت بنانے کا سامان رکھا ہوتا تھا۔۔اچانک اس کے ہاتھ میں استرا آیا۔اس نے جلدی سے وہ اٹھایا۔۔اور اپنے سامنے کیا۔

"میرے قریب مت آنا۔۔۔۔میں یہ مار دوں گا۔ "

"ہاہاہا۔۔۔ان لڑکوں کے بے ہنگم قہقہے گونجنے لگے۔۔۔اتنی ہمت۔۔ ابھی تو بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔۔"
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے بے خوفی سے دیکھتے ہوئے وہ لڑکا اس کا تمسخر بنا رہا تھا۔

اوہ واہ۔۔اچھا لگا۔ویل ڈن۔۔۔۔ہیجڑے تو اپنا یہ شوق بھی پورا کرلے۔۔۔"مار مجھے۔۔آجا آجا۔وہ" اس کو چڑاتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگا

"میں مار دوں گا سچ میں۔۔۔۔"

اتنی دیر میں حاجی صاحب دکان کے اندر داخل ہوئے۔روفی کو وہ کسی فرشتے کی طرح لگے۔وہ لڑکے ایک دوسرے کو پھر کبھی کا کہہ کر فوراباہر نکل گئے۔روفی کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

حاجی نے جب اس کے ہاتھ میں استرا دیکھا چہرے پر پسینے کی بوندیں دیکھیں۔انہوں نے اسے کرسی پر بٹھایا۔۔۔۔پانی پلایا۔

"کیا ہوا تھا۔۔۔۔؟؟؟؟ "

exponovels

وہ کافی دیر کچھ نہ بولا۔ پھر یکدم اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر بھاگ گیا۔ اس کا آج یہاں بھی کام پر آخری دن تھا۔

وہ دکان سے نکل کر بے مقصد ہی چلنے لگا مئی کا تپتا سورج اس کے سر پر تھا مگر وہ ہر احساس سے بے نیاز بنا یوں ہی چلتا چلتا نہر کنارے آگیا۔۔ یہ شہری علاقے سے دور نہر کی جھال تھی اس طرف شہری آبادی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

جھال پر ایک چھوٹا سا پل بنا ہوا تھا۔۔ وہ پل کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا جھال کے عین اوپر آ کھڑا ہوا ۔۔ پل کی ایک طرف نہر کی بلندی کم تھی جبکہ دوسری طرف نہر بہت گہری تھی ۔۔۔ جھال کے نیچے نہر کی ایک طرف سے پانی بہت زیادہ پریشر سے دوسری طرف گرتا تھا۔۔ پانی نیچے گرنے کی آواز دل کو چیر کر رکھ دینے والی تھی اس کے اندر وحشت بڑھنے لگی۔

مجھے جینے کا کوئی حق نہیں مجھے خودکشی کر لینی چاہیے "

" میرے زندہ رہنے یا مر جانے سے اس دنیا کو کوئی فرق نہیں پڑتا"

تو کیا تمہاری ماں کو بھی نہیں پڑتا؟؟

ضمیر نے اس سے سوال کیا

exponovels

اماں کہتی ہے اللہ نے یہاں کسی کو بھی انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا تو آخر میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟؟

کیا میں یوں ہی لوگوں کا تمسخر برداشت کرتے کرتے مر جاؤنگا؟؟

کیا میرے مقدر میں صرف اس معاشرے کی دھتکار ہے؟؟

ان سب سوالوں کے جواب اس کے پاس نہیں تھے

ہاں مجھے مر ہی جانا چاہیے

لیکن ماں کہتی ہے خودکشی حرام ہے۔

دل کہتا تھا سامنے صرف پانی نہیں نجات ہے اور پیچھے معاشرے کی دھتکار لوگوں کا طنز و مزاح اور تمسخرانہ نگاہیں۔۔

لیکن دماغ کہتا تھا یہ تو صریحا اللہ کی حد پار کرنا ہے

اور ضمیر کہتا تھا اپنی ماں کا سوچ لینا ایک بار۔۔۔ تیرے مرنے سے وہ بھی مر جائے گی۔وہ گھنٹہ بھر پانی کو دیکھتے ہوئے سوچتا رہا۔۔

جب ٹانگوں میں درد کا احساس جھاگا تو وہ ایک سائیڈ پر ہٹ کر بیٹھ گیا۔

exponovels

وہ ابھی اپنے دماغ اور دل میں الجھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے نئ گاڑی نہر کنارے روکی اس نے دیکھا وہ تیس پینتیس برس کا خوش شکل اور خوش لباس آدمی تھا۔وہ گاڑی سے نکل کر نہر کنارے کھڑا کسی کو فون پر پر کچھ کہہ رہا تھا فون پر بات کرتے ہوئے یے وہ تیز تیز قدموں سے ایک طرف سے دوسری طرف جاتا اور پھر انہی قدموں پر واپس مڑ آتا۔۔اس کا انداز کافی مضطرب لگ رہا تھا جیسے کسی سے بحث میں مصروف ہو۔خدا جانے دوسری طرف سے فون پر کیا کہا گیا وہ ایک دم رکا۔فون کان سے ہٹایا اور پھر زور سے اپنی پوری قوت کے ساتھ نہر میں پھینک دیا۔

اور ایک لمحے بعد ہی روفی کے دیکھتے دیکھتے فون پھینکنے کے بعد اس نے خود بھی نہر میں چھلانگ لگا دی ۔۔شاید وہ یہی سوچ کر آیا تھا۔

یقینا فون پر کسی کو مرنے دھمکی دے رہا تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا ہو گا۔۔۔پانی اس کے جسم میں داخل ہو رہا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی اور دیکھتے دیکھتے تھے اس کا جسم بے جان ہو کر پانی کے اوپر تیرنے لگا۔

روفی کے جسم پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے دیکھا تھا

" آخر ایسی کونسی وجہ ہو گی جو اس آدمی کو خودکشی کرنے پر مجبور کر دے "

exponovels

شکل سے وہ معقول انسان لگتا تھا۔۔

صحت ، محبت یا دولت کی کمی انسان کو مرنے پر بھی مجبور کر سکتی ہے؟؟

کیا اس کی زندگی میں میرے سے بھی زیادہ بڑی محرومی ہو گی؟؟

!!کیا اس کی ماں بھی میری ماں کی طرح اس کی گھر واپسی کی منتظر ہوں گی۔ اور جب ان کو پتا چلے گا۔۔

وہ سوچتے سوچتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ لیکن اپنی پالنے والی ماں کے بارے میں نہیں۔۔ اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے بارے میں۔۔ فیصلہ ہو گیا تھا

"نہیں میں اللہ کی بنائی ہوئی حد کو پار نہیں کروں گا"

"میری قسمت میں چاہے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں ہوں لیکن حرام موت نہیں مروں گا

"میں روز قیامت تک روز ایسی موت نہیں مرنا چاہتا

دس بجے کا دکان سے نکلا ہوا تھا۔ اور اب بارہ بجے وہ گھر کی طرف چل پڑا تھا۔

دل اور دماغی طور پر وہ بہت تھک گیا تھا

آج کا دن ایک پہاڑ کی طرح تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا اس سے بھی بڑی قیامت گھر پہ اس کا انتظار کر رہی تھی

exponovels

نہیں رہنا مجھے اس گھر میں تمہارے اس بھائی کے ساتھ۔۔۔ اتنا بڑا دھوکہ تم کیسے دے سکتے ہو "

"مجھے۔۔۔۔ تم اور تمہارا سارا خاندان دھوکے باز ہو۔۔ میں ایک منٹ بھی اس گھر میں نہیں رکوں گی۔

ان دونوں کی بحث کی آوازیں کمرے سے باہر تک آرہی تھیں۔

"تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔ سمجھی تم۔ "

وہ غصے سے دھاڑا۔

"جاؤں گی روک سکتے ہو تو روک کر دکھاؤ۔۔۔"

وہ بھی چیلنج کرتے ہوئے اونچی آواز میں دوبدو بولی۔

"میری بات سنو ماہین۔۔۔ یہاں بیٹھو۔۔۔ ٹھنڈے دماغ سے میری بات سنو۔۔۔"

وہ اب اس کو پیار سے سمجھانے لگا۔۔۔ زبردستی پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔۔۔ وہ اسے اپنے لمس سے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

دیکھو۔۔ میں نے تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا صرف ایک سچ چھپایا ہے بس۔۔۔ اور کوئی بات نہیں۔۔۔۔ "

ماہین کے لب طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

exponovels

"نہیں دیا صرف سچ چھپایا ہے تو کیسا لگتا تمہیں ہاں۔۔۔؟؟؟ سچ چھپانا دھوکا ہی ہوتا ہے۔۔۔ تم سے پہلے میرا کسی اور سے کوئی تعلق ہوتا اور میں کہتی میں نے دھوکا"

وہ اس کی بات پر کھول اٹھا۔۔اس کی کان کی لوئیں تک سرخ ہوئیں۔۔ کہاں کی بات کہاں لے گئی تھی وہ۔۔ماہین کو خود علم نہیں تھا اس نے غصے میں ایک بہت ہی غلط بات کہ دی تھی۔۔ مگر وہ اس پر ہی نہیں رکی تھی

اور وہ تمہاری ماں شکل سے تو یوں لگتا ہے پوری دنیا میں ان سے زیادہ کوئی معصوم ہی نہیں۔۔۔ بیٹا " ،بیٹا کہتے ان کی زبان نہیں تھکتی۔۔۔وہ بھی شامل تھیں تمہارے ساتھ اس دھوکے میں۔۔۔ منافق عورت۔۔۔"اس کی زبان زہر اگلنے لگی۔

"ماہین"

علی کا ہاتھ اٹھا اور ماہی تین فٹ دور بیڈ کے ساتھ سائیڈ ٹیبل کے کونے سے جا ٹکرائی۔۔۔

"بس۔۔ایک اور لفظ نہ نکالنا اپنے منہ سے۔۔۔۔اپنی ماں کے خلاف کچھ نہیں سنوں گا میں۔۔۔ "

بیڈ سے ٹکرانے پر ماہی کے سر سے خون بہنے لگا۔۔۔اس نے ہاتھ سر پر رکھا اور پھر آنکھوں کے سامنے کیا۔۔وہ سرخ تھا۔۔۔ہاتھوں پر اپنا خون دیکھ کر وہ بپھری شیرنی کی طرح اٹھی۔

تو کیا کر لو گے۔۔۔؟؟؟ کر ہی کیا سکتے ہو تم۔۔۔؟؟؟ "

exponovels

"ہیجڑوں کا خاندان۔۔۔ "

وہ اس کے خاندان کو گالی دے رہی تھی.. علی ایک مرد تھا۔۔اس کی غیرت کیسے برداشت کرلیتی۔۔

"میں۔۔۔۔میں تمہیں طلاق دے سکتا ہوں۔بلکہ میں تمہیں طلاق۔۔۔ "

باہر کھڑی ماں کا دل دہلا۔۔۔۔وہ بنا اجازت ان کے کمرے میں داخل ہوئی اور ایک زوردار تھپڑ علی کا گال سرخ کر گیا۔۔۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا۔۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔میری نظروں سے دور چلے جاؤ۔۔۔" انہوں نے علی کو حکم دیا۔۔

وہ ایک ماں تھی۔ایک بیٹے کی زندگی تو تباہ ہی تھی۔۔۔دوسرے کی کیسے ہونے دیتیں۔۔۔

وہ ایک سخت نظر بیڈ کے پاس زمین پر گری ماہین پر ڈالتا پاؤں سے تپائی کو ٹھوکر مار کر گھر سے نکل گیا۔۔

ماہین طلاق کی بات پر حق دق رہ گئی۔

اماں ٹھیک کہتی تھی۔۔۔۔

محبت کی شادی میں محبت صرف چار دن ہوتی ہے اور پیچھے بچی شادی،، تو اس کی ایکسپائری ڈیٹ کسی کو " معلوم نہیں ہوتی۔۔۔۔چاہے تو لائف ٹائم چل جائے۔۔۔۔چاہے تو محبت کے ساتھ ہی چار دن میں ایکسپائر ہو جائے۔۔"

exponovels

ماہی پر سکتا طاری تھا۔۔وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔اس کو کچھ وقت چاہیے تھا ان سب باتوں پر یقین کرنے کے لیے۔۔۔علی کے جانے کے بعد اس کی ماں ماہین کے پاس آئی اور پیار سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

ان کے ہاتھ تھامنے کی دیر تھی کہ ماہین کا سکتا ٹوٹا۔۔۔اس نے غصے سے ہاتھ چھڑایا اور یک دم اٹھی۔ ساتھ ہی اپنے آنسو صاف کیے یوں جیسے فیصلہ کر چکی ہو۔۔

الماری سے کچھ کپڑے نکال کر بیڈ پر پھینکے اور ان کو بے ترتیبی سے ایک ہینڈ کیری میں ٹھونسا۔۔علی کی ماں منت سماجت ہی کرتی رہ گئی مگر وہ نہ رکی۔اپنا ٹرالی بیگ گھسیٹا اور گھر سے نکل گئی۔

روفی نے یہ سارا منظر ٹی وی لاونج کی دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر بہت ضبط سے دیکھا۔۔ابھی وہ ایک قیامت کا سامنا کر کے گھر لوٹا تھا اور ایک قیامت یہاں اس کی پہلے سے ہی منتظر تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"یہ سب کیا ہے ماہین؟؟؟؟کیسے ہوا یہ؟؟؟"

وہ ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی کہ اس کی ماں کی نظر اس کے ماتھے سے بہتے خون پر پڑی۔۔۔وہ یکدم حواس باختہ ہو گئیں۔۔۔اولاد کا خون کوئی والدین برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔ان کی آوازوں پر ماہین کے والد بھی کمرے سے باہر آئے۔

exponovels

ماہین میرا بچہ کتنا خون بہہ رہا ہے۔۔۔۔؟؟؟ "

انہوں نے سہارا دے کے کرسی پر بٹھایا۔۔۔۔

رمشا جلدی سے فرسٹ ایڈ بکس لاؤ اور تم بچی کو پریشان نہ کرو۔۔۔ ابھی مجھے اس کا زخم دیکھنے دو۔۔۔ "

"بعد میں پوچھ لینا جو پوچھنا ہے۔۔۔

تب تک رمشا فرسٹ ایڈ لے آئی۔۔۔ وہ زخم کا جائزہ لیتے ہوئے بولے۔۔

زخم اتنا گہرا نہیں ہے کہ ٹانکے لگوانے پڑیں۔۔۔ گھر پر بینڈیج کر دیتا ہوں پھر ڈاکٹر سے میڈیسن لکھوا"

لینا۔۔۔ اگر تم کہو تو ہوسپٹل لے جاتا ہوں۔۔۔۔" انہوں نے ماہین سے پوچھا

"نہیں میں ٹھیک ہوں ابا۔۔۔۔ آپ بینڈیج کر دیں۔"

آپ بھی حد کرتے ہیں۔۔ اس کو فوراً ہسپتال لے کر چلیں۔۔ دیکھیں تو سہی کتنی گہری چوٹ آئی ہے "

.میری بچی کو۔۔۔"راشدہ بیگم مصر تھیں

اماں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ ابا آپ پٹی کر دیں۔۔۔"ماہی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا "

ٹھیک ہے بیٹا" اسکا سر تھپکتے ہوئے انہوں نے اس کا زخم صاف کیا۔ اینٹی بائیوٹک کریم لگائی اور بینڈیج "

کر دی

پھر میڈیسن بوکس میں سے ایک گولی نکالی۔۔۔

"کچھ کھایا ہوا ہے تم نے یا خالی پیٹ ہو۔۔۔؟؟؟"

"نہیں میں نے ناشتہ کیا تھا تھوڑی دیر پہلے۔۔۔"

"ٹھیک ہے "

راشدہ نے اس کو پین کلر تھمای۔

بتاؤ کیا ہوا ہے یہ سب۔۔۔؟؟؟ علی نے مارا ہے تمہیں۔۔۔؟؟؟ تمہاری جب کال آئی تھی میں تب ہی سمجھ گئی تھی۔۔۔ کس ناقدرے انسان کو سونپ دی میری بیٹی۔۔۔" وہ واویلا کرنے لگ گئیں

ماہی نے گہری سانس لی۔

"اماں مجھے ریسٹ کرنا ہے۔"

ایسے نہیں۔۔۔ مجھے بتا کر ہی جا سکو گی تم یہاں سے۔۔۔" ماہین کے ابا خاموش تھے۔ در حقیقت وہ بھی ساری صورتحال جاننا چاہتے تھے

کچھ نہیں ہوا اماں۔۔۔ ہمارا ایک چھوٹی سی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا جس کی وجہ سے میں نے ڈرائیور کو آنے کا کہا تھا۔۔ میں بیلنس قائم نہیں رکھ سکی۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر سر لگا اور چوٹ لگ گئی۔۔۔" اس نے جواب دیا۔

For more visit (exponovels.com)

اس نے طلاق والی بات نہ بتائی شائد دل میں کہیں وہ علی کا امیج اپنے ماں باپ کی نظروں میں خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔روفی کے بارے میں بھی ان کو کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کیا۔وہ ہمیشہ سے لوگوں کے عیوب کی ستر پوشی کے حق میں تھی

جب اللہ تعالی کسی کے عیب چھپا دیتا ہے تو ہم کون ہوتے ہیں کسی کے عیبوں پر سے پردہ ہٹانے " والے۔۔۔؟؟؟"

ہاں یہ سچ ہے کہ روفی کی حقیقت پتا لگنے پر اس کو بہت بڑا شاک لگا تھا۔۔ایک خواجہ سرا کے ساتھ ایک گھر میں ہی رہنا۔۔لڑکی کبھی اس بات کو ایکسیپٹ نہیں کر سکتی۔۔

اس نے اسی بات پر ری ایکٹ کیا تھا۔۔اور علی اپنی غلطی ماننے کی بجائے اس پر ہی چڑھ دوڑا۔۔

اس کی اب اصل لڑائی علی سے تھی۔۔اور وہ بھی صرف تھپڑ مارنے کی نہیں۔۔اس سے حقیقت چھپانے کی بھی۔اس کے نزدیک یہ دھوکہ دینے کے مترادف تھا۔

اور وہ بھی کسی ایسے انسان سے دھوکہ کھانا جو عشق کا دعویدار ہو۔۔

کتنی بار اس نے علی سے روفی کے بارے میں پوچھا بھی۔وہ اس پر اندھا اعتماد کرتی تھی تو وہ اس کو اعتماد میں لے سکتا تھا۔۔مگر اس نے پھر بھی اس سے چھپایا۔۔وہ نہیں جانتی تھی بات اتنی دور تک چلی جائے گئ

exponovels

"اب میں کمرے میں جاؤں۔۔۔۔؟؟؟اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔۔ "

انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر جانے کا اشارہ کیا اور تھک کر کرسی پر سر ہاتھوں میں دیے گہرے سانس لینے لگی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ بہت تیز ڈرائیونگ کر کے آفس پہنچا۔۔اور اب اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ٹیبل پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔۔اس کے آنے سے پہلے ہی اس کا پی۔اے آفس کا اے سی آن کر دیتا تھا۔۔

اس کے آفس کی دیواریں تک سرد ہو چکی تھی مگر اس کے اندر کی آگ سرد نہیں ہو رہی تھی۔۔

یکدم اس نے ٹیبل سے سر اٹھایا اور فون پر کوئی نمبر ملایا

"آج کی ساری میٹنگز کینسل کر دو"

دوسری طرف فون اٹھاتے ہی اس نے حکم جاری کیا

"اوکے سر "

پی۔اے نے تابعداری سے جواب دیا

اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا ماہین کو یکدم کیا ہوا تھا۔۔ صبح وہ بلکل نارمل اٹھی تھی۔ناشتے پر بھی ٹھیک بی ہیو کر رہی تھی اس کے بعد وہ آفس جانے کے لیے یے تیار ہونے لگا تو ماہین نے ہی اس کو یاد کروایا کہ اس کے

For more visit (exponovels.com)

کپڑے ڈرائی کلینر کے پاس سے آئے ہی نہیں تھے۔۔وہ صرف اپنے کپڑے شاپ سے لینے گیا تھا جہاں اسے آدھا گھنٹہ لگا تھا۔۔اس آدھے گھنٹے میں ایسا کیا ہو گیا کہ وہ اتنا ہائپر ہو گی اور اسے چھوڑنے کا کہہ رہی تھی۔وہ بہت دیر تک وجہ ڈھونڈ رہا مگر اس کو کو وجہ معلوم نہ ہوئی

وہ اب سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا. پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ زور سے ٹیبل پر مارا۔۔اسی ہاتھ سے اس نے ماہین کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گر گئی تھی۔۔ مگر وہ اس کے بہتے خون کو دیکھ کر بھی وہاں سے نکل آیا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ کچھ دیر اور وہاں رکا تو اس سے بھی زیادہ تباہی مچ جاتی اور اتنا نقصان ہو جاتا کہ جس کا خمیازہ لگانا مشکل ہو جاتا۔۔اس لیے اس کو وہ اس حالت میں چھوڑ کر بھی چلا آیا تھا۔۔

اسے خود پر شدید غصہ آیا۔۔

اس کو ہمیشہ سے اینگر مینجمنٹ ایشو رہا تھا۔۔وہ بہت دھیمے مزاج کا انسان تھا، ہمیشہ کول رہنے والا۔۔۔
مگر سالوں بعد جب کبھی اسے غصہ آتا تو وہ اپنے اختیار کھو دیتا تھا۔۔
پوری زندگی میں اس نے کبھی اپنی ماں کے سامنے اونچی آواز میں بات تک نہ کی تھی۔۔۔ آج تک شدید غصے میں صرف دو بار روفی پر ہی ہاتھ اٹھایا تھا اور آج ماہین بھی اس کے غصے کے زد میں آگئی تھی۔۔

exponovels

وہ شدید بے بسی محسوس کر رہا تھا۔۔۔ مگر اس کو یقین تھا جب تک وہ گھر جائے گا تب تک ماہین کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا ہو گا۔ وہ ماہین کو منا لے گا۔۔

اتنے میں اس کا فون رنگ کرنے لگا۔۔ فون پر چمکنے والے نمبر نے اس کے حواس مختص کر دیے تھے۔۔

ماہین کے والد کی کال تھی یقینا ماہین نے ان کو سب کچھ بتا دیا ہو گا اور اب ان کے دربار میں علی کو حاضری کیلئے بلایا جائے گا۔۔

وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔ آیا کال ریسیو کرے یا نہ کرے۔۔ فون بج بج کر بند ہو گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی زندگی میں کیا مصیبتیں پیش آنے والی تھیں۔۔ وہ انھی سوچوں میں غرق تھا

اتنی دیر میں فون ایک بار پھر رنگ کرنے لگا اس نے بے بسی سے فون کی سکرین پر دیکھا کال ریسیو کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی اور کاٹ دینے کی جرات نہیں تھی۔۔

اسلام علیکم انکل،،،

اس نے بالآخر کال ریسیو کی

مجھے ہمیشہ لگتا تھا ماہین نے ساری زندگی بہت عقلمندی سے فیصلے لیے ہیں تو اس کا تم سے شادی کرنے کا " فیصلہ بھی یقینا بہت بہترین ثابت ہو گا۔۔۔ پھر تمہیں مل کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں نے اپنی بیٹی کا

exponovels

مستقبل غلط ہاتھوں میں نہیں دیا مگر۔۔وہ سانس لینے کو رکے۔۔ علی کو بھی اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی۔ جانے وہ کیا کہنے والے تھے۔۔

" جس حالت میں آج میری بیٹی میرے گھر آئی ہے۔۔ تم نے میرا ہر اندازہ غلط ثابت کر دیا۔۔

انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بجائے اپنی طرف سے بات کا آغاز کیا۔

علی ہکا بکا رہ گیا۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا ماہین اس کے روکنے کے باوجود گھر چھوڑ کر جا سکتی ہے۔

انکل میری بات سنیں پلیز!! "

"میں آپکے گھر آتا ہوں تو بیٹھ کر بات کرتے ہیں "

نہیں تم اب گھر نہیں آؤ گے کیونکہ اس وقت وہ بہت جذباتی ہو کر سوچ رہی ہے "

" اس کو کچھ وقت دو اور پھر بیٹھ کر تم دونوں کے مسائل حل کرتے ہیں

" جی "

وہ ان کی بات کے جواب میں صرف اتنا ہی کہہ سکا

فون بند کر کے وہ دونوں ہاتھوں میں سر گرا کر بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں اندازے غلط تھے نہ تو ماہین اسکے گھر تھی اور نہ ہی صدیق صاحب اس کو گھر بلانے کے لئے راضی تھے۔۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے گاڑی

exponovels

کی چابیاں اٹھائیں اور لیپ ٹاپ کو شٹ ڈاؤن کرتے ہوئے آفس سے باہر نکل آیا اس کے قدم ماہین کے گھر کی طرف اٹھ رہے تھے

وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماہین کو وقت دے اور بہت دیر ہو جائے۔۔23 مارچ کو وہ اس گھر میں آئی تھی اور 20 مئی کو روٹھ کر بھی چلی گئی تھی

وہ ماہین کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ ایک بار دور گئی تو پھر پاس آنا بہت مشکل ہو جائے گا۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی ایک اور بڑی غلطی کرنے جا رہا ہے۔۔شاید ماہین کو جاننے کا دعوی کرنے سے بھی زیادہ بڑی غلطی۔۔۔

صدیق صاحب نے اس کو منع کیا تھا تو اس کو رک جانا چاہیے تھا۔ کبھی کبھار ہمیں اپنی عقل کے بجائے کسی اور کے دماغ سے بھی سوچ لینا چاہیے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ضبط کرنے پہ آوں تو مڑ کے بھی نہ دیکھوں

ابھی تم نے دیکھا ہی نہیں میرا پتھر ہونا..

exponovels

وہ صدیق صاحب کی ڈرائنگ روم میں ان کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔۔ گیٹ ماہین کی والدہ نے کھولا تھا اور انہوں نے علی کے سلام کا جواب دینا بھی گوارہ نہیں کیا۔۔۔ ان کا انداز پہلے ہی علی کے لیے ہمیشہ سرد رہا تھا اور اس واقعے کے بعد وہ مزید متنفر ہو گئی تھیں۔۔ اس کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر وہ خود باہر نکل گئیں۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے صدیق صاحب بیٹھک میں داخل ہوئے تھے۔۔

ڈرائنگ روم میں مکمل سکوت کا عالم تھا کچھ دیر زمین پر نظریں گاڑے ویسے ہی بیٹھا رہا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا بات کا آغاز کیسے کرے

!!میں نے تمہیں یہاں آنے سے منع کیا تھا ناں "

"تو کیوں آئے ہو؟

ان کے انداز میں زیادہ کر ختگی نہیں تھی۔ البتہ وہ پریشان لگتے تھے۔۔ علی کو بات کرنے کا حوصلہ ملا

"انکل میں اسے گھر لے جانے کے لیے آیا ہوں"

جتنا میں اسے جانتا ہوں وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی" وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہے تھے" اور تم مجھے یہ بتاؤ تم دونوں کا جھگڑا کس بات پر ہوا۔۔ وہ بھی کچھ نہیں بتا رہی ہمیں۔

انکل میں ایک بار ماہین سے ملنا چاہتا ہوں۔ علی نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اگر ماہی نے ان کو نہیں بتایا تھا تو یقینا کوئی وجہ ہو گی۔

For more visit (exponovels.com)

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی "انہوں نے کندھے اچکائے"

"میں اس کو بھجواتا ہوں "

انہوں نے ماہین کو اس سے ملنے کے لیے کیسے تیار کیا تھا۔ یہ صرف وہی جانتے تھے

کچھ دیر بعد ماہین کی آمد ہوئی وہ صبح والے لباس میں ہی تھی جس پر کچھ جگہوں پر خون کے دھبے بھی تھے۔ آنکھوں کے پپوٹے رو رو کر سوج رہے تھے اور ماتھے پر پٹی بندھی تھی اس کی حالت دیکھ کر علی کے پچھتاوے میں مزید اضافہ ہوا۔

کیوں آئے ہو تم یہاں "وہ اس کو دیکھتے ہی پھٹ پڑی "

"تمہیں لینے آیا ہوں"

"میں اب یہیں رہوں گی۔۔ تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی"

کیوں؟؟

"یہ میرے ماں باپ کا گھر ہے"

وہ ہلکا سا ہنسا

!! یہی تو کہہ رہا ہوں میری جان"

" یہ تمہارے ماں باپ کا گھر ہے تمہارا گھر یہ نہیں، وہ ہے"

exponovels

"نہیں۔۔وہ گھر صرف تمہارا ہے"

"وہ ہمارا گھر ہے۔"

علی نے ہمارے پر زور دیتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما۔ماہین کو تو جیسے کرنٹ ہی لگ گیا تھا وہ یکدم آپے سے باہر ہو گئی

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔" انگلی کا اشارہ دروازے کی طرف کرتے ہوئے وہ چیخ رہی تھی"

" ماہی پلیز میں سوری کہہ رہا ہوں ناں۔دیکھو میں سچ میں بہت شرمندہ ہوں"

ماہی نے سر جھٹکا

" ایک بار مجھے معاف کر دو۔۔ایک بار بیٹھ کر میری بات سن لو۔۔"

ماہی نے نفی میں سر ہلایا

مجھے معافی کا ایک موقع تو دو۔۔میرے ساتھ گھر چلو پلیز۔"وہ منت بھرے لہجے میں بہت امید سے کہہ رہا تھا

نہیں کبھی نہیں۔۔۔"وہ قطعیت سے بولی۔"

اب تمہیں کوئی موقع نہیں ملے گا۔۔کیا کہا تھا بھلا تم نے۔۔تم مجھے طلاق دیتے ہو۔۔یہی کہا تھا نا؟؟؟

تم کیا دو گے طلاق۔۔۔میں تمہیں طلاق دیتی ہوں۔۔ماہین صدیق تمہیں اپنی محبت سے آزاد کرتی ہے

exponovels

جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔۔اور پھر کبھی نہ لوٹ کر آنا

وہ گلا پھاڑ کر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔۔اس پر شدید قسم کا پینک اٹیک ہو رہا تھا۔۔

اس کے چینخنے پر اس کی والدہ بھاگ کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور ماہین ان کے بازووں میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

شادی کے دوسرے ماہ ہی یہ ان کی پہلی لڑائی تھی جو اتنی شدت اختیار کر گئی تھی کہ ان کی زندگی کی آخری لڑائی بننے جا رہی تھی۔۔ مگر وہ دونوں اس بات سے بے خبر تھے کہ قسمت ان پر کیا ستم ظریفی ڈھانے جا رہی ہے

"اماں میرا سر چکرا رہا ہے کل سے۔۔۔

وہ کچن میں جانے کے لیے اٹھی تھی کہ زور کا چکر آیا اور وہ وہی سر تھامے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اٹھو میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو۔۔۔ کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔۔۔ "

اس کی حالت دیکھتے ہوئے راشدہ بیگم نے اپنا چائے کا کپ ادھ پیا ہی چھوڑ کر ٹیبل پر رکھا اور نشست چھوڑ دی

"امی میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ "

اس میں چلنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

exponovels

"ساری عمراپنی ہی کی ہے تم نے۔۔۔۔اٹھو فورا۔۔۔"

لیڈی ڈاکٹر نے اس کا تفصیل سے چیک اپ کر کے جو خبر سنائی تھی وہ دونوں ماں بیٹی کو سکتے میں ڈال گئی۔۔

شی از پریگننٹ آف ٹو منتھس۔۔ مگر میں حیران ہوں آپ کو علم نہیں ہو سکا۔۔

"از ایوری تھنگ آل رائٹ۔۔۔؟؟؟"

ڈاکٹر نے ماہین کے چہرے پر خوشی کی بجائے پریشانی کے تاثرات دیکھ کر سوال کیا۔۔۔

"جی۔۔جی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔بس وہ پہلی بار ہے تو ذرا پریشان ہو گئی ہے۔۔۔ "

انہوں نے بات سنبھالی۔

آج کل لڑکیاں ذرا کمزور ہیں تو اتنی بڑی ذمے داری پر پریشان ہو جاتی ہیں۔۔۔۔ آپ فکر نہ " کریں۔۔۔۔میں ویکنس کے لیے ٹیبلیٹ لکھ کر دے رہی ہوں۔۔اور ہر ماہ باقاعدگی سے چیک اپ کرواتی رہیں۔۔۔۔۔"

"جی"

انہوں نے سر ہلایا اور دونوں کلینک سے باہر آ گئیں۔۔۔۔ماہین کو یہ صورتحال سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔وہ اپنے گھر پر ہوتی تو اس سے بڑھ کر خوشی کی خبر اور کیا ہوتی۔۔۔۔۔شاید اسی لیے اسے سمجھ

For more visit (exponovels.com)

نہیں آرہا تھا وہ کس طرح کا رد عمل ظاہر کرے۔۔۔؟؟؟اس کی تو اپنی زندگی کشمکش کا شکار تھی کہ اک نئی زندگی اس کے وجود میں پلنے لگی تھی۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کیا خبر اب وہ کہاں رہتا ہے۔۔۔۔

خوش رہے جہاں رہتا ہے۔۔۔۔

ماہین کو اپنے میکے آئے ڈیڑھ ماہ ہو گیا تھا اس نے دنوں کے گنتی کرنا چھوڑ دی تھی جبکہ علی ایک ایک دن انگلیوں پر گن کر گزار رہا تھا۔۔اس ڈیڑھ ماہ میں کوئی ایسا دن نہیں تھا جب وہ ماہین سے ملنے، اسے منانے نہ گیا ہو۔ مگر پہلی بار بے ہوش ہونے کے بعد ماہین نے اس کے سامنے آنے سے بھی انکار کر دیا۔۔

وہ روز اس کے گھر جاتا۔۔روز رضیہ یہ پیغام لے کر ماہین کے کمرے میں جاتی اور وہ ہمیشہ کی طرح انکار کر دیتی۔۔

صدیق صاحب بہت دکھ سے سے اپنے داماد کو دیکھتے تھے جیسے کہہ رہے ہوں

"تمہیں اس دن آنے سے منع کیا تھا۔۔اگر اس دن آنے کی غلطی نہ کرتے تو وہ اب تک ماہین کو منا چکے ہوتے۔۔"

exponovels

وہ جانتے تھے ماہین کو کچھ چیزیں ایکسیپٹ کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔انہوں نے 23 سال پالا تھا اپنی بیٹی کو۔۔ علی تو اس کو جاننے کا صرف دعوی کرتا تھا مگر وہ اس کی رگ رگ کو جانتے تھے۔۔

" بیٹا میں شرمندہ ہوں آپ سے۔آپکے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ "

وہ اس کو اس کی غلطی جتائے بنا معذرت کر رتے۔جو پہلے ہی اپنی غلطیوں پر پچھتا رہا ہوا اس کو مزید کیا جتانا۔۔

اور وہ چپ چاپ کوئی بھی گلہ کیے بغیر روز اٹھ کر آجاتا۔۔اپنے داماد کی مستقل مزاجی دیکھ کر اب تو راشدہ بیگم کے دل میں بھی اس کے لئے نرم گوشہ پیدا ہونے لگا تھا لیکن ایک ماہین تھی جس نے اپنا دل اور دماغ دونوں ہی ہر طرف سے بند کر دیے تھے

ماہی کے والد نے ماہین کی پریگنینسی کی خبر علی کو بھی فون کر کے سنائی تھی وہ سمجھ سکتے تھے۔وہ باپ ہے تو اس کا جاننے کا سب سے پہلا حق ہے۔اسے لاعلم نہیں رکھنا چاہیے۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

علی خبر سنتے ہی دوڑا چلا آیا تھا مگر ماہی ابھی تک کوئی بھی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔۔اس نے اب بھی ملنے سے انکار کر دیا۔۔۔وہ دو دن سے بخار میں پھنک رہا تھا۔۔۔۔ان دو دنوں میں اس نے آفس سے تو چھٹی لے لی تھی مگر ماہین کے گھر چکر لگانے سے چھٹی پھر بھی نہیں کی تھی۔۔اور

exponovels

میڈیسن لینے پر بھی اس کا بخار نہیں اتر رہا تھا۔اس کی ماں اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھیں۔۔۔۔

امی وہ مجھے معاف نہیں کر رہی۔۔۔ایک اتنی سی بات چھپانے پر وہ اتنا ناراض ہو گئی ہے۔۔۔ "

اتنی بڑی خوشی ملی ہے اس پر بھی وہ مجھے معاف نہیں کر سکتی کیا۔۔ماں نے دو آنسو حلق میں اتارے۔وہ ان کی حالت سے بے خبر بولتا رہا

وہ میرے بچے کو بھی مجھ سے دور کر دے گی۔۔۔میں مر جاؤں گا ان دونوں کے بغیر۔۔۔۔امی میں "ماہین کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔۔۔

وہ ان کی گود میں سر رکھے کتنی ہی دیر سسکتا رہا۔

اس کی حالت زار دیکھ کر ماں برستی آنکھوں سے باہر آگئی۔۔۔کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔۔ وہاں اب مکمل اندھیرا تھا جیسے علی کی زندگی میں مکمل اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔

بعض لوگ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتے ہیں۔۔۔ہمارا دل ان کی طرف آپ ہی آپ کھنچتا ھے۔۔۔ پھر وہ ہمارے لئے سب سے عزیز ہو جاتے ہیں۔۔۔اس کے لئے بھی دنیا کی سب سے عظیم ترین ہستی اس کی محبت ہو گئی تھی۔۔۔۔

exponovels

کہتے ہیں محبت بلی کے جیسی ہوتی ہے جتنا بھی گھر سے بھگاو۔۔۔۔وہ کچھ دیر بعد پھر وہاں ہی ہوتی ہے۔۔۔۔چاہے کتنے ہی دروازے بند کرلو۔۔وہ دیواریں پھلانگ کر بھی آجاتی ہے۔۔۔۔۔بند کھڑکیوں میں بھی اپنی جگہ بنا لیتی ہے۔

اگر محبت ایسی ہی ہوتی ہے تو ماہین کی محبت کو کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔یا پھر اسے محبت ہی نہیں رہی تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اک دفعہ تو آ

حال دل بتا

کیوں آنکھ میری ہے نم

کیوں خشک یہ ہوتی نہی

کیوں دھڑکنیں میری بے قرار

کیوں کرتی ہیں صرف تیرا انتظار

تو کیوں خفا ہے بتا دے

الجھن میری سلجھا دے

ایک غلطی کر بیٹھا ہوں

exponovels

روز درد سہتا ہوں

کچھ رحم کر میرے حال پر

میرے عروج، میرے زوال پر

میں خدا سے مانگوں گا پھر تجھے

تو ستاتی ہے اتنا کیوں مجھے

وہ دبے پاؤں اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا لیکن کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا" ۔واشرم سے پانی گرنے کی آوازیں آ رہی تھیں جو یہ بات ظاہر کر رہی تھی کہ کمرے کا مالک اندر ہے۔۔ وہ وہیں بیڈ کے کنارے ٹیک لگا کر کر اس کا انتظار کرنے لگا۔۔ماہین کمرے میں داخل ہوئی تو اس کو دیکھ کر کر حیران رہ گئی

"تم۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو "

تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" علی ٹیک چھوڑ کر بیڈ سے اٹھا اور اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔اس کا انداز اتنا ہلکا" پھلکا تھا جیسے وہ معمول کی گپ شپ کر رہے ہوں۔۔

"تم میرے کمرے میں میری جازت کے بغیر داخل کیسے ہوئے؟؟"

محترمہ مجھے اپنی بیوی کے کمرے میں داخل ہونے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں "اس نے دو" قدم اٹھا کر اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ ختم کیا۔ آپکی بھی نہیں وہ ڈائریکٹ اس کی انکھوں میں دیکھ رہا تھا

اور رہ گئی بات کیسے داخل ہوا تو سیڑھیوں سے آیا ہوں۔۔ باقاعدہ آپ کے ابا حضور سے اجازت لے کر۔۔"اس نے مزید اضافہ کیا

ماہی نے مٹھیاں بینچھیں۔۔

علی تم یہاں سے چلے جاؤ۔۔ خدا کا واسطہ ہے تمہیں۔"وہ جھنجھلا کر بولی"

" میں تم سے کچھ بات کرنے آیا ہوں۔۔ وہ کر کے چلا جاؤں گا"

"پر میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی"

ماہین پچھلی بار کی طرح چیخ چلا نہیں رہی تھی۔۔ علی نے محسوس کیا وہ کچھ تھکی ہوئی اور نڈھال سی تھی

تم ٹھیک ہو؟؟

وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتا ہوا بہت فکر مندی سے پوچھ رہا تھا

ماہی نے اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے

" تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والے "

exponovels

شوہر ہوں میں تمہارا۔ سوال تنک کر پوچھا گیا تھا مگر جواب بہت تحمل سے دیا گیا

" ہونہہ۔۔ نام نہاد شوہر۔۔ یہ رشتہ بھی جلد ہی ختم ہو جائے گا"

علی کا دل کانپ گیا

ماہی۔۔" دکھ کی شدت میں اس سے صرف اتنا ہی بولا گیا۔ یکدم علی نے اس کے دونوں بازوؤں سے "

زور سے اس کو پکڑا۔۔

انداز میں بہت سختی تھی

یہ رشتہ چاہے ختم ہو جائے لیکن میرا تم سے ایک رشتہ ہمیشہ قائم رہے گا۔۔ تمہارے بچے کا باپ ہوں"

" میں اور ہمیشہ رہوں گا

علی کے ہاتھوں کی ہڈیاں ماہین کو اپنے بازو کے گوشت میں دھنستی محسوس ہو رہی تھی اور اس کی آواز میں

ہڈیاں چٹخا دینے والی کرختگی تھی۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی اور کھوئے کھوئے انداز میں بولنے لگی

میں ہمیشہ تمہاری محبت اپنے لیے لازوال سمجھتی تھی۔۔ مجھے نہیں پتا تھا جسے میں لازوال سمجھتی ہوں۔ وہ"

"در حقیقت میری لیے تمہاری محبت کا زوال تھا۔۔

اتنے دنوں میں یہ پہلا شکوہ تھا جو اس کی زبان سے ادا ہوا تھا۔اس نے سر اٹھا کر علی کی طرف دیکھا۔اس اک نظر میں ہزار شکوے تھے۔ علی نے بے ساختہ نظر چرائی

پلیز تم چلے جاؤ یہاں سے "وہ التجا کرنے لگی"

"ماہی مجھے بھی اچھا نہیں لگ رہا اس طرح تمہارے کمرے تک آنا۔۔ مگر میں مجبور تھا "

علی پلیز۔۔ماہی نے ہاتھ سے اس کو مزید کچھ کہنے سے روکا

میں نہیں چاہتی مجھ پر پھر کوئی پینک اٹیک ہو۔۔ اس بار جتنا نقصان میرا ہو گا،، اتنا ہی تمہارا ہو گا "

اور ایک بات یاد رکھنا۔۔ ایسے تو شاید میں تمھیں معاف کر دوں۔ مگر اگر میرے بچے کو کچھ ہوا تو تم میری صورت دیکھنے کے لئے بھی ترس جاؤ گے

وہ آنسوؤں کے درمیان بھیگی آواز سے بول رہی تھی۔۔ علی کو لگا وہ کچھ دیر اور یہاں رہا تو مٹی ہو جائے گا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گھر کی فضا بہت سوگوار ہو گئی تھی۔۔ماہی کو گھر سے گئے ڈیڑھ ماہ ہو گیا تھا۔۔ روفی نے بھی اس کے بعد ملازمت ڈھونڈنے کی کوشش چھوڑ دیں تھیں۔ علی کا بخار تو اتر گیا تھا مگر وہ بہت چپ رہنے لگا تھا۔۔ نہ کسی سے بات کرتا نہ ٹھیک سے کھاتا پیتا اور نہ ہی نیند پوری لیتا۔۔۔

exponovels

اس کی طبیعت میں چڑچڑاپن واضح محسوس ہوتا تھا۔۔ماں اس کی حالت دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتی اور خدا سے اپنے گھر کی خوشیوں کے لیے دعا کرتی۔۔ آج بھی

گھر میں خاموشی کا راج تھا علی ماہین سے مل کر سڑکوں پر دیر تک آوارہ گردی کرنے کی بعد رات گئے گھر آیا تھا۔۔۔ماہی کی باتوں نے اس کی ساری ہمتیں اور بچی کھچی امید کو بھی ختم کر دیا تھا۔

اس نے گھر میں قدم رکھا تو روفی اور اس کی ماں نے سکھ کا سانس لیا۔وہ عموماً دس بجے تک اجاتا تھا مگر آج تو تاریخ بھی بدل گئی تھی۔اس کا نڈھال چہرہ دیکھ کر ماں کا کلیجہ منہ کو آنے لگا۔وہ یقیناً آج بھی ماہی کے گھر سے آرہا تھا۔وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ تو کسی ایک روز بھی اسکی طرف چکر لگائے بغیر گھر نہیں آتا تھا۔

وہ کھانا گرم کرنے کچن میں چلی آئیں۔

بھائی اگر آپ کہیں تو میں خود بھابھی سے۔۔۔اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ علی غصے سے اٹھا۔۔"

یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔۔"

" تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب اور اب تم کہہ رہے ہو کے تم خود جا کر بات کرو

اس نے روفی کو گریبان سے تھاما اور دو تین جھٹکے دیئے۔۔اس سے بھی اس کا غصہ نہ اترا۔پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے مارنے کے لئے کوئی چیز تلاش کر رہا ہو۔

exponovels

اسے صوفے پر پڑی ہوئی اپنی بیلٹ نظر آئی جو ابھی اس نے اتار کر پھینکی تھی۔ علی نے وہ اٹھائی اور روفی کو مارنے لگا۔ ابھی اس کے جسم پر تین ضربیں لگی تھیں کہ اسکی اور روفی کی آوازوں پر پر اسکی امی بھاگتی ہوئی لاونج میں آئیں۔۔ان کے بیچ میں آتے ہی اور کچھ بولنے سے پہلے ہی علی نے بیلٹ زمین پر پھینکی اور غصے سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں غائب ہو گیا۔۔

نیچے اب ٹی وی لاؤنج میں روفی اور اس کی ماں کی سیسکیاں گونجنے لگی۔۔روفی کی بات غلط نہیں تھی مگر وقت غلط تھا۔۔در حقیقت روفی کا تو صحیح وقت کبھی آیا ہی نہیں تھا۔۔

ہر شخص مجھے روند کر گزرا ہے الہی "

"احساس کا پیکر ہوں۔۔۔رستہ تو نہیں ہوں

امی!! اللہ نے میرے جیسے لوگ کیوں پیدا کیے ہیں؟؟

وہ ماں کی گود میں سر رکھے گے ان سے پوچھ رہا تھا

"اللہ نے کسی انسان کو بھی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔۔۔ "

"مگر میری زندگی کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔؟؟؟"

وہ اس کے سوال سے لاجواب ہو گئی تھیں۔

exponovels

وقت آپ کو آپ کی زندگی کا مقصد خود بتایا کرتا ہے۔۔۔اس سوال کا جواب وقت کے پاس ہوتا ہے "

میرے بچے۔۔۔۔کوئی تالا بغیر چابی کے نہیں بنتا۔۔۔کوئی بھی مشکل ایسی نہیں ہے جس کا حل نہ

ہو۔۔۔۔"

مگر امی کچھ تالوں میں زنگ بھی تو لگ جاتا ہے نا پھر وہ اس کی چابی سے بھی نہیں کھل پاتا۔۔۔۔وہ ناکارہ "

ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔بے مقصد۔۔۔۔"

انہوں نے گہری سانس خارج کی۔اللہ نے اسکے بیٹے کو صرف ایک لحاظ سے کمی دی تھی۔مگر اس کا مشاہدہ اور سوچنے کا انداز بہت سارے لوگوں سے بہتر تھا۔۔کبھی کبھار وہ ایسا سوال کر جاتا کہ جس کا ان کے پاس بھی کوئی جواب نہ ہوتا

وہ اس کے زخموں پر ٹیوب لگا کر اسے نیند کی گولی دے کر سونے کے لئے لیٹ گئیں لیکن وہ جاگتا رہا۔۔

آج کی رات سونے کی نہیں کوئی فیصلہ کرنے کی رات تھی۔۔اس کی اپنی زندگی تو جو اذیت کا شکار تھی،، سو تھی۔۔

لیکن اس کے اپنوں کی زندگی بھی اس کی وجہ سے آزمائش میں تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا جان سے پیارا بھائی اس آزمائش میں اپنا سب کچھ ہار جائے۔۔

اپنی محبت،اپنی بیوی اور اپنا بچہ بھی۔۔۔

exponovels

اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنی ماں اور یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا

روفی نے اگلے روز شام کے پانچ بجے کے قریب گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا۔۔

اس وقت ماں عصر پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے لیٹا کرتی تھیں۔ گرمی کے دن تھے مغرب کی اذان سات بجے کے بعد ہوتی۔ وہ جانتا تھا علی آجکل نو دس بجے سے پہلے گھر نہیں آتا تھا۔۔

اس کے پاس بہت ٹائم تھا وہ تب تک بہت دور جا چکا ہوتا۔۔ اتنا دور کہ کوئی اسے ڈھونڈ نہ سکتا۔۔۔

اگلے روز ماں جب نماز پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے آرام کے لئے لیٹی تو وہ چپکے سے بیرونی دروازہ کھول کر سڑک پہ نکل آیا۔ البتہ اپنے کمرے میں ان کے لئے ایک خط چھوڑ آیا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ کانفرنس روم میں ایک فورن ڈیلیگیشن کے ساتھ میٹنگ کر کے ابھی فارغ ہوا تھا اور اپنے آفس میں آ کر کرسی سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا

آج وہ حقیقی معنوں میں تھک گیا تھا۔ بخار کے بعد ابھی تک اس کو نقاہت محسوس ہو رہی تھی۔ میٹنگ میں بھی اس کو ماہین کی کل کی باتیں یاد آتی رہی تھیں۔۔ اور روفی کو پیٹنے پر بھی وہ بہت گلٹی تھا۔

گھر جا کر اس کو گلے لگا کر معافی مانگوں گا اور بیلٹ اس کے ہاتھ میں دونگا۔ جتنی ضربیں لگانا چاہے میں "خوشی خوشی سہہ لونگا"

exponovels

یہ سوچتے ہوئے اس نے کریڈل اٹھایا اور اپنے لئے ایک بلیک کافی کا آرڈر کیا اور دوبارہ سے سابقہ پوزیشن پر بیٹھ کر کافی کا انتظار کرنے لگا۔

اتنے میں اس کے پرسنل فون پر رنگ ہونے لگی۔۔ اس نے فون دیکھا تو سکرین پر اس کے گھر کا لینڈ لائن نمبر چمک رہا تھا

ایک لمحے کے لیے اس کا دل شدت سے سکڑ کر پھیلا

اس کو کبھی روفی یا اس کی ماں نے فون نہیں کیا تھا۔ کوئی بہت ضروری بات ہوتی یا کسی چیز کی اشد ضرورت ہوتی تب بھی وہ اس کے یونیورسٹی سے آنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ نہ ہی ان کے پاس فون تھا۔ اس نے بہت بار اپنی ماں کو فون دینے کا بھی اصرار کیا مگر ان کا کہنا تھا کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں۔۔ اپنا موبائل نمبر اور آفس کا لینڈ لائن نمبر بھی اس نے خود ہی فون بک میں لکھ کر ان کو دیا تھا۔

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون کان کو لگایا اور دوسری طرف سے اس کو اپنی ماں کی روتی ہوئی آواز سنائی دی وہ فوراً کرسی سے کھڑا ہوا

علی وہ روفی۔۔ وہ اتنا کہہ کر پھر رونے لگیں

کیا ہوا روفی کو؟؟" وہ حواس باختگی میں بولا "

" وہ کہیں چلا گیا ہے"

"کیا مطلب کہاں چلا گیا ہے؟؟"

"گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے "

"اس نے کہاں جانا ہے امی۔۔یہیں کہیں ہو گا آپ اوپر دیکھ لیں۔۔"

گھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی بیٹا۔پھر بھی میں نے سارا دیکھ لیا ہے"

" وہ ہمارے لئے ایک خط چھوڑ کر گیا ہے

"امی پلیز آپ روئیں مت۔۔میں آرہا ہوں۔"

وہ جلدی سے چابی اٹھا کر باہر بھاگا۔۔اس کی کافی پینے اور روفی کو گلے لگانے کی خواہش اب کبھی پوری نہیں ہو سکتی تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ وہ تھوڑی دیر آرام کر کے اٹھیں تو روفی کہیں نظر نہ آیا۔اس وقت عموما ان کو وہ کچن میں نظر آتا تھا۔لیکن شاید آج وہ بھی سو رہا تھا۔

"چلو آج چائے میں بنا لیتی ہوں۔"

علی کی شادی سے پہلے وہ دونوں ماں بیٹے شام کی چائے اکٹھے پیتے اور چائے روفی ہی بناتا۔۔لیکن علی کی شادی کے بعد یہ ذمہ داری ماہین نے اٹھالی تھی۔۔اور جب سے روفی نے ملازمت شروع کی تھی دونوں ماں بیٹے کو پاس بیٹھنے کا وقت ہی نہ ملتا۔مگر ماہی اور ملازمت کے جاتے ہی روفی نے اپنی ڈیوٹی پھر سے

exponovels

سنبھال لی۔وہ چائے بنا کر کر روفی کو بلانے آئیں۔انہوں نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ اندر دکھائی نہ دیا۔واش روم کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔۔دفعتاً ان کی نظر اس کے رائٹنگ ٹیبل پر پیپر ویٹ کے نیچے رکھے ہوئے کاغذ پر پڑی

امی میں جا رہا ہوں۔۔۔۔وہاں جہاں سب میرے جیسے ہی ہوں۔میں اپنے جیسے لوگوں کی دنیا میں جا رہا ہوں۔۔۔مجھے ڈھونڈنا مت۔۔۔یہ دنیا اور یہاں کے لوگ میرے جیسے نہیں ہیں۔۔یہ مکمل ہیں اور میری ذات نامکمل ہے۔۔بس دعا کرنا آپ۔۔۔۔آپ کی دعا مجھے بہت سی تکلیفوں سے بچا لیتی ہے اور ہاں علی بھائی سے ناراض مت ہونا۔۔۔۔وہ مجبور ہیں۔۔۔۔ان کا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔

امی میں شکر کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کوئی بہن نہیں دی۔۔۔اگر ایک بیٹے کی زندگی میری وجہ سے اتنی پریشانیوں کا شکار ہے تو بیٹی کی زندگی میں کتنی آزمائشیں آتیں۔۔۔۔امی اپنا خیال رکھنا۔اور بھابھی کو منا لانا۔۔۔"

نیچے والی لائن پر آج کی تاریخ لکھی تھی 4 جولائی۔۔

روفی کے الفاظ ماں کا دل چیر رہے تھے۔۔۔انہوں نے پر شکوہ نگاہوں سے علی کی طرف دیکھا۔۔شاید نہیں یقیناً اس سب صورتحال کی وجہ وہی تھا مگر وہ اس کو الزام نہیں دے سکتی تھی۔وہ خود بہت تکلیف

میں تھااس وقت۔ انہوں نے تحریر پڑھ کر خط علی کی طرف بڑھایا۔ جسے اس نے کانپتے ہاتھوں سے تھاما۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مرد اور عورت کی اس دنیا میں مرد کی وجاہت اور عورت کی خوبصورتی ونزاکت کے درمیان ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جسے مہذب زبان میں خواجہ سرا اور عام زبان میں ہیجڑا کہا جاتا ہے۔۔ مرد وعورت کے درمیان صدیوں سے رہنے والا یہ طبقہ انتہائی خوفناک زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔۔۔

۔اور بدقسمتی سے روفی بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔۔۔

عبدالرؤف عرف روفی جسے پانچ سال کی عمر میں اس پر سب سے زیادہ چھاؤں مہیا کرنے والی ہستی اس کا باپ اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کہ چلا گیا۔

دس سال کی عمر میں سکول سے نکال دیا گیا۔۔

اٹھارہ سال کی عمر میں اس کے بھائی نے اس کو اپنی بارات پر پر ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا اور اسی بھائی کی شادی کے ساڑھے تین ماہ بعد اس کا گھر بچانے کے لیے وہ اپنا گھر چھوڑنے کے لیے مجبور ہو گیا۔۔ 23 مارچ کو علی اپنی دلہن گھر لایا تھا اور 4 جولائی کو روفی گھر سے بے گھر ہو گیا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

وہ تقریباپانچ بجے گھر سے نکلا تھا کچھ دیر سڑکوں پر بے مقصد چلتے چلتے اب وہ چوبرجی کے پاس ایک ذیلی سڑک پر آ گیا۔۔۔ یہاں پر اس نے بہت دفعہ اشاروں پر کھڑے خواجہ سراؤں کو بھیک مانگتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ ان میں سے ایک کے پاس آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔

"سنو۔۔۔۔؟؟؟ "

"کیا ہے۔۔۔۔؟؟؟"

اس خواجہ سرا نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں،، جس پر بہت سارا میک اپ چڑھایا تھا۔۔۔ کو مزید چھوٹا کر کے پوچھا۔

"کیا چاہیے۔۔۔۔۔؟؟؟؟ بول بھی۔۔۔۔؟؟؟ "

"میں تمہارے جیسا ہوں۔۔۔۔ مجھے کام چاہیے۔۔۔۔ "

شمو پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا۔۔۔ اس نے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیا۔

"مجھے اپنے ساتھ رکھ لو"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"آجا ری آجا۔۔۔ شرماتی کیوں ہے۔۔۔۔ "

exponovels

اس نے ایک گھر کے آگے رکشہ رکوایا۔۔۔جب تک وہ پیسے دے کر فارغ ہوا۔روفی ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگا۔۔۔۔وہ تقریبا سورج غروب ہونے پر یہاں پہنچے تھے دور آسمان پر پر پنچھی اب اپنے گھونسلوں کو واپس جا رہے تھے

"بوہے باریاں تے نالے کنداٹپ کے "

وہ گنگناتا ہوا ایک دروازہ جس کا گیٹ پانچ فٹ سے بھی کم تھا،،،کے اندر جھکتا ہوا داخل ہوا۔۔۔روفی اس کے پیچھے تھا۔۔۔

روفی کا قد پانچ فٹ سے ایک انچ کم تھا۔۔۔خود کو جھکائے بغیر وہ اندر داخل ہوا۔۔۔اسے داخل ہونے میں دقت نہ ہوئی۔۔۔۔

وہ گھر باہر سے ہی گھر لگتا تھا۔۔۔اندر ایک کھلا صحن تھا۔۔۔جہاں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی

"آ گئی شمو۔۔۔تجھے تو میں بتاتی ہوں۔۔۔اپنے گرو سے دھوکہ کر کے گئی تھی۔۔"

ایک مردانہ نما زنانہ آواز نمودار ہوئی۔۔۔۔

روفی شمو کے پیچھے تھا اور اندھیرا ہونے کی وجہ سے آواز کا مرکز نہ جان سکا۔۔۔اتنے میں ایک چپل ہوا میں لہراتی آئی۔۔۔

شمو نے دیکھ لیا تھا وہ نیچے ہوا اور چپل روفی کے منہ پر۔۔۔۔۔۔

exponovels

روفی کے لیے اتنی بے عزتی غیر متوقع نہیں تھی۔۔۔وہ ہر طرح کی متوقع اور غیر متوقع دونوں صورتحال کیلئے تیار ہو کر آیا تھا۔۔۔اس نے ساری زندگی اس طرح کی اذیتیں سہی تھیں۔۔۔۔مگر اس طرح کی خوش آمدیدی وہ سوچ کر نہیں آیا تھا۔اگرچہ چپل اس کے لئے نہ تھی۔۔۔چپل کافی بھاری تھی جو اس کی ناک کی ہڈی پر لگی تھی۔۔وہ بلبلا کر رہ گیا۔۔مگر بے حس بنا کھڑا رہا۔

"ارے یہ کون بلبل ہے تیرے ساتھ۔۔۔۔؟؟؟"

"بڑی چکنی ہے۔۔۔"

کسی نے اس کے بغیر بالوں والے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔روفی یکدم پیچھے ہوا اور وہ ہنس پڑی۔

کس کو لائی ہے۔۔۔؟؟؟" جس نے جوتا مارا تھا۔اب اس نے سوال کیا

شمو لہراتی ہوئی اس عورت کے پاس پہنچ گئی۔۔۔

"اجی یہ ہماری بہن ہے۔۔۔حلات کی ماری ہوئی۔۔۔کمبخت گھر والوں نے گھر سے نکال دیا۔۔۔"

اس نے اپنے مخصوص انداز میں تالی مار مار کر بتایا۔

روفی نے دیکھا۔۔۔وہ عورت نما مرد یا مرد نما عورت ہیجڑا ازرق برق لباس پہنے برگد کے پیڑ تلے تخت پوش پر گاؤ تکیہ لیے بیٹھا تھا۔۔۔اس کے دائیں بائیں اس جیسے ہی شوخ رنگوں کے لباس میں ملبوس دو چیلے اس کی بازو اور ایک چیلا اس کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔۔۔جبکہ گرو کے دائیں طرف ایک چھڑی رکھی تھی

اس کے لباس کے برعکس تخت پوش کی چادر کارنگ ہلکااور چادر سادہ تھی۔۔۔۔

روفی کو دیکھ کر وہ گرو تکیہ چھوڑ کر سیدھا ہوااور اپنے چیلوں کو ہاتھ کے اشارے سے خدمت کرنے سے

روکا۔۔

"ادھر آؤ۔۔۔ "

روفی ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔

"ادھر آمیری بلبل۔۔۔۔"

شمو اٹھی اور اسے پکڑ کر تخت پوش سے چند انچ کے فاصلے پر کھڑا کر دیا۔۔۔

ڈیرے پر موجود تمام ہیجڑے اپنا کام چھوڑ کر تجسس سے ارد گرد آکھڑے ہوئے۔۔۔

پر اس بلبل کو لائی کہاں سے ہے؟؟

پہلے والے خواجہ سرا نے روفی کے بنا بالوں والے نرم ملائم چہرے پر دوبارہ ہاتھ پھیر کر کہا روفی اب کی بار

دو قدم پیچھے ہٹا۔وہ ایک بار پھر ہنسی

"کیا کرتی ہے۔۔۔۔۔"

گرو نے پھر سوال کیا۔۔۔۔

خاموشی

exponovels

"گھر کدھر ہے تیرا۔۔۔؟؟؟"

پھر خاموشی

"خود چھوڑ کر آئی ہے یا انہوں نے نکالا۔۔۔؟؟؟"

ہنوز خاموشی

گرو نے دوبارہ ٹیک لگائی۔

"یہ گونگی ہے کیا۔۔۔؟؟؟"

یہ سوال اس سے نہیں شمو سے تھا۔۔

"نہیں گرو جی رستے میں تو بڑا بولتی آئی ہے۔۔۔۔"

شمو تخت کو چھوڑ کر روفی کے پاس آئی اور بازو پکڑا۔۔۔

"میڈم صاحبہ کیا پوچھ رہی ہیں۔۔۔جواب دے۔۔۔ "

روفی کے اندر کوئی ہلچل نہ ہوئی۔۔۔

رہنے دے شمو۔۔۔تو کوئی کام پورا نہ کرے ہے۔۔۔۔یہ ہمارے کسی کام کی نہیں۔۔۔چھوڑ آ "

"جہاں سے لے کر آئی ہے۔۔۔۔

"نہیں میں نے واپس نہیں جانا۔۔۔مجھے ادھر رکھ لو۔۔۔۔"

exponovels

روفی کی بے جان زبان میں حرکت ہوئی۔۔

گرو صاحبہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔

"بیٹھ۔۔۔"

چھڑی سے تخت پوش کی طرف اشارہ کیا۔

روفی کنارے پر ٹک گیا۔۔۔

"اب بتا کیا کرتی ہے۔۔۔۔؟؟؟"

"پرائیوٹ ایف اے کیا ہے"

"ادھر کیوں آئی ہے۔۔۔۔؟؟؟؟ "

"گھر نہیں ہے "

"یہاں بیکار کسی کو نہیں رکھا جاتا۔۔۔۔رہنے کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔"

"میں کروں گا آپ جو کہیں گے وہ کروں گا۔۔۔۔ "

"بھیک مانگے گی۔۔۔۔؟؟؟"

روفی نے سر اٹھا کر اس کو حیرت سے دیکھا۔

"تو پہلے نہیں مانگی کبھی کیا۔۔۔؟؟؟"

exponovels

"نہیں "

"ڈانس آتا ہے۔۔۔۔؟؟؟ "

"نہیں "

پہلے بھی نہیں کیا ہو گا۔۔۔۔؟؟؟"باقیوں کی دبی دبی ہنسی چھوٹی۔سوائے ایک خواجہ سرا کے جو30" سے 35 برس کے درمیان تھا۔اور گہری نظروں سے سے روفی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔روفی نے ماتھے سے پسینہ پونچھا۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔۔میک اپ کر لیتی ہے۔۔۔۔؟؟؟"

نفی میں سر ہلایا۔۔۔

" کھانا پکانا۔۔۔۔ "

"نہیں"

تجھے تو کچھ بھی نہیں آتا۔۔۔۔۔میں تیرے ایف اے کا کیا کروں۔۔تجھے کس کام پر " رکھوں۔۔۔۔؟؟؟؟جا یہاں سے۔۔سر نہ کھا۔۔۔۔

"چل ری گانا گا۔۔۔۔۔سارا مجا(مزا)ہی خراب کر کے رکھ دیا۔۔۔۔"

وہ پھر ٹیک لگا کر بیٹھا۔

"لٹھے دی چادر اُتے سلیٹی رنگ ماہیا آؤں سامنے کولوں دی رس کے نہ لنگ ماہیا۔۔"

وہ سب لہک لہک کے کورس میں گانے لگیں۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔۔ اللہ کے واسطے مجھے صرف رہنے کی جگہ دے دو۔۔۔ میں کام سیکھ لوں گا۔۔۔"

ادھر ادھر سے پھر ہنسنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔ گرو نے اپنے پاس پڑی چھڑی پھر سے اٹھائی اور سب ادھر اُدھر بھاگ گئے۔۔۔

تو اسے اپنے ساتھ لے جا۔۔۔۔ کھانا شانہ کھلا۔۔۔۔ پھر دیکھتے ہیں اس کا کیا کرنا ہے۔۔۔"اس نے اسی خواجہ سرا کو اشارہ کیا جو ہنسا نہیں تھا اور رونی کو گہری نظروں سے تک رہا تھا اب بھی اس کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات تھے۔اس کا نام ٹیپو تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ 6 بجے آفس سے واپس آیا تھا اس کا خط پڑھ کر وہ فوراً اس کو تلاش کرنے نکل گیا تھا اور اب 12 بج رہے تھے رونی کا تلاش کرتے ہوئے یے چھ گھنٹے ہو گئے تھے۔۔ مگر نہ اس نے ملنا تھا نہ وہ ملا

علی تھکا ہارا گھر لوٹا۔اس کے ماں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا وہ ان سے نظریں چراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ اس نے صبح سے صرف ناشتہ ہی کیا تھا انہوں نے اس سے کھانے کا بھی نہیں پوچھا دونوں نفوس کو آج کھانے کی پرواہ تھی بھی نہیں اور

exponovels

آج وہ پہلا دن تھا۔۔۔جب وہ ماہین کو ملنے نہیں گیا تھا۔۔۔لیکن وہ صرف ایک دن نہیں تھا۔ اگلے تین دن اس کو روفی کے علاوہ کسی دوسرے انسان کی ہوش نہیں رہی تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"بیٹا میں تین دن سے شہر کے ہر ہسپتال اور ہر تھانے سے معلوم کروا چکا ہوں روفی نام کا کوئی لڑکا کہیں پر بھی رجسٹرڈ نہیں ہوا۔۔"

وہ اس وقت رضا کے ساتھ اس کے ابو کے آفس میں بیٹھا تھا جو لاہور شہر کے ڈی ایس پی متعین تھے

"تو اب کیا ہو گا انکل؟؟"

جہاں تک مجھے لگتا ہے یہ کوئی اغواء کا کیس ہے۔۔آپ کی کسی سے دشمنی یا کوئی لڑائی وغیرہ؟؟؟"وہ ایک پولیس مین کی طرح سوچنے لگے

نہیں انکل یہ اغواہ کا کیس نہیں ہے۔۔مجھے لگتا ہے وہ اپنی مرضی سے گھر چھوڑ کر گیا ہے۔۔"وہ انکو پورا سچ بتانے سے گریزاں تھا

اگر وہ اپنی مرضی سے گھر چھوڑ کر گیا ہے تو اپنے پیچھے کوئی کلیو چھوڑ کر گیا ہو گا۔ آپ اپنے گھر میں غور کیجیے کوئی ایسی چیز ضرور چھوڑی ہو گی۔۔یا پولیس کو گھر دیکھنے کی اجازت دیں۔ہم خود اپنے طریقے سے ڈھونڈ لیں گے۔۔"وہ اپنے حساب سے انویسٹیگیشن کرنا چاہ رہے تھے

" آئی تھنک یہ مناسب نہیں رہے گا "

رضا نے ساری گفتگو میں پہلی بار مداخلت کی

جی انکل رضا ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔میں خود اس کا کمرہ دیکھتا ہوں۔۔کوئی ایسی چیز ملی تو آپ کو ضرور بتاؤں "

گا۔"

ان سے مصافحہ کرتے ہوئے وہ رضا کے ساتھ پولیس اسٹیشن سے نکل آیا

علی ان کو خط کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا کیوں کہ خط میں واضح طور پر لکھا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔۔

ایسا کرنے سے سے روفی کی ذات پر پر سوال اٹھتا اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا

اب اس کو روفی کو اپنے طور پر ہی ڈھونڈنا تھا۔۔

کیسے ؟؟ یہ وہ نہیں جانتا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کہا۔۔۔مشکل میں رہتی ھوں

کہا۔۔۔آسان کر ڈالو!

کہ جس کی چاہ زیادہ ھو

وھی، قربان کر ڈالو!

exponovels

کہا۔۔۔بے قلب ھیں آھیں۔۔۔

کہا۔۔۔اس سے تڑپ مانگو!

اٹھو تاریکیء شب میں

ذرا خون جگر ڈالو۔۔۔!!

کہا۔۔۔راز سکون کیا ھے؟

کہا۔۔۔لوگوں کے دکھ بانٹو!!

جو چہرہ بے دھنک دیکھو

اسے رنگ سے بھر ڈالو۔۔۔!!

رات کی تاریکی نے صدیق ولاز پر چپکے سے اپنے پر پھیلائے تھے۔۔ایسے میں ایک سوالی ہمیشہ کی طرح ان کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔۔ عجیب سوالی تھا وہ۔۔روز اس کو خالی ہاتھ لٹایا جاتا اور وہ پھر اگلے دن اسی دروازے پر موجود ہوتا۔۔ کبھی اس گھر کے مکین نے اس کے خالی کشکول میں کوئی سکہ اپنی محبت کا نہیں ڈالا تھا۔کبھی اس کی من کی مراد پوری نہ کی تھی

آج تین دن کے بعد علی پولیس اسٹیشن سے سیدھا ماہین کے گھر آیا تھا اسے اس وقت کسی سہارے کی اشد ضرورت تھی۔۔وہ کسی کی گود میں سر رکھ کر بہت زیادہ رونا چاہتا تھا۔۔اپنا دکھ ہلکا کرنا چاہتا تھا

exponovels

وہ اپنی ماں سے نظریں چرائے پھر تا تھا۔۔ان کی گود میں سر نہیں رکھ سکتا تھاوہ خود ٹوٹی ہوئی تھیں اس کو کیسے سمیٹتیں۔۔

اس وقت اسے ماہین کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔وہ اس کو اپنا جرم بتانا چاہتا تھا۔

وہ سکون چاہتا تھا۔ماہی اسکی بیوی تھی اس کی محرم۔۔اور سکون پانے کا یہ سب سے جائز ذریعہ تھا جس کی تلاش میں وہ پھر آج اس کے گھر کے باہر موجود تھا

"علی بھائی آئے ہیں تم سے ملنے "

ہر روز کی طرح آج بھی رمشہ نے اسے آکر پیغام دیا

نہیں ملنا مجھے کسی سے "

"کہہ دو اسکو۔۔۔مت آیا کرے یہاں

ہر روز کی طرح اس کا بھی ایک ہی جواب تھا

" آپی اتنی سنگدل نہ بنو "

"جاو یہاں سے۔مجھے تمہارے مشوروں کی ضرورت نہیں "

رمشہ نے افسوس سے اسکی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلاتی باھر چلی گئی

exponovels

اسکے جاتے ہی ماہین نے اور وہیں دروازے سے ٹیک لگا کر گھٹنوں پر سر رکھے اپنی سسکیاں دبانے لگی۔۔ کمرے کا دروازہ لاک کر لیا۔ حالانکہ وہ بھی جانتی تھی۔ علی اس کے کمرے میں نہیں آئے گا۔۔ جس دن سے اس نے اس کو کمرے سے جانے کا کہا تھا۔۔ اس کے بعد اس نے ملنے کا بھی اصرار نہیں کیا تھا وہ زبردستی کا قائل نہیں تھا مگر اپنی محبت کا ثبوت دینے روز اس کے دروازے پر موجود ہوتا تھا۔۔ مگر آج اسے محبت نہیں نہیں ضرورت کھینچ کر اس کے دروازے پر لائی تھی مگر ماہین نے اس سے اس کی ضرورت پوری کرنا تو دور اس سے یہ پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا کہ

وہ تین دن سے کہاں تھا؟؟

کیوں نہیں آیا تھا؟؟

خیریت سے تو تھا؟؟

یا گھر میں سب ٹھیک تھا؟؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماہی کو یہاں آئے ابھی ڈیڑھ ماہ ہوا تھا کہ اسے اپنے ماں بننے کی خبر ہوئی۔۔۔ اس کے والد نے یہ بات علی کو فون کر کے بتا دی۔۔۔ اس دن علی نے اسے ہر دس منٹ بعد کال کی مگر وہ بت بنی فون کو دیکھتی رہی۔۔۔ اسے اندازہ تھا بچے کا سن کر وہ کتنا رویا ہو گا۔۔۔؟؟؟ تڑپا ہو گا۔۔۔؟؟؟ اسے دیکھنے

exponovels

کو،،، چھونے کو،،، گلے لگانے کو اور اس دن بھی جب اس کے کمرے میں بنا اجازت آ گیا تھا ماہی نے اس کو بہت سخت سنائی تھی اور اس سے اگلے تین دن علی اس کے گھر نہیں آیا تھا اگرچہ وہ اس سے ملتی نہیں تھی مگر اس کے آنے کی خبر ضرور رکھتی تھی۔۔۔

وہ تین دن جب وہ اس کو منانے نہیں آیا تھا۔۔۔ ماہین نے اس کی خیریت کے لیے ہزاروں دعائیں کی تھیں۔۔۔ اس کی خیریت جاننے کے لئے بہت بار فون اٹھایا اور رکھ دیا۔۔۔ اب تو ویسے بھی نیند کم آتی تھی مگر ان تین راتوں میں ایک پل کا بھی سکون نہیں تھا۔۔۔ ساری رات کروٹیں بدلتی گزر گئی تھی۔۔۔ دل بے چین کو چین اس وقت نصیب ہوا جب 3 روز بعد رات کو سات بجے رمشا نے اس کے آنے کی خبر دی۔۔۔ ماہین نے پھر سے پچھلی روش اختیار کر لی۔۔۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا اسے اس سے بات نہیں کرنی تھی تو نمبر بند کر دیتی یا بدل لیتی۔۔۔ وہ تین چار دن بعد اسے کوئی یونیورسٹی کا واقعہ یا شادی کے بعد کی کوئی خوبصورت یاد لکھ کر واٹس ایپ کرتا۔۔۔۔۔ وہ ہر بار اس کے الفاظ میں کھو جاتی۔۔۔ دل پگھلنے لگتا،،، تکلیف آنسو بن کر بہنے لگتی مگر وہ پھر سے پتھر بن جاتی۔۔۔۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی۔۔۔

" بیوی اتنی بے مول نہیں ہوتی کہ جب دل چاہا اس پر ہاتھ اٹھا لیا۔۔۔ دھکے دے دیئے یا گھر سے نکالنے کی دھمکی دے دی۔۔۔"

exponovels

درحقیقت دکھ ہاتھ اٹھانے کا نہیں تھا۔۔۔اسے تکلیف صرف اس بات کی تھی۔۔۔غصے میں ہی سہی اس نے اس سے علیحدہ ہونے کا سوچا بھی تو کیسے۔۔۔اگر اس کی ماں بیچ میں نہ آتی تو وہ کیا کرنے جارہا تھا۔۔؟؟

اس نے صرف اس سے علیحدہ گھر کا مطالبہ کیا تھا۔۔وہ اس کے بھائی کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہنا چاہتی تھی مگر اس سے دور جانے کی تو سوچ ہی جیسے موت تھی۔۔اور علی نے کتنی آسانی سے طلاق دینے کی،اسے چھوڑ دینے کی بات کر دی تھی

وہ روز آتا تھا۔ماہین سے محبت اس کی کمزوری تھی۔۔جانتی تھی اس حالت میں اس کو طلاق نہیں دے سکتا۔۔اور وہ اس حالت میں نہ بھی ہوتی تو علی اب اس کو چھوڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ پہلے ہی سرمندہ تھا۔اسی کمزوری کا وہ فائدہ اٹھا رہی تھی۔اور وہ بھی خوشی خوشی اٹھانے دے رہا تھا۔محبت انسان کو ایسے ہی غنی کر دیتی ہے۔۔کہ محب اپنا سب کچھ اپنے محبوب کو دان کر دیتا ہے۔حتی کہ اپنا سکون بھی۔۔علی کا سکون بھی اس کے ساتھ میں تھا۔مگر فی الحال اس نے اپنا سکون بھی اس کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گھر کی نسبت ڈیرے کی زندگی جمود کا شکار نہیں تھی یہاں کب دن ہوتا اور کب رات ہوتی۔۔وقت کا پتا ہی نہیں چلتا اس کو یہاں آئے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے اور روفی کو ان دو ہفتوں میں کوئی کام نہیں کہا

exponovels

گیا۔ یہاں پر جگہ جگہ دیواروں پر ستونوں پر حتی کہ کچن کی دیواروں پر بھی آئینے آویزاں تھے۔ روفی کو پہلے پہل تو حیرت ہوئی مگر جلد ہی اس کو ان کا مقصد سمجھ آگیا۔ اس نے ان دو ہفتوں میں دیکھا۔۔۔ یہ لوگ گروہ اور ٹولیوں کی صورت میں رہتے ہیں۔۔ جیسے ایک کمیونٹی سسٹم ہوتا ہے۔۔۔ جہاں لوگ ایک ساتھ رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔۔ اور ان کے دو گروپ تھے۔ ایک گروپ بھیک مانگتا دوسرا ڈانس کرتا۔

الماس ایک بڑی عمر کا خواجہ سرا جس کو سب گرو مانتے ہیں اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت دی گئی تھی۔۔۔ گرو میڈم باقی خواجہ سرا کی نسبت زیرک نگاہ اور تجربہ کار تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی تمام خواجہ سرا گرو میڈم کے چیلے تھے۔۔۔۔۔ وہ چاہے بھیک والے ہوں یا ڈانس والے۔۔۔ وہ جو کماتے۔۔۔ اپنی کمائی کا ایک مخصوص حصہ گرو کے ہاتھ پر لا کر رکھتے۔۔۔۔ روفی پہلے تو کافی دن اس بات کا مقصد نہیں جان سکا۔۔۔۔

ایک دن اس الجھن میں اس نے شمو سے یہ سوال کر لیا۔۔ روفی چونکہ شمو سے ہی پہلی بار ملا تھا اسی لیے وہ باقیوں کی نسبت اس سے زیادہ گھل مل گیا تھا

"تم لوگ جو کماتے ہو اس میں سے گرو کو پیسے کیوں دیتے ہو۔۔۔۔؟؟؟"

یہ ایک انویسٹمنٹ ہے پیاری۔۔۔" وہ اپنے جوتے صاف کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولا

"انویسٹمنٹ کیا مطلب۔۔۔؟؟؟میں سمجھا نہیں۔۔۔"

تو سمجھے گی بھی نہیں میری بلبل۔پہلے روز سے اس کو سب یہاں بلبل ہی بلاتے تھے۔کسی نے اس کا اصل نام پوچھا ہی نہیں تھا۔

اچھا میں سمجھاتی ہوں تجھے۔وہ جوتے رکھ کر اس کے قریب ہو کر بیٹھا

دیکھ جو پیسے ہم دیتے ہیں نا۔۔۔گرو کا فرض ہے کوئی بیمار ہو تو اس کی دوائی دارو کا خیال کرے"

اور جب ہم بوڑھی ہو جاتی ہیں۔۔۔ناچنے کے قابل نہیں رہتیں تو گرو میڈم ہی ہمارے کھانے پینے کا

"خرچہ اٹھاتی ہے اور کوئی مر جائے تو اس کی بھی آخری رسومات پر خرچہ کرتی ہے۔۔۔۔۔

"اور اگر کوئی مر جائے تو کیا اس کا جنازہ رات میں اٹھایا جاتا ہے۔۔۔؟؟؟"

روفی نے بہت عرصے پہلے کسی سے سنا تھا۔۔۔دماغ میں کب سے اٹکا ہوا سوال دہرایا۔۔۔

نہیں تجھے کس نے کہہ دیا۔۔۔؟؟؟؟ہم مسلمان ہیں۔۔۔عام لوگوں کی طرح نماز پڑھتے،روزہ "رکھتے،،،حج کرتے ہیں تو دفنانے کا طریقہ بھی مسلمانوں جیسا ہی ہو گا نا۔۔۔۔

روفی نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا

ہم بھی اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہیں۔۔۔ہمارے بھی احساس و جزبات ہوتے ہیں۔۔۔عام انسانوں کی طرح ہمیں بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔بیمار پڑتے ہیں تو علاج معالجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔بحیثیت

exponovels

انسان خواجہ سرا کا ہر وہ حق ہے جو ہر مرد و عورت کو حاصل ہوتا ہے لیکن ہمارے طبقے کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے کوئی آواز نہیں اٹھاتا۔۔۔۔۔۔"بیت المال میں ہمارا خرچ لگتا ہے مگر ملتا نہیں۔یہ کام نہ کریں تو بھوکے پر جائیں۔اور کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو۔ہمارے ماں باپ بھی نہیں جو ہمیں اس دنیا میں لا کر لاوارثوں کی طرح چھوڑ دیتے ہیں۔اور مڑ کر ایک بار بھی نہیں دیکھتے

شمو کی آواز درد سے بھر گئی۔۔۔

شمو اپنی آنکھوں سے نمی چھپانے کے لئے جلدی سے رخ موڑ گئی اور روفی اس بات کی گہرائی میں کھو گیا۔۔

"تو کیا شمو کو بھی گھر سے نکالا گیا تھا یا وہ بھی گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔۔۔؟؟؟ "

سوچ کا سرا کہیں سے کہیں نکل گیا۔۔۔ شمو دیکھنے میں بہت شوخ اور لا ابالی لگتا تھا۔اتنی گہری بات کر سکتا ہے۔۔۔۔یہ روفی نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"تمہیں ابا نیچے بلا رہے ہیں۔۔۔۔ "

علی کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی رمشا نے اطلاع پہنچائی۔۔۔وہ اسی بلاوے سے ڈرتی تھی۔۔۔۔انکار ممکن نہ تھا۔۔۔وہ چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر بے جان قدموں سے نیچے آ ئی۔۔۔۔

exponovels

"تم جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔"

رمشا کو جانے کا حکم ملا۔

"بیٹھو۔۔۔کیا سوچا ہے تم نے اپنے بارے میں۔۔۔؟؟؟ "

"کچھ بھی نہیں"

آخر ہمیں بتاتی کیوں نہیں لڑائی ہوئی کس وجہ سے تھی۔ان دوماہ میں سینکڑوں بار پوچھ چکے ہیں تم سے"

"ہم۔

"میں آپ کو نہیں بتاسکتی"

"کیوں؟؟"

"اٹس پرسنل"

واہ کیا خوب کہی۔۔بچے بڑے ہو جائیں تو ان کی ہر چیز ماں باپ سے پرسنل ہو جاتی ہے۔"راشدہ بیگم نے طنز کیا

وہ سر جھکائے ہونٹ کاٹتی رہی۔۔ان کو روفی کے بارے میں بتا دیتی تو وہ علی کو گھر میں دوبارہ کبھی داخل بھی نہ ہونے دیتیں۔

"میں تمہیں صرف دودن کا ٹائم دے رہا ہوں۔۔۔اپنے بارے میں فیصلہ کر لینا۔۔۔ "

"ابا مجھے کوئی فیصلہ نہیں کرنا۔۔۔ "

"تو ساری زندگی ایسے ہی بیٹھنا ہے۔۔۔۔ "

"ابا۔۔۔۔پلیز میں"

صدیق صاحب نے اس کی بات کاٹ دی

پہلے میری بات پوری ہونے دو۔۔۔ بوجھ نہیں ہو تم مجھ پر۔۔۔نہ کبھی تھی اور نہ کبھی ہو گی۔۔۔وہ روز ہماری چوکھٹ پر سوالی بن کر آتا ہے۔۔۔لوگ دیکھتے ہیں۔۔۔ گلی محلے والے کیا سوچتے ہیں مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں۔۔ مگر مجھے اچھا نہیں لگتا اس طرح اس کو بے عزت کرنا۔۔۔ داماد ہے وہ ہمارا۔۔۔۔ عزت ہے ہماری۔۔۔اس کے ساتھ رہنا ہے تو عزت کے ساتھ ہی رہو یا پھر

وہ رکے ماہین نے چونک کر ان کو دیکھا

عزت کے ساتھ علیحدہ ہو جاؤ۔۔۔انہوں نے یہ بات کس دل سے کی تھی وہی جانتے تھے۔۔ ہر باپ" اپنی بیٹی کا گھر آباد دیکھنا چاہتا ہے

"وہ طلاق نہیں دینا چاہتا۔۔۔۔ تم خلع لینا چاہتی ہو تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔۔

exponovels

اتنا تو وہ بھی جانتے تھے کہ وہ زبردستی ماہین سے کوئی بات نہیں منوا سکتے وہ ایک بار جو فیصلہ کر لیتی پھر اس سے کبھی پیچھے نہیں ہوتی تھی اور اس بات کا عملی ثبوت وہ اسکا علی سے شادی کے فیصلے سے ہی دیکھ چکے تھے اور اب دو ماہ سے وہ ان کے گھر کے چکر لگا رہا تھا مگر ماہین کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا

پہلے تو وہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر چپ تھے۔ مگر کب تک آخر

اس سب صورتحال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے معاملہ حل کرنے کا سوچا۔۔ بہر حال ان کی خوشی ماہین کی خوشی میں ہی تھی۔ اور وہ جانتے تھے اس کی خوشی علی میں ہے۔۔ ماہین سے کوئی فیصلہ کروانے کے لیے انکو طلاق کی دھمکی دینی پڑی تھی۔۔ وہ جانتے تھے ماہین پر صرف یہ بات ہی اثر کرنی تھی۔۔ وہ بھی اس کے باپ تھے۔۔ ایسا ہے تو ایسا ہی صحیح

صدیق صاحب نے جس دن ماہین سے فیصلہ کرنے کی بات کی تھی یہ عین وہی دن تھا جس دن روفی کا کام پر پہلا دن تھا

طلاق اور خلع کی بات پر ماہین کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔۔۔۔۔ وہ ان کو کیسے بتاتی۔۔۔ شادی میں خلع ہو جاتی ہے۔۔ محبت میں خلع نہیں ہوتی۔۔ شاید محبت میں بھی خلع لی جا سکتی ہے مگر عشق میں خلع نہیں لی جا سکتی۔

exponovels

اور وہ اس کا عشق تھا۔۔۔ہاں وہ اس سے ناراض تھی مگر اس کے نام سے اپنا نام علیحدہ کرنے کا کبھی مر کر بھی نہ سوچا تھا۔

اس نے فیصلہ کرنے میں دو دن نہیں لئے تھے بلکہ ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر صدیق صاحب نے اس پر جلدی کا کوئی پریشر نہیں ڈالا تھا تھا وہ جانتے تھے وہ بہت مشکل وقت سے گزر رہی ہے اس کے لیے نہ تو علی کو معاف کرنا آسان تھا نہ ہی اس سے دور جانا

ماہی کے لیے یہ راتیں بھی آنکھوں میں ہی کٹ گئی تھیں۔۔۔

آٹھویں دن ناشتے کی ٹرے لے کر اس کے کمرے میں راشدہ بیگم آج خود آئی تھی۔۔۔وہ بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔انہوں نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور دھیرے دھیرے اس کا سر سہلانے لگی۔۔

کیا حال بنالیا ہے تم نے اس کے ہجر میں۔۔۔؟؟؟ "

"جب رہ نہیں سکتی تو اس کے پاس کیوں نہیں چلی جاتی۔۔۔؟؟؟

ماہین کی آنکھوں سے ایک قطرہ اس کی کنپٹی سے ہوتا بالوں میں جذب ہوا۔

معاف کردو اس کو۔۔۔شوہر ہاتھ اٹھالیتے ہیں۔۔۔کوئی بڑی بات نہیں ہے اتنی سزا کافی ہے۔۔۔ "

روز آس لے کر آتا ہے اور خالی دامن ہی لوٹ جاتا ہے۔۔۔۔

محبت اعلی ظرفی سے ہوتی ہے۔۔۔۔وہ جھک رہا ہے تو تم بھی جھک جاؤ۔۔اکڑ جاؤ گی تو ٹوٹ جاؤ گی۔۔۔۔"

ماہی نے انکھیں کھولیں۔۔۔۔حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"آپ تو اس سے میری شادی کے حق میں نہیں تھی۔۔۔۔اس کو کبھی داماد قبول نہیں کیا تھا۔۔۔"

جب بیٹی اس کے سپرد کر دی تو قبول ہو گیا۔۔۔اگر قبول نہ کیا ہوتا تو بیٹی بھی اس کے سپرد نہ کرتی۔۔۔"

دیکھو بیٹا ہم تمہیں کہتے نہیں مگر وہ پہلے ہی غصے میں تھا۔۔تم اسکو چڑھاتی رہی اور وہ چڑھتا گیا اور دیکھو بات کہاں پہنچ گئ

اگر غلطی اس کی ہے تو تمہاری بھی ہے

شوہر کو غصہ آتا ہے تو بیوی کو چپ کر جانا چاہیے اور جب بیوی کو غصہ آرہا ہو تو شوہر کو تھوڑی دیر کے لیے چپ کر جانا چاہیے۔۔

میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہے غصہ اترنے کے تھوڑی دیر بعد ہی خود کو غلطی اور شرمندگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔

وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا

exponovels

وہ اٹھ کر ان کے گلے لگ گئی۔۔۔اسی اثناء میں اس کا فون بجنے لگا۔۔۔اس نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔۔۔
انہوں نے سر اثبات میں ہلایا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔فیصلہ ہو گیا
تھا۔۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون ریسیو کیا۔۔۔۔

"علی۔۔۔"

اس کی آواز سن کر وہ بھی کانپ گیا تھا۔۔۔

آج اس کو کام پر جانا تھا۔۔کام مطلب ڈانس پر۔۔۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
اس کا یہ پہلا دن تھا۔پنکی نے اس کو خالص لیڈیز کلر کے کپڑے دیئے۔۔اس نے حیرت سے کپڑوں کی
طرف دیکھا۔۔۔یہ عام طور پر پہننے والی عورتوں کے جیسے کپڑے نہیں تھے۔۔۔کپڑوں کی رنگت اور
چمک ان کے پہننے والوں کے بارے میں دور سے ہی بتا دیتی تھی کہ

وہ کون ہے۔۔۔؟؟؟"

کہاں سے آیا ہے۔۔۔؟؟؟

"اور کیا کام کرنے آیا ہے۔۔۔؟؟؟

اس نے بہت تکلیف سے وہ کپڑے پہنے۔

exponovels

"چلجلدی بیٹھ کرسی پر۔۔۔ جانے کا وقت ہو رہا ہے۔ "

پنکی جسے اس کے میک اپ سکلز کی وجہ سے ہی یہ نام دیا گیا تھا۔ ایک طرح سے وہ یہاں کا آرٹسٹ ہی سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس کو اپنے نام اور کام دونوں سے بہت محبت تھی۔۔۔ اس نے روفی کے چہرے پر غازہ ملنا شروع کیا۔۔۔

ابھی وہ ماتھے سے آنکھوں تک آیا تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

۔ یہ کیا کر رہی ہے تو۔۔۔۔؟؟؟؟ سارا میک اپ خراب ہو رہا ہے۔۔۔۔ "

یہ کوئی برانڈڈ میک اپ نہیں ہے۔۔۔۔۔ جس پر بڑا بڑا لکھا ہوتا ہے کہ پانی سے خراب نہیں ہو گا۔۔۔۔

"یہ 130 روپے والی ڈبی کا میک اپ ہے۔۔۔۔۔۔

اف کہاں پھنس گئی میں۔۔۔ اس نے اپنے مخصوص انداز میں زور سے تالی ماری۔

دو سو روپے دیتی ہے مجھے میڈم اور اس میں ہی سارا میک اپ کا سامان لانا ہوتا ہے۔۔۔۔ مجھ غریب کا تو "

"کسی کو احساس ہی نہیں۔۔۔۔۔

وہ اپنا ہی رونا رونے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ بین شروع کرتا روفی نے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

کر لو میک اپ" وہ اپنی باریک سی آواز میں منمنایا"

"خبردار جو اب روئی۔۔۔۔ پھر خود ہی کر لینا میک اپ۔۔۔ "

exponovels

یہ کہتے ہوئے وہ دوبارہ میک اپ کرنے لگی۔

پنکی نے اس کے پیروں پر گھنگرو باندھے۔۔۔ یہ اس کے لئے پہلا تجربہ تھا۔ بھاری بھر کم گھنگرو۔۔۔۔ جو تقریباً چار پانچ کلو سے کم وزن کے نہ تھے۔۔۔۔ میک اپ سے فارغ ہو کر وہ 9 افراد سب ایک ہی رکشے میں بیٹھے۔

اسے ڈانس نہیں آتا تھا۔۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے ان جیسے ہی سٹیپس دہرانے کی کوشش کرنے لگا۔

"معزز لوگوں کی شادیوں میں ہم جیسے غیر معزز لوگوں کی وجہ سے ہی رونق ہوتی ہے۔۔۔۔ "

وہ لاشعوری طور پر باقی ساتھیوں سے دور ہٹنے لگا۔۔ سب اپنے کام اتنے مگن تھے کہ کسی نے اس کی غیر موجودگی پر غور نہ کیا۔۔۔۔۔ وہ ایک سائیڈ پر ہٹ کر کھڑا ہوا۔ اور ان کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

مردوں کی نظریں اس کے ساتھیوں کے جسموں کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔ کوئی ان کو چھونے کی کوششوں میں مصروف،،،، تو کوئی وقتاً فوقتاً ان پر نوٹ وار رہا تھا،،،

شمو اور پنکی جلدی جلدی ان کے پیروں سے لپٹتے نوٹ اٹھا لیتی۔۔۔۔ ان کی یہی ڈیوٹی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں گرم سیال مادہ پھر سے اکٹھا ہونے لگا۔۔۔۔

رات چار بجے ان کا کام ختم ہوا۔۔۔۔ جاتے ہوئے روفی کسی کی گود میں بیٹھا تھا جبکہ واپسی پر اس کی گود میں ایک اور خواجہ سرا بیٹھا۔

اس کے سارے ساتھی گھر آتے ہی پیسوں کا بٹوارہ کرنے لگے۔۔۔ایک مخصوص حصہ میڈم کے ہاتھ پر رکھا باقی آپس میں تقسیم کیا روفی کو بھی برابر کا حصہ دیا۔۔ جس سے اس کو کوئی غرض نہین تھی۔باقی ساتھی سونے کے لیے لیٹ گئے۔جبکہ وہ ڈائری لے کر بیٹھ گیا۔

"ماں تیرا چاند،،،، تیرا بیٹا آج جو کر کے آیا ہے اگر تجھے پتا چل جائے تو۔۔۔۔تو جیتے جی مر جائے۔۔۔"

آنسو ڈائری کے صفحات کو بھگونے لگے.

اماں میں مرتا کیوں نہیں۔۔۔۔؟؟؟اتنی تکلیف تو علی بھائی کی بیلٹ سے لگنے والی ضربوں سے نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ جتنی آج محسوس ہو رہی ہے۔۔۔اتنی ذلت تو تب بھی محسوس نہیں ہوئی۔۔۔۔جب گلی کے لڑکے مجھے عجیب نظروں سے دیکھتے تھے مگر آج جو نظریں دیکھی ہیں وہ تو جسم پر گڑی ہوئی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔اماں تو تو کہتی تھی خدا نے کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی۔۔۔۔میں تو اپنی زندگی کا مقصد ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں آ گیا ہوں۔۔۔اس مقام پر۔۔۔۔۔

میں غلط تھا میری زندگی کا یہ مقصد نہیں تھا۔۔۔۔اگر یہ مقصد ہوتا تو میں پر سکون ہو جاتا۔۔ مگر میں اب بھی پر سکون نہیں ہوں۔

"اماں میں کہاں جاؤں۔۔۔۔۔؟؟؟"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ اپنی مرضی سے گھر آگئی تھی۔۔۔ اس نے یہ فیصلہ بھی ماں باپ کے دباؤ میں آئے بغیر کیا تھا۔۔۔وہ اپنے فیصلے خود ہی کرتی تھی۔۔۔جیسے علی کو اپنا ہم سفر چننے کا فیصلہ اس نے خود کیا تھا۔۔۔

اس کے والد نے اس کو وداع کرتے ہوئے اتنا ضرور کہا تھا

مجھے نہیں معلوم۔۔۔ تم دونوں کا جھگڑا کس بات پر ہوا کہ بات اس انتہا پر پہنچ گئی مگر میں تم دونوں کو" صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔۔۔پہلے تم دو تھے تمہارا کوئی بھی جذباتی فیصلہ ،،غصے میں اٹھایا ہوا کوئی بھی قدم صرف تم دونوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتا تھا مگر اب تم دو نہیں رہے۔۔۔ خدا نے تم لوگوں کو اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔۔۔تم دونوں کی کوئی بھی بے وقوفی اب اس ننھی جان پر بھی اثر انداز ہوگی۔۔۔ آئندہ کوئی بھی حرکت کرنے سے پہلے ایک بار اس کے بارے میں ضرور سوچ لینا۔۔۔جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں۔۔۔"

ماہین نے سر ہلایا۔

exponovels

جی انکل" علی ان سے مل کر اس کا سامان اٹھا کر گاڑی میں آ بیٹھا۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ "
پر بیٹھ گئی۔۔۔ سارا راستہ وہ باہر دیکھتی رہی اور اس نے اپنی نگاہیں سٹیرنگ تک محدود رکھیں۔۔۔۔۔۔
دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔۔۔۔ بات کی ابتدا دونوں نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔
اور پھر یہ خاموشی صرف گاڑی تک محدود نہیں رہی تھی۔ ان کے ساتھ چل کر ان کے گھر تک حتیٰ کہ
ان کے کمرے تک آئی تھی۔۔۔۔۔

ماہین علی کی امی سے ملنے ان کے کمرے میں گئی۔۔۔۔

ماہی ان سے معافی مانگنا چاہتی تھی جو سب وہ ان کو بول کر گئی تھی۔۔ تب غصہ نے اس کی عقل پر
پردے ڈال دیئے تھے۔ مگر اب ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ انہوں نے اسے گلے لگایا،، پیار کیا،،،
کیسی عورت تھیں۔ کتنی باتیں سنا کر گئی تھی وہ مگر وہ اس کو پیار کر رہیں تھیں
ان کو دیکھ کر اسے صحیح معنوں میں شاک لگا۔۔۔
وہ تین ماہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی تھیں۔۔۔ بلکہ ایک چلتی پھرتی زندہ لاش کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کمرے میں بالکل خاموشی تھی۔۔۔ آہٹ نہ کوئی گفتگو۔۔۔ نہ سوال۔۔۔ نہ کوئی جواب
۔۔۔۔ دونوں اپنی اپنی جگہ۔۔۔۔ اپنے خیالوں میں گم۔۔۔۔

exponovels

بات،،،، الفاظ،،،، گلے،،، شکوے،،، سب کھو گئے تھے کہیں۔۔۔۔بس ایک خاموشی رائج تھی دونوں کے درمیان۔۔۔۔۔۔

اس کو گھر ائے آٹھ دن ہو گئے تھے

وہ صبح 7 بجے اٹھتا۔۔۔۔۔اور بارہ بجے واپس آتا۔۔۔۔۔وہ اس کے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھ دیتی۔۔۔۔وہ آفس کے لیے تیار ہوتا۔۔۔ناشتے کرتے ہی وہ اسے ملے بغیر آفس کے لیے نکل جاتا۔۔۔۔ماہین کو اس کے چہرے پر کچھ تھکن نظر آتی مگر وہ خود الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔سوال نہیں کر پاتی۔۔۔۔رات کو وہ آفس سے آتا ماں کے کمرے کے دروازے پر کچھ دیر کھڑا ہوتا۔۔۔۔۔بنا آہٹ پیدا کئے۔۔۔ان کو قرآن پاک پڑھتے دیکھتا۔۔۔کبھی وہ لیٹی ہوتیں۔۔۔ان کو دیکھ کر واپس آجاتا۔۔۔۔جانے کیوں اندر نہیں جاتا تھا،،، نہ وہ اپنے کمرے سے باہر آتی تھیں،،،،ماہین ان کے آرام کا خیال کر کے ان کو کمرے میں ہی کھانا دے آتی تھی،،، کبھی ان کے پاس بیٹھ جاتی مگر وہ کوئی بات نہیں کرتیں،،،،، خاموشی جب حد سے زیادہ ستانے لگتی تو وہ اٹھ کر باہر آجاتی۔۔۔

روفی بھی گھر میں کہیں نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔ماہی رات کو کھانا بنا کر کمرے میں آجاتی۔۔۔

وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی، وہ جانتا تھا۔۔۔۔مگر نظریں ملانے کا یارا اس میں بھی نہیں تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

اس کو ڈانس پر جاتے پندرہ دن ہو گئے تھے۔ وہ ہر دن اسی کرب سے گزر رہا تھا۔۔۔ ایک رات وہ ڈانس سے واپس آکر سب کے سو جانے کے بعد اپنی پنڈلیوں پر گھونگرو کی وجہ سے بننے والے زخموں کو دیکھ رہا تھا۔۔ زخموں میں بہت تکلیف تھی جو اس کو سونے نہیں دیتی تھی مگر جو تکلیف اس کی روح پر تھی وہ اس سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔۔۔

ٹیپو پتا نہیں کب اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔۔۔۔ اس نے جلدی سے کپڑا نیچے کیا۔۔۔

"میں دیکھ چکا ہوں۔ "

ڈیرے پر ایک وہی واحد انسان تھا جو اپنے لئے مذکر کا صیغہ استعمال کرتا تھا۔۔۔ وہ یہاں رہنے والوں سے الگ تھلگ تھا۔۔۔

اتنا کہتے ہوئے وہ واپس مڑ گیا۔۔۔

روفی نے درد بھری نگاہوں سے اسے واپس جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اس کو لگا تھا وہ اس کی مدد کرے گا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈبی تھی۔

"یہ لگا لو۔۔۔ "

روفی نے تشکر بھری نگاہوں سے اس ڈبی کو تھام لیا۔۔ وہ بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔ یہ مرہم کسی حکیم کی تیار کردی تھی یا شاید خود بنائی گئی تھی۔ اس میں سے بہت بری بدبو آرہی تھی

exponovels

روفی نے مرہم اپنے زخموں پر لگائی۔۔۔اس کے منہ سے "سی" کی آواز نکلی۔۔۔پندرہ دن میں بھی اس کے پیر گھونگھروں کے عادی نہیں ہوئے تھے۔

ٹیپو نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔وہ یہاں پر رہنے والے تمام خواجہ سراؤں کی طرح گلیوں میں نہیں پلا تھا۔۔۔وہ ماں کی گود میں پلا ہوا بچہ تھا۔۔۔وہ ان سختیوں کا عادی نہیں تھا۔۔۔وہ زخمی پنڈلیوں پر بھی گھونگھرو باندھ کر بنا کسی کو بتائے ان کے ساتھ چل پڑتا۔۔۔وہ اس کا صبر دیکھ کر حیران ہو گیا۔۔۔یقیناوہ اپنی زندگی میں اس سے بھی زیادہ اذیتیں سہہ چکا تھا۔۔جو اب سب کچھ چپ چاپ برداشت کئے جارہا تھاٹیپو نے کچھ فیصلہ کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ رات کا کھانا کھا کر کچھ دیر ٹی وی لاونج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے ہوئے چائے پینے کا عادی تھا۔۔۔پھر اٹھ کر کمرے میں آجاتا مگر آٹھ دن سے اس نے چائے کا نہیں کہا تھا۔۔۔وہ کھانا ٹیبل پر لگا کر خود کمرے میں آجاتی۔وہ کھانا کھا کر کمرے میں آتا تو ماہین کچن سمیٹنے کے بہانے کمرے سے نکل جاتی۔۔۔ پھر چائے بنا کر چپ چاپ اس کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دبے پاوں پھر نکل جاتی۔۔۔کچن کے کام نمٹا کر وہ بلا مقصد ٹی وی کے آگے بیٹھی ہوتی جب تک اسے یقین نہ ہو جاتا کہ وہ سو گیا ہے۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

پھر بیڈ کی دوسری سائیڈ پر چپکے سے لیٹ جاتی۔۔۔ علی کی توقع کے عین مطابق یہ سب اتفاق نہیں تھا بلکہ بلی چوہے کا کھیل پہلے دن سے چل رہا تھا۔۔۔۔ جب سے وہ واپس گھر آئی تھی

آج بھی جب وہ بہت سارا وقت ضائع کر کے کمرے میں آئی تو گیارہ بج رہے تھے۔۔۔۔ وہ نو بجے کا کمرے میں بند تھا۔۔۔ اس کے مطابق اس کو اب تک سو جانا چاہیے تھا۔۔۔ مگر وہ کراون سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے اسی کا منتظر تھا۔۔۔ ماہین نے تکیہ سیدھا کیا۔۔۔ اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔۔۔۔

"ماہی یہاں آؤ۔۔۔ "

وہ بازو کھول کر اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ ماہین اس کے پہلو میں جا بیٹھی۔

"کس سے چھپ رہی ہو اور کب تک۔۔۔۔؟؟؟ "

ماہین نے جواب دینے کی بجائے سر جھکا کر اپنے آنسو پینے کی کوشش کی۔۔

"کیوں رو رہی ہو۔۔۔؟؟؟ "

"پتا نہیں۔۔۔ "

"تمہیں نہیں پتا تو کسے پتا ہو گا۔۔۔۔؟؟؟ "

اس نے ٹیک چھوڑی اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔

exponovels

"آئی ایم سوری۔۔۔۔ آئی ایم رئیلی سوری۔۔۔۔ میں یہ سب نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔"

وہ سر جھکائے اس کی معذرت سن رہی تھی۔۔۔ مگر جانے وہ کس کس بات کی معذرت کر رہا تھا۔ کتنی عجیب بات تھی وہ اس سے معذرت کرنا چاہتی تھی مگر کر نہیں سکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماہین ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔

ایسے مت رو پلیز۔۔۔۔۔۔مجھے تمہارے رونے سے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔ تمہیں کچھ ہو گیا یا اس بچے پر کوئی اثر پڑا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔۔۔۔ میں پہلے ہی بہت تکلیف میں ہوں۔۔ مجھے "مزید تکلیف نہیں دو۔۔۔۔۔

"کس تکلیف میں ہے علی۔۔۔۔؟؟؟"

ماہین نے سوچا۔۔۔۔۔

میں تمہیں روفی کے بارے میں بتانا چاہتا تھا مگر مجھے خوف تھا میں تمہیں کھو دونگا۔۔۔۔۔ تم یہ حقیقت " "قبول نہیں کرو گی۔۔۔۔ مجھے اندازہ ہے تم یہ بات چھپانے کے لئے ناراض ہو۔۔۔۔۔

نہیں میں اس لیے ناراض نہیں تھی۔۔۔۔ ہاں میں نے ری ایکٹ اسی بات پر کیا تھا ۔۔۔۔۔ تم مجھے بتا " دیتے میں تمہیں کبھی نہیں ٹھکراتی۔۔۔۔۔ تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔۔ کیوں نہیں بتایا۔۔ تم نے "میری محبت میں کہیں کمی دیکھی۔۔؟؟؟

علی نے نفی میں سر ہلائا

"تو پھر ناراض کیوں تھی۔۔۔؟؟؟"

"تم نے کہا تم مجھے طلاق۔۔۔۔"

وہ پھر سے رونے لگی۔۔۔ علی نے اس کو گلے لگا لیا۔۔۔وہ اسے نرمی سے سہلا رہا تھا۔۔۔اس کی ہچکیاں تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔۔۔کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا۔

"عبدالرؤف کہاں ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ "

اس کی ماں کے بعد آج پہلی بار کسی نے اسے عبدالرؤف کہا تھا۔۔۔وہ خود بھی اسے روفی کہنے کا عادی تھا۔۔۔

علی کی نظروں میں اس لمحے کیا کچھ نہ ابھرہ تھا۔۔۔

حیرت،،افسوس،،،گلہ،،،ندامت،،،،استفسار،،،،

"بتاؤ علی۔۔۔؟؟؟ "

وہ یہ گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔۔۔جس دن تمہارے ماں بننے کی خبر ملی۔۔۔۔میں بہت تکلیف میں " تھا۔۔۔تم مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔میری اس سے کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔۔۔وہ "ہماری زندگی آسان کرنے کے لیے اپنی زندگی کسی امتحان میں ڈال گیا۔۔۔

exponovels

وہ چاہ کر بھی نہیں بتا پایا۔۔۔اس نے اسے کتنی بے دردی سے پیٹا۔۔۔اس کو اپنی بیلٹ سے ضربیں لگائیں

دونوں کے درمیان کچھ دیر خاموشی رہی۔۔۔پھر ماہین کی ہچکیاں سسکیوں میں بدل گئی تھیں۔۔۔۔

"تمہیں کس نے بتایا تھا اس کے بارے میں۔۔۔۔؟؟؟ "

وہ بہت سادہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

روفی کی خاموشی،،،اس کی آواز سے کچھ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔۔۔۔اس روز امی سوئی تھیں۔اور " تم کپڑے لینے گئے تھے جب۔۔تو ساتھ والی خالہ آئیں تھیں۔۔میں نے ان سے پوچھ لیا۔۔۔انہوں نے بچپن سے اب تک کی ہر بات بتائی اور اسی روز ہمارا جھگڑا ہوا۔۔۔۔

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔میرے تجسس نے سب برباد کر دیا۔۔۔مجھے تمہیں،امی " "کو،،،،اور اس کو بھی،،،

وہ اضطراب سے انگلیاں موڑ رہی تھی۔۔۔

زندگی کی کچھ باتیں گمنام ہی رہنی چاہیے۔۔۔زندگی ایک بار ملتی ہے میں نے اسے بھی نفرت کی نذر کر دیا۔۔۔جب اللہ نے کسی کا عیب ظاہر نہیں کیا تو میں کون تھی کریدنے والی۔۔۔۔؟؟؟

وہ بھی وہ عیب جس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا

exponovels

وہ بڑے سادہ سے لہجے میں بول رہی تھی۔

ساری زندگی کی دانائی کی بات ہے۔۔۔کوئی بھی چیز چھپی ہو اس کے انکشاف کی کوشش نہ کرو۔۔۔۔

اس کو کھنگالو مت۔۔۔۔۔ورنہ جو تباہی آپ کی منتظر ہے آپ اس سے بچ نہیں پاوگے

علی محبت میں تو قربانی دی جاتی ہے۔۔۔بڑی سے بڑی۔۔۔۔میں نے اپنی محبت کو قربان کر دیا اپنے "

"ہی ہاتھوں سے۔۔۔۔

کسی اور کے بارے میں وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا مگر اس لڑکی کو وہ جتنا باہر سے جانتا تھا اتنا اندر سے بھی جانتا تھا۔۔۔وہ کب کونسی بات دل سے کہتی۔۔۔۔کونسی زبان سے۔۔۔۔وہ جانتا تھا۔۔۔۔اس کے دو چہرے نہیں تھے۔۔۔

غصہ وقتی ہوتا ہے آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔۔۔۔سدا نہیں ٹھہرتا۔۔۔انسان کو خود پر قابو پانے کا ہنر آنا چاہیے۔۔۔شدید ردعمل میں اختیار کے مقامات کو رد کر جاتا ہے۔۔۔۔

اسے ڈھونڈ کر لاؤ علی۔۔۔۔میں مر جاؤں گی۔یہ گناہ اور اس کا احساس مجھے مار ڈالے گا۔۔۔"اس" کے رونے میں شدت آگئی تھی۔

"میری زندگی چاہتے ہو تو اسے واپس لے کر آؤ۔۔۔"

exponovels

علی نے حیرت سے اپنی بیوی کو دیکھا وہ اس کے سینے سے لگی اس کے چھوٹے بھائی کے لئے تڑپ رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔۔ اور اس کی وجہ سے وہ بھی در بدر ہو گیا تھا۔۔۔۔پتا نہیں کس حال میں ہو گا۔۔؟؟؟ سڑکوں پر در بدر ہوتا ہو گا۔۔۔۔لوگوں کی ٹھوکریں کھاتا ہو گا۔۔۔۔۔پتا نہیں زندہ بھی ہو گا یا نہیں۔۔۔۔۔؟؟؟

در حقیقت ماہین اس کے لیئے نہیں تڑپ رہی تھی۔۔۔۔وہ اپنی اولاد کے لئے تڑپ رہی تھی۔۔۔۔وہ اس ماں کے لئے تڑپ رہی تھی جو زندہ لاش بن کر کمرے تک محدود ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ٹیپو نے اس کی ڈیوٹی گرو میڈم سے کہہ کر گھر کے کاموں اور دیکھ بھال پر لگوا دی تھی۔۔۔

سمیری ایک بڑی عمر کا خواجہ سرا تھا۔۔اس کی عمر 45 سال کے لگ بھگ تھی۔میڈم نے اس کو گھر کے کام پر معمور کیا ہوا تھا۔۔۔اس کے ساتھ کسی ایک اور خواجہ سرا کو بھی کام کرنا ہوتا تھا۔۔وہ کام کرنے کے معاملے میں چور تھا۔۔۔اس کے ساتھ ڈیوٹی کرنے والے کی شامت آ جاتی تھی۔۔۔وہ ہر کام دوسرے سے کرواتا۔۔کوئی بھی اس کے ساتھ کام کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔۔۔۔روز روز کی شکایات سے تنگ آکر گرو نے باقی تمام افراد میں سے ایک، ایک خواجہ سرا کو سمیری کے ساتھ کام کرنے کی ہفتے، ہفتے کی ڈیوٹی دے دی گئی۔۔۔۔

exponovels

روفی نے اس کے ساتھ کام کرنا شروع کیا تو بغیر کوئی شکایت کیے وہ ہر کام کا ذمہ خود پر لیتا گیا۔۔۔وہ گھر میں بھی ماں کا ہاتھ بٹا دیتا تھا۔۔۔ یہاں پر بھی صفائی ستھرائی،،، کپڑے دھونے ہوں یا استری کرنے ہوں۔۔ حتیٰ کہ بستر بچھانے کا ذمہ بھی خود پر لے لیا۔۔۔۔۔۔ ہر کام بنا جو چرا کئے اکر دیتا۔۔۔۔۔۔ سمیری بہت خوش تھا۔۔۔اس کو صرف ہانڈی بنانی ہوتی کیونکہ روفی اس کام میں ماہر نہ تھا۔

وہ سب کے بستر بچھا کر اپنے بستر پر آیا۔۔اس کی نظر آسمان پر تھی جہاں پر ننھے ستارے ٹمٹماتے نظر آ رہے تھے اس کو ہمیشہ چاند سے زیادہ یہ چھوٹے چھوٹے ننھے ستارے خوبصورت لگتے تھے وہ ان کو دیکھتے ہوئے خیالوں میں اپنی ماں سے باتیں کرنے لگا

اماں میں آج بہت تھک گیا ہوں۔۔۔میری کمر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔۔۔۔کل بخار تھا جس " کی وجہ سے کپڑے نہیں دھو سکا۔۔۔۔۔ آج مشین بھی لگائی اور استری بھی کی۔۔ کل کا کام بھی تھا۔۔۔۔اور گھر کی صفائی،،، برتن بھی۔۔۔۔

"مجھے تم بہت یاد آ رہی ہو۔۔۔۔۔ کیا تمہیں میں یاد آتا ہو گا۔۔۔۔۔؟؟؟؟

"پتا نہیں بھابی گھر واپس آئیں ہو گی بھی یا نہیں۔۔۔۔؟؟؟ پتا نہیں بھائی کیسے ہو گے۔۔۔۔؟؟؟

اس نے آنکھیں بند کی اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

ماہین کو گھر آئے ڈیرھ ماہ ہو گیا تھا اور علی کو روفی کو ڈھونڈتے تین ماہ ہو گئے تھے۔۔۔ مطلب 90 دن ۔۔ اور 90 دنوں کی 90 راتیں بھی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ علی ہر رات کو تھکا ہارا گھر لوٹتا۔۔۔۔

"روفی کا کچھ پتہ چلا۔۔۔۔؟؟؟"

یہ سوال اس کی ماں نہیں ماہی کی طرف سے ہوتا تھا

اس کے پاس جواب میں صرف خاموشی ہوتی تھی۔۔۔ اس بات سے انجان کہ جب سے اس کی ڈیوٹی گھر کے کام کاج پر لگی تھی وہ ڈیرھ ماہ سے گھر سے ہی نکلا نہیں تھا۔ وہ ایک ایک سڑک پر اس کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔۔۔۔ اور کہاں ڈھونڈتا اس کو۔۔۔۔؟؟؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جب سے اس کی ڈانس کی ڈیوٹی بدلی تھی۔۔۔ وہ نماز باوقت پڑھنے لگا تھا۔۔۔ پہلے رات کی ڈیوٹی ہوتی تو ساری رات جاگنے کی وجہ سے دن میں وہ سب سو رہے ہوتے تھے۔۔۔ کسی وقت آنکھ کھلتی تو اٹھ کر نماز پڑھتا۔۔۔ پھر نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو دوبارہ سو جاتا۔۔۔۔

ڈیرے پر صرف دو بڑے کمرے تھے۔۔۔ ہر کمرے میں نو چارپائیاں ہوتی تھیں۔۔۔ ایک کمرے میں بھکاری گروپ سوتا تھا اور دوسرے میں ڈانس گروپ۔۔۔ ان کی بھی مہینے بعد ڈیوٹی بدلتی رہتی تھی۔۔۔ جو لوگ رات کو کام کر کے آتے وہ سارا دن سوئے رہتے۔۔ ان کے کمرے میں روشنی چلانے

exponovels

کی اجازت نہ ہوتی۔۔۔ دوسرا گروپ دن میں کام پر نکل جاتا اور رات کو سو جاتا۔۔۔ روفی نے جب سے گھر کی ذمہ داری اپنے سر پر لی تھی وہ دن کو کام کرنے والوں مطلب بھکاری گروپ کے ساتھ سوتا۔۔۔۔

وہ سب کے بستر بچھا کر جگہ خالی ہو جاتی تو ڈائری الماری میں چھپا دیتا۔۔۔ صبح سب کے اٹھنے سے پہلے زمین پر ڈائری رکھتا اور اوپر اپنا بستر رکھ دیتا اور صبح بعد میں سب سے رکھتا۔۔۔

وہ گھر سے خالی ہاتھ آیا تھا اس کے پاس یہام کوئی ڈائری نہیں تھی مگر اس کو کچن کے ایک خانے میں سے کاپی اور پنسل مل گئی۔ جسے وہ اب ڈائری کے طور پر استعمال کرتا تھا

ایک دن اس نے اپنا بستر اٹھایا تو اس کو ڈائری کہیں نہیں ملی۔۔۔

پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔۔۔؟؟؟"میں نے یہیں پر رکھی تھی۔ وہ منہ میں بڑبڑا رہا تھا "

"یہ ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔؟؟؟ "

پیچھے مڑ کر دیکھا تو ٹیپو اپنے ہاتھ میں ڈائری لے کر کھڑا تھا۔ روفی کا رنگ یکدم زرد ہوا

تم یقینا کسی کے پڑھ لینے کے خوف سے اس کو یہاں چھپا کر رکھتے تھے مگر ان میں سے کسی کو پڑھنا نہیں آتا۔۔۔ یہ لو۔۔۔"روفی جامد تھا ٹیپو نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس میں ڈائری تھما دی۔

"تم چاہو تو دن میں بھی لکھ سکتے ہو۔۔۔ یہاں کوئی کسی کے کام میں دخل اندازی نہیں کرتا۔۔۔

"ویسے کیا لکھتے ہو۔۔۔؟؟؟؟ "

"ایسے ہی بس۔۔۔ادھر اُدھر کی باتیں،،،کچھ یادیں۔۔۔کچھ واقعات "

مگر یہ سب لکھ کر کیا کرو گے۔۔۔؟؟؟"

جی؟روفی نے نہ سمجھے سے پوچھا

"مطلب انجام کیا ہو گا۔۔؟؟؟

روفی چپ رہا۔۔اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔

ہوں"اس نے سر ہلایا۔۔وہ جانے لگا۔۔۔پھر پلٹا۔ "

ویسے جو سب تم نے لکھا اس کا معاشرے پر کوئی اثر نہیں۔۔۔۔"رفی نے حیرت سے اس کو دیکھا"

میں پڑھا لکھا ہوں۔۔

وہ اس کی حیرت بھانپتے ہوئے بولا

اس پر روفی سن رہ گیا اور وہ اسے ایسے ہی سکتے کے عالم میں چھوڑ کر چلا گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو گھرے اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔۔۔

exponovels

اس نے احتیاط سے قدم آگے بڑھائے اور لیمپ روشن کر کے علی کو دیکھا۔۔۔۔جو جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹا تھا یا شاید سو چکا تھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر اس کے جوتے اتارے۔۔۔۔اس نے آنکھوں سے بازو ہٹایا اور جلدی سے پاؤں پیچھے کھینچے۔۔۔۔

"نہیں ماہی۔۔یہ تمہارا کام نہیں ہے۔۔۔۔ "

"تم ٹھیک ہو نا۔۔۔۔؟؟؟ "

ٹھیک ہوں۔۔۔۔کچھ تھکا تھا تو آنکھ لگ گئی شاید۔۔۔میں یہ رکھ کر آتا ہوں۔۔۔۔"وہ جوتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

ماہین اسکے ساتھ والی جگہ پر ہی بیٹھ گئی۔۔۔اصل میں وہ اس سے چائے کا پوچھنے کے لئے آئی تھی۔۔۔

"چائے بنا کر لاؤں تمہارے لئے۔۔۔؟؟؟ "

"نہیں طلب نہیں ہو رہی۔۔۔"

اس نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے جواب دیا۔

"آؤ تمہارا سر دبا دوں۔۔۔۔ "

exponovels

علی نے چپ چاپ اپنا سر اس کی گود میں رکھ لیا۔۔۔وہ ہولے ہولے اس کا سر دبانے لگی۔۔۔علی کی آنکھیں بند تھیں مگر ان کے پیچھے ایک سمندر تھا جو بہنے کو تیار تھا۔۔۔۔وہ اس کی کپکپاتی پلکوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ یقیناً بہت ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔ماہین نے ہونٹ بھینچے۔کچھ پل یونہی سرکے۔۔۔۔۔

علی نے یکدم سر اس کی گود سے اٹھایا اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔۔اس کے آنسو ماہین کا گریبان بھگونے لگے تھے۔۔۔اس کو آنسوؤں کی نمی اپنے جسم پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔ماہین کے گلے میں آنسوؤں کا ایک گولا تھا۔جس سے وہ اندر دھکیل رہی تھی۔۔۔

ماہی تمہیں پتا ہے جس روز مجھے اپنے باپ بننے کا پتہ چلا تھا اور میں تم سے تمہارے کمرے میں ملنے آیا" تھا اس دن گھر واپسی پر میں نے روفی کو بہت پیٹا۔۔میں نے تمہاری باتوں کا غصہ اس پر اتار دیا۔

میں نے اس کے جسم پر اپنی بیلٹ سے کئی ضربیں لگائیں۔۔وہ آج پھٹ پڑا تھا اس سے زیادہ اپنے ضمیر پر اپنے جرم کا بوجھ نہیں برداشت کر سکتا تھا

اور اگلے روز آفس میں بیٹھ کر مجھے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تو میں نے سوچا گھر جاؤں گا اسے گلے لگاؤں گا۔۔اس سے معافی مانگوں گا لیکن وہ میرے گھر آنے سے پہلے ہی ہمیں چھوڑ کر جا چکا تھا

exponovels

جس بھائی کو میری ماں نے ہمیشہ ایک مرغی کے بچے کی طرح اپنے پروں کے پیچھے چھپا کر رکھا۔۔۔۔" ہر گرم و سرد سے۔۔۔۔۔میں نے اسی بھائی کو تپتی زمین پر لا کھڑا کیا۔۔۔۔"اس کے گال بھیگ رہے تھے

ماہی آنسو پیتی چپ چاپ اسے سنتی رہی

اسے معاشرے نے تو اس کو دھتکارا ہی تھا میں نے اسے اتنی اذیت دی کہ وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔" "میرے سکون اور میری خوشی کیلئے۔۔۔۔۔

وہ ہچکیوں میں رو رہا تھا۔۔۔۔علی آج جس حالت میں بھی تھا اس کی ذمہ دار صرف وہ تھی۔

ماہی میں نے ایک ماں سے اس کے بیٹے کو دور کر دیا۔۔۔میں اپنے باپ سے کیا ہوا وعدہ نہ نبھا سکا۔۔۔۔"

"ماہی دعا کرو مجھے مل جائے ورنہ میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔۔۔۔۔میں مر جاؤں گا۔۔۔۔۔"

وہ رو رہا تھا۔۔ماہین کا امتحان اسے روتا دیکھنا نہیں تھا۔۔۔ماہین کا امتحان اپنے آنسو ضبط کرنا تھا۔۔۔وہ اگر اس کے سامنے رونے لگ جاتی تو وہ اپنی تکلیف بھول کر اس کے لئے پریشان ہو جاتا۔۔۔۔جبکہ آج اس نے پہلی بار اپنا دل اس کے سامنے کھولا تھا۔۔۔۔

exponovels

اس کو شرمندگی کے سمندر میں غرق کرکے وہ یکدم اٹھا اور واش روم چلا گیا۔۔۔۔۔وہ پیچھے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھی رہ گئی۔جو جوے میں اپنا گھر،،مال،،رشتہ،،،ہر چیز ہارا ہوا ہو۔۔۔۔۔۔

اس کی ایک غلطی نے سب کچھ برباد کر دیا تھا۔۔۔۔۔بیسن پر جھکے کافی دیر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے سے اس کی تپتی آنکھوں کو جب ذرا تازگی کا احساس ہوا تو علی باہر آیا۔۔وہ اس سے چہرہ چھپاتے نظر آ رہا تھا۔۔۔اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا اور ایسے ہی اپنی سائیڈ پر رخ پھیر کر لیٹ گیا۔۔۔وہ جانتی تھی وہ اس کے سامنے رونے پر شرمندہ ہو گا۔۔۔اپنا ضبط کھونے پر شرمندہ ہو گا۔۔۔۔

ماہی اس پر لحاف سیٹ کرکے اس کا ماتھا چومتی کمرے سے باہر ٹی وی لاؤنج میں نکل آئی جہاں آج کی رات ماہین کی سسکیاں گونجی تھیں۔۔۔اس کو لگتا تھا اس نے بہت کچھ سہا ہے۔جس کو دیکھ کر جیتی تھی اس سے دو ماہ دور رہ کر بہت ضبط کیا ہے۔درحقیقت ضبط وہ نہیں تھا جو اس نے دو ماہ اپنے ماں باپ کے گھر رہ کر کیا تھا ۔۔اس کے ضبط کا امتحان اب شروع ہونے والا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی رو رہی تھی پھر کچھ سوچ کے اٹھی وضو کیا اور جائے نماز پر بیٹھے ہفتے دو نفل ادا کیے پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے

exponovels

" یا اللہ۔ تو رحیم ہے تو کریم ہے۔ تو میری حالت پر رحم کر۔ کرم کر مولا"

یا اللہ میں گناہگار ہوں مجھ میں اور سکت نہیں۔۔ میں اس سے زیادہ گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ تو " ایک ماں کو اس کے بیٹے سے اور ایک بھائی کو اس کے بھائی سے ملا دے۔۔ تیرے علاوہ یہ کوئی نہیں کر سکتا

مجھے اپنے در سے آج خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔۔"" یا اللہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی تو اچھا کام کیا ہو گا۔ کوئی " نیکی ہو گی جو تجھے پسند آئی ہو گی۔۔ جس پر تو مسکرایا ہو گا۔۔ اس نیکی کے صدقے میری دعا قبول کر لے

وہ صحاب کہف کی طرح دعا مانگ رہی تھی پھر دعا کرتے کرتے رکی اور اپنی زندگی کی تمام نیکیاں، اچھائیاں یاد کرنے لگی گی

بہت یاد کرنے پر بھی اسے کوئی ایسی نیکی یاد نہیں آئی جو اس قابل ہوتی کہ جس کے بدلے میں وہ اللہ تعالی سے اپنی دعا کی قبولیت مانگ لیتی

یا اللہ میں نے تیرے کسی بندے کو کبھی مسکرا کر ہی دیکھا ہو گا۔ اس کے صدقے ہی میری دعا قبول " کر لے۔۔"

ایسا نہیں تھا کہ اس نے زندگی میں کوئی نیکی نہیں کی تھی مگر ہم انسان جب گناہ کر کے اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اپنا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے دامن میں صرف برائیاں ہی نظر آتی ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہم اپنی زندگی میں کچھ تو نیکیاں کرتے ہی ہیں لیکن اپنی ذات کا محاسبہ کرتے ہوئے خود سے بہت جلد نا امید ہو جاتے ہیں

یہی وجہ تھی دعا مانگ کر بھی اس کے دل میں سکون نہیں اترا۔۔بہت سارے مسلمانوں کی طرح اس کو بھی لگتا تھا کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں

جب ایک ماں کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں قبول نہیں ہوئی تو میری دعا اس کے بیٹے کے حق میں کیسے " قبول ہو گی" وہ سوچ رہی تھی

مگر وہ بھول گئی تھی کہ وہ خود بھی ماں کے درجے پر فائز ہونے والی تھی۔ بالکل ویسے جیسے وہ یہ بھول گئی تھی ہماری زندگی کی بہت سی خوشیاں کسی دوسرے کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی بدولت ہمیں ملتی ہیں۔۔

آج اس گھر میں پہلی بار روفی کی واپسی کے لیے کسی نے رو رو کر دعا مانگی تھی۔۔روفی نے اگر ملنا تھا تو ماہی کے دعا کے وسیلے سے ہی ملنا تھا۔۔ علی اس کو ڈھونڈنے میں اتنا مگن تھا کہ بھول ہی گیا تھا کہ اس کے ہاتھ میں دعا کا بھی ہتھیار ہونا چاہیے۔۔

اور ماں نے تو کبھی بھی اس کے لوٹ آنے کی دعا ہی نہیں کی تھی۔ وہ صرف اس کی عافیت اور سلامتی کی دعا کرتی تھی یا یہ دعا کرتی تھی کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو کبھی خالی پیٹ نہ سوئے اس کو عزت سے تین وقت کا کھانا میسر ہو اور رہنے کے لیے چھت۔۔

exponovels

شاید ان کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ روفی کو ڈیرے والوں نے اپنے ڈیرے کا ایک فرد ہی سمجھ لیا تھا اور اس کو ایسے قبول کر لیا تھا جیسے وہ ہمیشہ سے وہی رہ رہا ہو

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ستمبر کی آخری دن چل رہے تھے۔۔ بڑی عید کے فورا بعد شادیوں کا رش بڑھ گیا تھا تو میڈم نے سب بھکاریوں کی ڈیوٹی بھی ڈانس پر لگادی تھی لیکن ذوالحجہ کے اختتام اور محرم کے آغاز میں شادیوں کا اختتام ہو گیا۔ یہ صرف شادیوں کا اختتام ہی نہیں تھا ان کر روزی روٹی کا بھی اختتام تھا۔۔ کچھ دن تو جڑے ہوئے پیسوں سے ڈیرے والوں کا گزر بسر ہو تا رہا۔۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے میڈم نے ڈانسرز اور روفی کو بھی بھیک مانگنے پر معمور کر دیا۔۔

وہ ہر سال ان دنوں میں یہی حکمت عملی اپناتا تھا پہلے بھیک والے گروپ کو ڈانسر گروپ کے ساتھ اور بعد میں ڈانسر گروپ کو بھیک والے گروپ کے ساتھ ڈیوٹی کرنی ہوتی تھی لیکن اس بار ان میں روفی کا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

آج 26 ستمبر تھا۔ مطلب آج اس کے باپ کے برسی تھی کے وہ گھر رہ کر کر ان کے لیے کچھ پڑھنا چاہتا تھا مگر انکار کی گنجائش نہیں تھی۔۔ اس کو آج اپنے بابا کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کی بہت یاد آرہی تھی تھی ۔۔۔ وہ بہت اکیلی ہو گی آج کے دن۔ علی اور روفی کا مزاج تھوڑا مختلف تھا روفی اپنی ماں کے ہر دکھ سکھ

میں شریک ہوتا تھا یا شاید علی کے کندھوں پر ذمہ داریاں زیادہ تھیں۔ باپ کی وفات کے بعد بعد گھر کے باہر کی تمام ذمہ داری اس کے کندھوں پر تھی وقت نے اس سے اس کی عمر سے بہت بڑا بنا دیا تھا ۔۔اسے کبھی اپنی ماں کے ساتھ بیٹھ کر زیادہ وقت گزارنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔یقینا آج بھی ماں اپنے دکھ میں اکیلی بیٹھی ہو گی مگر وہ نہیں جانتا تھا علی آج انکی دلجوئی کے لیے سارا دن گھر پر ان کے پاس ہی تھا حتی کہ وہ آج روفی کو بھی ڈھونڈنے نہیں نکلا تھا

"چل ری بلبل۔۔۔۔۔بہت آرام کر لیا۔۔آج بھیک مانگنے جانا ہے۔۔۔"

اس نے چمکیلا لباس اس کے پاس پھینکتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں بھیک مانگنے نہیں جاؤں گا۔۔۔"

"ارے واہ۔۔۔کیوں نہیں جائے گا بھیک مانگنے۔۔۔۔؟؟؟"

"میں بھیک نہیں مانگ سکتا۔۔۔۔"

تو پھر بادشاہ کے گھر پیدا ہو جاتی۔۔۔۔ہمارے یہاں تو یا پھر بھیک مانگی جاتی ہے یا پھر رات کو پروگرام "

"کرے گی یہ تیری اپنی مرضی ہے۔۔۔۔اگر نہیں جانا تو پھر اپنے گھر واپس چلی جا۔۔۔

گھر جانے کی بات پر اس کی آنکھوں میں خوف اتر آیا اور وہ اس کے قریب آیا۔۔۔۔

"میں ان کپڑوں میں چلا جاؤں۔۔۔۔؟؟؟"

اس نے اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔ آج اس نے اپنے باپ کی برسی پر اپنا وہ لباس پہنا تھا جو پہلے دن وہ یہاں پہن کر ایا تھا۔ اور اس کے بعد اسے یہ کپڑے پہننے کی اجازت نہیں ملی تھی

شمو پہلے اپنے بے ڈھنگے انداز میں ہنسی اور پھر ساتھ ہی اپنے مخصوص انداز میں تالی ماری۔۔۔۔

"اری ہم ہیجڑے ہیں۔۔۔۔کوئی فقیر نہیں ہیں جو فقیروں والے لباس میں چلے جائیں۔۔۔۔"

باقی سب تو اپنا میک اپ خود کر لیتے تھے۔۔ لیکن روفی اس کام میں پھوہڑ تھا۔۔وہ پھر ایک بار پنکی کے سامنے بیٹھا تھا لیکن اب کی بار وہ بغیر کسی حیل و حجت میک اپ کروا رہا تھا۔

روفی آج بہت عرصے بعد ڈیرے سے باہر آیا تھا اور صبح سے اسی سڑک کے اوپر کھڑا ابھیک مانگ رہا تھا جہاں علی اسے روز دیوانہ وار ڈھونڈتا تھا

اچانک ایک گاڑی سگنل پر رکی گاڑی ایک عورت ڈرائیو کر رہی تھی اور اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بھی ایک عورت ہی بیٹھی تھی

اس عورت نے شیشہ نیچے کیا اور پچاس کا نوٹ روفی کے ہاتھ پر رکھا روفی کو حیرت ہوئی۔۔ عموماً عورتیں خواجہ سرا کو دیکھ کر ڈر جاتی تھی

اچھا کیا تم نے اس کو خیرات دی نہ دوں تو یہ لوگ بد دعا دینے لگتے ہیں اور ان کی بد دعا لگتی بھی بہت ہے"

exponovels

ہاں اسی لئے تو دیے ہیں" وہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی عورت بولی "

روفی پلٹنے ہی لگا تھا کہ اس کے کان میں آواز پڑی

اس کے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ رینگی

"ہمیں تو اپنی دعا نہیں لگتی۔۔لوگوں کو ہماری بد دعا کیسے لگے گی "

صبح سے روفی نے صرف یہ پچاس روپے اکٹھے کیے تھے اور اب شام کے سائے پھیلنے لگے تھے وہ ویسے ہی کھڑا تھا کہ ایک گاڑی رکی۔ روفی نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔اس لڑکے نے مسکرا کر اس کو دیکھا اور ایک میکڈونلڈز کا خاکی لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔۔روفی کو اس کی مسکراہٹ حیرانگی میں ڈال گئی ان لوگوں کے لئے کبھی کوئی نہیں مسکراتا تھا

لفافہ دیکھ کر روفی کے پیٹ میں بھوک کی شدت جاگی.اس نے صبح سے چائے کے آدھے کپ کے ساتھ ایک رس لیا ہوا تھا اور اب مغرب ہونے کے قریب تھی۔۔وہ نڈھال تھا مگر چلنے لگا۔ارادہ تھا کہ کہیں بیٹھ کر سکون سے کھالے گا۔۔اس نے پاس کی اک گلی میں ایک تھڑے کے اوپر بیٹھ کر وہ لفافہ کھولا تو اس میں ایک ادھ کھایا برگر تھا۔۔ساتھ فرنچ فرائز کی دو تین اسٹیکس۔۔ لیکن ان دو چیزوں کے علاوہ کچھ اور بھی تھا۔۔اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اس میں کھائی ہوئی ونگز کی ہڈیاں تھیں۔اس کو اس امیر زادے کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھ آگیا تھا۔روفی کو ایکدم شدت سے رونا آیا اس نے زندگی میں کبھی

exponovels

ایسی خوراک نہیں کھائی تھی اس کی ماں تو کبھی اس کو باسی روٹی بھی نہیں دیتی تھی اور اب لوگوں کی چبائی ہوئی ہڈیوں والا کھانا۔۔اس کا دل چاہا وہ یہ کھانا کسی جانور کے آگے ڈال دے لیکن بھوک کی شدت اسے نڈھال کر رہی تھی۔اس نے بسم اللہ پڑھی اور ہڈیاں الگ کر کے کھانے لگا۔۔

آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے۔۔۔یہاں اس کی ماں نہیں تھی جو اس کے آنسو صاف کرتی۔۔۔اس کا دل کیا وہ گھر بھاگ جائے مگر اپنے گھر والوں کی عزت اور ان کی آزادی کے لیے وہ گھر سے دور رہنے پر مجبور تھا۔۔۔

بابا! آج آپ کو گئے 13 سال ہو گئے۔۔آپ مجھے کیوں اس بے رحم دنیا کے حوالے چھوڑ کر چلے گئے بابا آپ کہاں ہیں ۔۔پلیز مجھے بھی اپنے پاس بلا لیں ناں

لوگ کہتے ہیں۔۔۔

"غریب کے آنسو کوئی نہیں پونچھتا۔۔۔غلط کہتے ہیں ہجڑے کے آنسو کوئی نہیں پونچھتا۔۔۔"

اس نے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے۔۔۔گال پر بہنے والے سیال مادے کو بڑی بے رحمی سے صاف کیا۔۔کاجل سارا خراب ہو گیا۔۔۔نقلی وگ اتاری اور پھر سے چلنے لگا۔۔۔

سڑک پر شمو کو اپنی طرف آتے دیکھا۔۔۔وہ تیزی سے اس کی طرف آ رہی تھی۔۔۔۔

exponovels

کدھر رہ گئی تھی تو۔۔۔۔؟؟؟ کب سے تجھے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔ پولیس نے چھاپا مارا ہے "

"ادھر۔۔۔۔۔جلدی چل۔۔۔۔

مگر اس میں چلنے کی ہمت نہ تھی۔۔

میں کہہ رہی ہوں جلدی چل۔۔۔ گاڑی میں ڈال کر لے گئے۔۔۔ تو بچانے والا کوئی نہیں "

"یہاں۔۔۔

کاش کی آج بھی علی روفی کی تلاش میں ان سڑکوں پر آجاتا۔ کاش آج وہ اپنی ماں کی دلجوئی کے لیے ان کے پاس نہ رکتا۔ جیسے پہلے کبھی نہیں رکا تھا۔ تو بہت سارے بے قرار دلوں کو قرار مل جاتا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

روفی کی ماں روفی کے کمرے میں زمین کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھیں۔ ایک ہاتھ میں اس کا آخری خط تھا اور دوسرے میں اس کی ڈائری تھی جو وہ پڑھ رہی تھیں۔۔۔۔ روفی ہمیشہ اپنے بیڈ کا میٹرس اٹھا کر بہت احتیاط سے اس کے نیچے رکھتا۔۔۔ اس کو لگتا تھا کہ ماں کی نظروں سے اوجھل ہے۔۔۔ مگر وہ کبھی بھی ان کی نظر سے اوجھل نہیں تھی

آج ان کے شوہر کی تیرویں برسی تھی۔ وہ محض 36 برس کی عمر میں ان کو چھوڑ گئے تھے۔ جبکہ ان کی عمر تب بتیس سال تھی۔ پچھلے سال روفی اس دن ان کے پاس بیٹھا، ان کے ساتھ رو رہا تھا۔۔ بلکہ پچھلے تیرہ

exponovels

سالوں سے وہ ہر دن ان کے ساتھ ہنستا اور ان کے ساتھ روتا تھا۔۔ان کی خوشی میں خوش ہوتا اور ان کے دکھ میں ساتھ دکھی ہوتا۔۔ مگر اس سال وہ ان کے ساتھ نہیں تھا

خط پر 4 جولائی کی تاریخ تھی اور آج 26 ستمبر تھی۔اس کو گئے 3 ماہ اور 22 دن ہو گئے تھے

مجھے معاف کر دیں احمد صاحب۔۔۔۔ میں آپ کے بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکی۔۔۔۔۔ آپ کے "

"بڑے بیٹے کے سکون کے لیے آپ کا چھوٹا بیٹا در بدر ہو گیا۔۔۔۔۔

انہیں اپنے مرحوم شوہر کی بات یاد آئی۔۔۔جب انہوں نے مرتے ہوئے ان سے وعدہ لیا تھا۔۔۔۔۔

راحمہ تم نے ہمیشہ فرمابردار اور اطاعت گزار بیوی ہونے کا فرض نبھایا ہے۔۔۔۔مجھے لگتا ہے میرا وقت "

"قریب آرہا ہے۔۔۔۔

وہ دل پر ہاتھ رکھے اکھڑتی سانسوں کے درمیان مشکل سے بول رہے تھے۔۔۔۔۔

"آپ کو کچھ نہیں ہو گا احمد۔۔۔۔۔۔ "

وہ ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے سٹریچر کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اگر میں زندہ نہ رہوں۔۔۔۔ میں تمہیں پابند کرتا ہوں۔۔۔سانس رکنے لگی۔ تم کسی اور سے نکاح نہیں "

"کرو گی۔۔۔

"احمد پلیز ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔۔ "

exponovels

"میں یہ اپنے لئے نہیں کر رہا۔۔۔میں صرف اپنے چھوٹے بیٹے کے لئے کر رہا ہوں۔۔۔ "

روفی تب پانچ سال کا تھا۔۔احمد صاحب کی خواہش تھی وہ ان بچوں کی طرح پڑھے لکھے اور ان کی کوشش سے ہی اس کو داخلہ مل گیا۔۔۔۔

اور بچوں کے بڑے ہونے تک تم تینوں اسی گھر میں رہنا۔۔یہ گھر میں نے علی اور روفی کے نام کر دیا ہے ۔اور لنک روڈ والا گھر تمہارے نام کر دیا ہے۔وہ رینٹ پر دے دینا اس کے رینٹ اور میری پینشن سے گھر کا خرچ چلا لینا اور جب بچے الگ ہونا چاہیں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دینا۔

پھر انہوں نے علی سے کہا

اپنی ماں اور بھائی کا خیال رکھنا۔میرے بعد تم اس گھر کے بڑے ہو

"اور دوسرے نکاح سے روکنے کے لیے مجھے معاف کر دینا راحمہ پلیز۔۔۔ "

ان کا ہاتھ راحمہ کے ہاتھ سے چھوٹا اور سٹریچر آئی سی یو کے دروازے کے پیچھے غائب ہو گیا۔۔۔۔وہ ہسپتال کے فرش پر دیوار کے ساتھ ڈھے گئیں۔۔۔وہ آج بھی ویسے ہی ڈھے گئی تھیں۔۔۔۔13 سال پہلے جب دروازہ کھلا تھا تو ایک جان لیوا خبر ان کی منتظر تھی۔۔۔وہ اب ویسی کوئی خبر نہیں سننا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔

exponovels

[3:14 PM, 6/7/2020] Iqra Shaikh Writer: وہ سب گرو کے سامنے کھڑے اپنی کمائی میں سے اس کا حصہ اس کے ہاتھ پر رکھ رہے تھے۔۔۔روفی نے پچاس روپے کا نوٹ نکالا اور اس کے سامنے پیش کیا

یہ کیا صرف 50روپے؟؟"

چل چڑیا اس کی جیب کی تلاشی لے۔گرو نے حکم دیا۔یہاں اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا..کوئی نہ کوئی ڈنڈی مارتا رہتا تھا

چڑیا نے اس کی دونوں جیبیں باہر الٹ دی۔وہ خالی تھیں

باقی کہاں ہیں؟؟

اتنے ہی ملے ہیں

گرو نے گہری نظروں سے اس کو دیکھا۔۔اس کی آنکھوں میں سچائی بول رہی تھی

یہ سچ تھا اس کو صرف اس عورت نے ہی پچاس روپے دیے تھے۔۔۔اس کو مانگنا نہیں آتا تھا وہ بس چپ چاپ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا دیتا تھا۔۔منہ سے کچھ نہیں بولتا تھا جب کہ اس کے ساتھی کسی گاڑی کو گھیر لیتے تو اس سے سو پچاس نکلوا کر ہی دم لیتے۔۔۔کبھی دعا کا لالچ دے کر تو کبھی بد دعا سے ڈرا کر۔۔

گرو نے آنکھیں سکیڑیں اور کچھ سوچا

جب سے اس کی ڈانس کی ڈیوٹی بدلی تھی وہ گھر کے کام کاج مفت کر رہا تھا اس نے اپنے لئے ایک روپیہ بھی نہیں مانگا تھا۔

اس کو تین وقت کا کھانا اور چھت میں سر تھی۔۔ اس سے زیادہ اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی توکل سے کام پر نہیں جائے گا۔۔ ویسے بھی گھر کا سارا نظام پلٹ ہو گیا ہے اس سمیری کی ہڈیوں میں تو سکھ پڑ گیا ہے۔۔۔ توکل سے گھر پر ہی رہے گا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں بدل رہے تھے اس کے ابا کی برسی کو گزرے ہوئے دو ماہ ہونے والے تھے وہ پھر سے ڈیرے کے کام کاج میں مگن ہو گیا تھا جو بھیک اور ڈانس مانگنے سے ہزار گنا بہتر تھا کیونکہ اس میں اس کا ذہنی سکون تھا

نومبر کا اختتام ہو رہا تھا۔ فضا میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ ڈیرے والے بھی اب صحن کی نسبت کمرے میں ڈیرہ لگا چکے تھے۔ ایسے میں روفی بنٹی کے پاس آیا

"ٹیپو بھائی بنٹی کہاں ہے۔۔۔۔۔؟؟؟

تین دن سے وہ گھر نہیں آیا تھا۔۔۔۔ روفی کو بنٹی کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔۔

"اس کی فکر نہ کر تو۔۔۔ جو اپنی فکر نہ کرتا ہو اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ "

"کیا مطلب۔۔۔۔۔؟؟؟"

"وہ اپنی مرضی سے گیا ہے۔۔۔۔۔ "

"تو آپ جانتے ہیں وہ کہاں ہے۔۔۔؟؟؟ "

"ہاں۔۔۔۔ "

"گھر کیوں نہیں آتا۔۔۔؟؟؟"

"جب انسان کو پیسے کی لالچ پڑ جائے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔ "

"پیسے کی لالچ۔۔۔۔۔مطلب وہ کوئی کاروبار کر رہا ہے۔۔۔؟؟؟"

"کاروبار ہی سمجھ تو۔۔۔۔۔سودا کر لیا ہے اس نے۔۔۔۔"

"کیسا کاروبار۔۔۔۔۔؟؟؟ کیسا سودا۔۔۔؟؟؟ "

"جسم کا سودا۔۔۔۔۔نفس کا کاروبار۔۔۔۔۔ "

اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر اندر چلا گیا۔۔۔۔۔روفی نا سمجھی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دو دن مزید گزرے۔ دوپہر کے 2 بجے دروازہ زور سے کھٹکا۔۔۔روفی نے دروازہ کھولا تو ایک بے جان وجود لڑکھتا گھر میں داخل ہوا۔۔۔وہ دو قدم ہی چلا تھا کہ زمین پر ڈھے گیا۔۔۔

exponovels

"ٹیپو بھائی۔۔۔بھائی جلدی آو۔"

وہ بنٹی کو گرتے دیکھ کر ہی بوکھلا گیا۔۔۔حواس باختہ ہو کر ٹیپو کو آوازیں دینے لگا۔۔۔۔کبھی بنٹی کے گرے وجود کو اٹھانے کی کوشش کرتا۔۔۔۔۔۔

اس کی آوازوں پر گرو میڈم آگئی۔۔۔۔ٹیپو بھی دوڑا چلا آیا۔۔۔۔بنٹی کو دیکھ کر اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"کیا شور مچا رکھا ہے تو نے بلبل۔۔۔؟؟؟ "

روفی کی آنکھیں پھٹی پھٹی تھی اور وہ بنٹی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔اس کے چہرے پر نیل پڑے تھے۔۔۔روفی کی نظروں کے تعاقب میں گرو نے زمین پر گرے وجود کو دیکھا۔۔۔

اس کو واپس ادھر ہی بھیج دو۔۔۔جہاں چل کر گیا تھا۔اب کیا لینے آیا ہے "

"یہاں۔۔۔۔؟؟؟؟۔۔۔۔میرے گھر میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔۔۔۔

بنٹی نیم بیہوشی میں گرو کی باتیں سن کر بمشکل اپنے بے جان وجود کو دو قدم زمین پر گھسیٹتا بڑھا اور الماس کے پیروں میں چہرہ ٹکا لیا۔۔۔۔

معاف کر دو۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا وہاں جسموں کا اتنا گھناؤنا کھیل کھیلا جاتا ہے۔۔۔میں صرف پیسے "بنانے کی خاطر وہاں گیا تھا۔۔۔۔انہوں نے مجھے بیچ دیا۔۔۔۔

exponovels

وہ گڑ گڑا رہا تھا۔۔۔ تڑپ تڑپ کر رو رہا تھا۔۔۔۔

کیا کرنے تھے تو نے اتنے پیسے۔۔۔۔؟؟؟ بول کس کے لئے پیسہ کمانا تھا۔۔۔۔؟؟؟؟ نہ بیوی،،، نہ "

" اولاد،،، نہ گھر بار،،، پھر کس کے لیے پیسہ کمانے کی لالچ ہے۔۔۔۔؟؟؟

وہ میں حج کے لئے پیسے اکٹھے کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جب سے حکومت نے ہمیں حج کی اجازت دی "

ہے۔۔۔ میرا بہت شدت سے دل چاہتا ہے رب کے گھر جاؤں۔۔۔۔ تو گیا تھا نہ پچھلے سال۔۔۔ کتنا

" نور لے کر آیا تھا۔۔۔۔ میرے دل میں حسرت آئی تو۔۔۔۔

اتنا کہہ کر پھر سے گڑ گڑانے لگا۔۔۔۔

گرو کو یاد آیا۔۔۔ وہ اکثر اس کے پاس بیٹھ کر اس سے اس کا سارا سفر حج پوچھتا۔۔۔ بار بار مکہ مدینہ

جانے کی خواہش کا اظہار کرتا تھا۔۔۔۔ اس کا دل ایک دم نرم پڑا۔

" اس کو اٹھا کر اندر ڈالو چارپائی پر۔۔۔۔ "

اس نے روفی اور ٹیپو کو اشارہ کیا۔۔۔۔ دونوں نے سہارا دے کر اسے اٹھایا۔۔۔۔ گرو نے اس کا علاج

کروایا مگر اس کی حالت مزید سے مزید خراب ہوتی گئی۔۔۔۔ اس پر جنسی تشدد کے ساتھ ساتھ جسمانی

تشدد کیا گیا تھا۔۔۔ جسم کے زخموں کا علاج تو ہو سکتا ہے پر جو زخم روح پر لگے تھے وہ اسے اندر ہی اندر

کھا رہے تھے۔۔۔۔

exponovels

اگلی صبح سورج کی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔۔۔۔

"جا بلبل بنٹی کو اٹھا۔۔۔۔ اسے کہ ناشتہ کر کے دوا لے۔۔۔۔ "" بلکہ تو رک میں خود جاتا ہوں۔۔۔۔"

اسے وہاں چھوڑ کر ایک ہاتھ میں کھانے کی ٹرے اور دوا لے کر کمرے میں اس کے پاس گیا۔۔۔۔ ٹرے چارپائی پر رکھی اور اس کو سیدھا کیا۔۔۔۔

"یا اللہ۔۔۔۔۔۔"

ایک دم اس کے منہ سے چیخ نما آواز آئی۔۔۔ وہ خون میں لت پت تھا۔۔ اس نے اپنی بازو کی کلائی کاٹ لی تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

...کاش کہ خوشیاں بکتی ہوتیں

اور دکھوں کا ٹھیلا ہوتا

ایک ٹکے میں آنسو آتے

چار ٹکے میں محبت

پانچ ٹکے میں دنیا ساری

مفت ہنسی اور مفت ستارے

exponovels

خواہش نام کی چیز نہ ہوتی
چاند بھی ٹکڑے ٹکڑے بکتا
ہاتھ بڑھا کے سب ملتا
ہم چاہتے تو مر جاتے
جی چاہتا تو جیتے جاتے
اونچے نیچے شہر نہ ہوتے
پانی پر بھی گھر ہوتے
کاش کے اپنے بھی پر ہوتے
اور وہ گہرا نیلا امبر
ساحل، سات سمندر پار
جنگل، ندیاں، گرتا پانی
کسی چیز کی حد نہ ہوتی
سب کچھ اپنا دھن ہوتا
وہ کرتے جو من ہوتا

exponovels

چاند کی کرنیں پہن کے جاگا کرتے

خاموشی اوڑھ کے سو جاتے

راتیں دن بھر رکتی ہوتیں

...کاش کے خوشیاں بکتی ہوتیں

بنٹی کا وجود بے جان پڑا تھا۔۔۔۔بنٹی کی میت کو عام مسلمانوں کی طرح ہی غسل دلوایا گیا تھا۔۔۔اس کی چارپائی عین صحن کے درمیان میں رکھی۔۔۔ڈیرے کے تمام افراد اس کے ارد گرد بیٹھے تھے۔۔۔کوئی رو رہا تھا،، کوئی بین کر رہا تھا۔۔حیرت کی بات تھی کوئی یہاں پر کسی کا کا سگا رشتے دار نہیں نہ کسی کا کوئی بھائی تھا نہ کوئی کسی کی بہن تھی۔۔نہ ہی کوئی کسی کا ماں باپ اور اولاد۔۔یہ بھی قانون قدرت ہے کبھی بھی ایک ماں باپ سے دو ہیجڑے نہیں پیدا ہوئے کبھی۔۔ مگر خونی رشتے نہ ہونے کے باوجود ان لوگوں میں اتنا پیار اور محبت تھی۔۔

صرف ایک روفی تھا جس کی آنکھیں نہیں بھیگیں۔۔ وہ ویسے ہی بے تاثر چہرہ لئے کھڑا ہو جاتا۔۔۔۔وہ بنٹی کے لیے نہیں زندگی کی بے رحمی اور سفاکی پر خاموش تھا۔۔بنٹی کے لیے تو خوش تھا۔۔۔اس کو ایسی زندگی سے چھٹکارا مل گیا۔۔۔۔روفی کو لگتا تھا ایک ہیجڑے کا جنازہ رات کو اٹھایا جاتا ہے مگر بنٹی کو

exponovels

exponovels

For more visit (exponovels.com)

بھی مسلمانوں کی طرح دن کی روشنی میں ہی دفنایا گیا۔۔۔ اگلے دن ایصال ثواب کیلیئے قرآن خوانی کروائی گئی۔۔۔ غریبوں میں کھانا بھی بانٹا گیا

روفی اور بنٹی کے جیسے خواجہ سرا جو اپنی پیدائش سے موت تک اپنے گھر والوں کے مسترد اور ٹھکرائے گئے انسان ہیں۔۔۔

ایسی بدترزندگی گزارتے ہیں اور موت۔۔۔ موت اتنی ہی گمنام ہوتی ہے۔۔۔۔ جیسے بنٹی کی ماں باپ جو اپنی مرضی سے انہیں ڈیرے پر چھوڑ کر جاتے ہیں۔۔۔ کبھی مڑ کر نہیں دیکھتے کہ ہماری اولاد زندہ ہے یا مر گئی۔۔۔ مر جائے تو ان کے جنازہ میں ماں باپ شریک ہونا تو دور ان کو تو علم بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

بنٹی کی موت کے دو دن بعد ہی ڈیرے میں بسنے والے لوگوں کی زندگی معمول پر آ گئی۔۔۔ بھیک مانگنے والے دن میں اپنی ڈیوٹی پوری کرتے اور ڈانس کرنے والے رات کو۔۔۔۔

کیونکہ زندہ رہنے کے لیے سب سے اہم پیٹ پالنا ہے۔۔۔ چاہے سڑکوں پر بھیک مانگنی پڑے یا شادی بیاہ پر ڈانس پروگرام کر کے۔۔۔۔۔۔

سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو گئے تھے لیکن روفی کو چپ لگ گئی تھی

exponovels

چپ سے زیادہ وہ الجھن کا شکار تھا۔۔۔ایک شام ٹیپو سوٹ سلائی کر رہا تھا۔اس کا کام درزی والا تھا۔مگر سلائی کا کام کم ہی ہوتا تھا۔باقی وقت میں وہ گرو کا سپر وائزر تھا۔روفی اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔

ٹیپو بھائی بنٹی کہاں چلا گیا تھا۔۔۔؟؟؟اس کے ساتھ یہ سب کیسے ہوا۔۔۔؟؟؟"ٹیپو نے گہری " سانس لی۔

دیکھ روفی۔۔۔جیسے دنیا میں اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔ایسے ہی ہمارے طبقے میں بھی دو " طرح کے خواجہ سرا ہوتے ہیں۔۔۔"

روفی بہت دھیان سے اس کی بات سننے لگا۔۔وہ پھر سے گویا ہوا۔۔۔۔

"ایک ہماری طرح جو سڑکوں پر بھیک مانگتے یا ڈانس کر کے پیٹ پالتے ہیں اور دوسرے۔۔۔۔ "

وہ کہتے کہتے رکا۔۔۔

"دوسرے وہ جو اپنا جسم پیسے یا لذت کی خاطر بیچ دیتے ہیں۔۔۔۔"

روفی نے الجھن سے دیکھا۔

ہمارے ڈیرے سے چار گھر چھوڑ کر بابلی کا ڈیرہ ہے۔۔وہاں بھی ہمارے جیسے خواجہ سرا بستے ہیں مگر " انہوں نے بھیک اور ڈانس پروگرام پر اکتفا نہیں کیا۔۔۔وہ لوگوں کی جسمانی خواہشات پورا کرتے

exponovels

ہیں۔۔۔رات کو ان کے پاس جاتے ہیں۔۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ اپنی بھی جسمانی ہوس پوری

"کرتے ہیں۔

"مگر بنٹی"

وہ کچھ کہتے کہتے رکا۔۔۔۔۔

بنٹی نہیں جانتا تھا ان کی حقیقت۔۔۔پیسے کی لالچ میں یہ ڈیرہ چھوڑ کر ان کے ڈیرے میں شامل "

"ہو گیا۔۔۔اسے جنسی تشدد کے ساتھ جسمانی تشدد کا سامنا بھی کرنا پڑا۔۔۔۔۔

"جنہوں نے بنٹی کے ساتھ زیادتی کی تو ایسے لوگوں کی پولیس سے شکایت کیوں نہیں کی۔۔۔۔۔؟؟؟"

پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔شکایت کرو بھی تو کہتی ہے۔۔۔۔خواجہ سرا اپنی مرضی سے جاتے "

ہیں۔۔۔در حقیقت کچھ لوگوں نے جسم فروشی کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اور اس سے اس طبقے کے تمام لوگ

"ہی برے سمجھے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

اور صرف یہ نہیں بابلی کے ڈیرے سے اگلا ڈیرہ حمیری نام کے ایک خواجہ سرا کا ہے اس ڈیرے پر بہت

سارے لوگ تو ایسے ہیں جو مکمل مرد ہیں جنہوں نے خواجہ سرا کا بھیس بدلا ہوا ہے اور لڑکیوں کے اغوا

میں ملوث ہیں۔۔

روفی حیرت کے سمندر میں غرق تھا

تو وہ ان لڑکیوں کا کیا کرتے ہیں؟؟ "

" کچھ کے ساتھ اپنی جسمانی ہوس پوری کر کے ان کو آگے بیچ دیتے ہیں"

!!! میرے خدا اتنا بڑا ظلم

پولیس ان کے خلاف کوئی ایکشن کیوں نہیں لیتی؟؟

اس لیے کہ ان کے پیچھے بڑے بڑے سیاستدانوں کا ہاتھ ہے اس ملک کو برباد کرنے کے لیے میں "

" سب ملوث ہیں

یہی وجہ ہے کہ شریف لوگ خواجہ سرا سے ڈرتے ہیں اور بدمعاش ان کا جینا مشکل کر دیتے ہیں

تم شکر کرو کہ تم ان ڈیرے والوں کے ہاتھ نہیں لگ گئے۔۔یقیناً تمہاری کوئی نیکی کام آگئی یا تم پیچھے کوئی

دعا کرنے والا چھوڑ کر آئے ہو

"امی میرے لئے آپ بس دعا کرنا۔۔۔ آپ کی دعا مجھے بہت سی تکلیفوں سے بچا لیتی ہے"

اس کو اپنے خط میں لکھے ہوئے الفاظ یاد آئے آئے وہ نہ بھی کہتا تو کیسے ممکن تھا کہ اس کی ماں اس کے لئے

دعا نہ کرتی

وہ ایک بار پھر شکر کرنے پر مجبور ہو گیا تھا اس کی ساری زندگی صبر اور شکر سے ہی تو بھری تھی۔۔۔ وہ

اپنے ہی خیالوں میں کھویا تھا کہ ٹیپو کی آواز سنائی دی

exponovels

تمھیں ایک واقعہ سناؤں؟ "

وہ اب آستین کی لمبائی نوٹ کر رہا تھا

جی ضرور۔۔

پتا ہے مدینہ کی بستی ایک کچی آبادی تھی چھوٹے چھوٹے،،کچے گھر تھے روفی نے سر ہلایا وہ یہ بات جانتا تھا لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں اجازت کے ساتھ آزادانہ آتے جاتے تھے۔۔ان لوگوں میں " ہمارے جیسے لوگ بھی شامل تھے۔۔کیونکہ ہم نامکمل ہیں۔۔ ہم سے ان کی عورتوں اور بیٹیوں کو کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔۔

دور نبوی کا ایک واقعہ ہے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف فرما تھے وہاں پر ان کے گھر ایک ہیجڑا بھی موجود تھا۔۔وہ ہیجڑا حضرت ام سلمہ کے بھائی حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ سے کہنے لگا اگر کل اللہ نے طائف فتح کروادیا تو میں تمھیں غیلان کی بیٹی کی نشاندہی کروں گا وہ اگر سامنے آتی ہے تو چار سلوٹ لے کر اور اگر پیٹھ موڑتی ہے تو آٹھ سلوٹ لے کر (یعنی اس کا بدن خوب گتھا ہوا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے یہ بات سن لی۔اور فرمایا یہ ہیجڑا آئندہ کبھی تمہارے گھر نہ آئے"

exponovels

جانتے ہو روفی اس بات کا مقصد کیا تھا کیوں اس طرح کے لوگوں کو گھروں میں آنے پر پابندی لگا دی گئی؟؟

روفی نے نفی میں سر ہلایا

ابھی وہ ایک کے سامنے کہہ رہا تھا۔ کل کو کچھ اور لوگوں کے درمیان اس لڑکی کا حال حلیہ بیان کرے گا کہ وہ دیکھنے میں کتنی خوبصورت ہے اور کیسی دِکھتی ہے۔۔۔

اس کی باتیں سن کر کچھ مسلمان مردوں میں اس لڑکی کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا اگا۔ اور کچھ اس کو اپنی شریک حیات بنانا چاہے گے۔۔ جوانوں میں۔ باقاعدہ لڑائی ہو گی۔۔ لڑکی کے باپ بھائی کو پتہ چلے گا تو بات غیرت پر پہنچ جائے گی اور بات قتل وغارت کے قریب پہنچ جائے گی۔۔۔ اسی لیے

نبی پاک کو جب یہ بات پتا چلی تو انہوں نے ہمارے جیسے افراد کو جوان بچیوں والے گھروں میں جانے پر پابندی لگا دی دی تا کہ فتنہ نہ پھیلے۔۔

"روفی سانس روک کے ان کو سن رہا تھا۔۔

آپ نے یہ کہاں پڑھا؟؟

"قرآن پاک میں"

لیکن قرآن پاک میں خواجہ سرا کیلئے تو کوئی آیت نہیں اتری۔۔میں نے سارا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہے

ٹیپو مسکرایا بیشک۔۔۔لیکن ہر آیت کے ساتھ اس کی تفسیر بھی پڑھنی چاہیے

" یہ کس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے "

سورہ نور کی آیت نمبر 31 کی تفسیر مین

کیا آپ کے پاس تفسیر کی وہ کتاب ہے۔۔وہ جھجھکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔اصل میں خود پڑھ کے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔میری امی کہتی ہیں جب کوئی ایسی بات کرے تو اس سے حدیث یا قرآن کا حوالہ ضرور مانگو

ٹیپو کی مسکراہٹ گہری ہوئی

بے شک ہر مسلمان کا یہی طرز عمل ہونا چاہیے۔۔۔یہ لو چابی اس الماری میں کتابیں رکھی ہیں۔۔اس " میں سے مولانا عبد الرحمن کیلانی صاحب کی تیسیر القرآن کی جلد نمبر 3 نکال کر پڑھ لو اور ہاں میری کتابیں بہت دھیان سے رکھنا۔۔مجھے یہ اپنی جان سے بھی عزیز ہیں

روفی نے چابی پکڑی اور وضو کرنے چلا گیا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

اس کو آج تیسر اماہ اور چھٹادن تھا۔۔۔وہ روز شہر کی ان مشہور شاہراہوں پر روز آتا جہاں خواجہ سرا بھیک مانگنے کے لیے کھڑے ہوتے تھے،اور متلاشی نگاہوں سے دیکھتا۔۔۔ایک ایک کے پاس جاکر کھڑا ہوتا ان کے چہرے ٹٹولتا۔۔۔جیب سے ایک نوٹ نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے نگاہیں ان کے چہرے کو کھوج رہی ہوتیں۔۔۔ کبھی کہیں پر تو ایک چہرہ روفی کا بھی ہو گا۔ہر نئے چہرے کو دیکھ کر دل میں ایک ہوک اٹھتی

"کاش کہ تم وہ ہی ہوتے۔۔۔کاش کے تم میری ماں کے عبدالرؤف ہوتے۔۔۔"

تکلیف بڑھتی جارہی تھی۔۔۔

دنیامیں غلطی کرنے کے بعد 80٪ لوگوں کا ضمیر جاگتا نہیں ہے اور جن کا جاگ جائے وہ پھر ان کو سونے نہیں دیتا۔

ضمیر کا بوجھ بہت بھاری ہوتا ہے۔۔۔اسے اٹھانا ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔۔۔۔یہ انسان کی کمر توڑ کر ہی جان چھوڑتا ہے۔۔۔۔مرے قدموں کے ساتھ وہ مایوسی سے مڑا۔۔گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی گھر کی طرف موڑلی۔۔۔دور کسی خواجہ سرا نے بہت غور سے اس گرے آنکھوں والے لڑکے کو نا امیدی سے گاڑی لے جاتے دیکھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

exponovels

امید کا سورج ڈوبتا۔۔۔۔اگلے دن سورج کے طلوع ہوتے ہی اس کے وجود میں ایک نئی امید طلوع ہوتی۔۔۔۔

وہ بھی چل پڑتا۔۔۔۔گھر،،بیوی،،،ماں اور اس کے آنے والے بچے میں بھی اس کی دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔یاد تھا تو ایک روفی۔۔۔اور ایک اپنا احساسِ جرم۔۔۔۔

اسی احساس جرم میں وہ آج پھر چوبرجی کی سڑک پر اشارے پر کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔

"کسی کو ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔۔؟؟؟ "

ایک خواجہ سرا اس کے پاس آیا۔

علی نے نگاہ اٹھائی۔۔۔۔غور سے اس کو دیکھا۔۔۔وہ اس سے بھی زیادہ اس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

علی نے نگاہوں کا رخ بدلا۔۔۔جیسے کہہ رہا ہو۔۔

"تم سے کوئی کام نہیں مجھے۔۔۔۔ "

"کسی خواجہ سرا کو ڈھونڈ رہے ہو نا۔مجھے بتاؤ مدد کرتی ہوں۔۔۔۔ "

اس کی بات پر علی نے حیرت سے اس کو دیکھا۔۔۔اس کو یہ خیال کیوں نہ آیا۔۔۔۔؟؟؟

"ہاں میں اپنا بھا۔۔۔۔۔۔ایک لڑکے کو ڈھونڈ رہا ہوں۔۔"

exponovels

اچھا کیا نام ہے اس کا۔۔۔۔؟؟؟ بلکہ نام تھوڑی رکھا ہو گا کسی نے اس کا۔۔۔؟؟؟ ماں باپ تو بغیر نام کے ہی چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔ یہ تو ہم ہی پیار سے کوئی نام رکھ دیتے ہیں۔۔ اچھا نشانی بتا کوئی۔۔۔۔ "

علی سوچ میں پڑ گیا۔۔ پہلا خیال اس کو روفی کے چھوٹے قد کا آیا۔ مگر وہ اس کا عیب زبان سے کہہ نہیں سکتا تھا

"اس کے دائیں رخسار پر تل ہے۔۔۔"

"ارے وہ جس کا قد چھوٹا ہے۔۔۔؟؟؟"

ہاں۔۔ ہاں وہی۔۔۔ جو بات علی نہیں کہہ سکتا تھا وہ اس نے بہت آسانی سے کہہ دی "

وہ جلدی سے بولا۔

"کہاں ہے وہ۔۔۔؟؟؟

علی کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔ وہ امید اور ناامیدی کے درمیان لٹکنے لگا۔۔۔۔

"ایسے کیسے۔۔۔۔ ہر کام کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ میں کوئی فارغ تھوڑی ہوں۔۔۔ "

وہ اتنا کہہ کر مٹکتی ہوئی دور جانے لگی

وہ اپنا ریٹ بڑھا رہی تھی۔۔۔

exponovels

علی اس کے پیچھے بھاگا۔

"کیا چاہتے ہو۔۔۔؟؟؟ کتنے پیسے لینے ہیں جلدی بولو؟؟؟؟"

"ایک نہ دو پورے دس ہزار۔۔۔۔ "

"ٹھیک ہے پہلے مجھے تم اس کے پاس لے کر چلو فوراً۔۔۔۔ "

"ایک شرط پر۔۔۔۔ "

کیا؟؟ علی نے الجھن سے سوال کیا"

"پہلے پیسے ادا کرو۔۔۔اور اگر وہ لڑکا تمہارا بھائی نہ ہوا تو میں واپس نہیں کروں گی۔۔۔۔

علی نے حیرت سے اس کو دیکھا وہ تو اس کو بھائی کہتے کہتے چپ ہو گیا تھا پھر وہ کیسے جان گیا۔۔یقیناً اس کے چہرے کی مماثلت سے۔

"ٹھیک ہے یہ لو۔۔۔۔۔"

علی نے والٹ نکالا۔۔۔پانچ ہزار کے دو سرخ نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھے۔۔۔

اس نے رکشہ روکا۔۔۔۔

"گاڑی ہے میرے پاس۔ "

"تیری بڑی گاڑی ہمارے چھوٹی گلی میں داخل نہی ہو گی۔۔۔۔۔ "

exponovels

وہ اس کے ساتھ رکشے میں بیٹھا۔

یا اللہ یہ لڑکا روفی ہو۔۔۔ پلیز مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔۔۔ میں اپنی ماں کا مجرم ہوں۔۔۔ میرا جرم "

"معاف کر دے۔۔۔ ایک ماں کو اس کا بیٹا لوٹا دے یا رب۔۔۔

اس نے سچے دل سے رب کو پکارا اور پتہ نہیں کتنی بار پکارا۔۔۔۔ رکشہ تنگ گلی میں جا کر رکا۔۔۔ وہ اتری۔ اس نے نظر بچا کر جلدی سے اپنا چہرا صاف کیا۔۔۔ پھر اس کی تقلید میں ایک گھر میں داخل ہوا۔

" آ جائیں صاحب۔۔۔ آ جائیں۔۔۔"

("آ جاری آ جا شرماتی کیوں ہے۔۔۔؟؟ ")

علی آگے تھا شمو پیچھے پیچھے تھا

(شمو آگے تھا وہ شمو کے پیچھے تھا۔۔۔)

وہ ادھر ادھر دیکھے بغیر سیدھ میں چل رہا تھا۔

(وہ اطراف کا جائزہ لینے لگا۔۔۔)

وہ دن کے اجالے میں آیا تھا

(وہ رات کی تاریکی میں آیا تھا)

For more visit (exponovels.com)

یہ صاحب کون ہے۔۔۔۔؟؟؟ "

("اری یہ کس بلبل کو لائی ہے۔۔۔؟؟)

چلتے چلتے علی کو ٹھوکر لگی

(ایک چپل لہراتی ہوئی اس کے ناک پر لگی)

علی ٹھوکر لگنے کے بعد بھی بے نیاز بنا کھڑا رہا

(چپل ناک کی ہڈی پر لگی تھی۔وہ بلبلا کر رہ گیا)

سکتہ ٹوٹا

شمو نے جلدی سے اس کے آگے کرسی کی اور گرو میڈم کے کان میں کچھ کہا۔جو آج بھی ہمیشہ کی طرح برگد کے درخت تلے اپنے تخت پر گاو تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا

علی کرسی پر بیٹھا جیسے روفی کو لے کر ابھی بھاگ جائے گا یہاں سے۔

"بلبل پانی لے کر آ۔۔۔صاحب کے لیے۔۔۔اور وہ نیا شیشے کا جگ گلاس لے کر آنا۔۔۔"

بلبل ایک ہاتھ میں گلاس دوسرے میں جگ لے کر آئی۔۔۔وہ سر جھکا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

دھڑام کی آواز آئی۔جگ ہاتھ سے چھوٹا۔البتہ

exponovels

گلاس ہاتھ میں تھا۔ جس پر گرفت مضبوط کرنے کی کوشش میں وہ نڈھال ہو رہا تھا۔۔ علی نے آواز پر سر اٹھایا۔۔ نظریں ساکت رہ گئیں۔۔ لباس چہرے تو نہیں بدل دیتا نا۔۔۔

دل قرار پا گیا تھا۔۔۔ وہ تڑپ کر اٹھا۔۔۔ بیچ کا فاصلہ بھاگتے ہوئے طے کیا۔ اس کے پاس جا کر اک دم جھٹکے سے رکا۔۔

دونوں ہاتھوں میں روفی کا چہرہ تھاما۔ پھر اس کو سینے سے لگایا۔۔

"روفی،،، میرا بھائی،،، میرا روفی،،، "

وہ روفی ہی تھا اس کی ماں کا عبد الرؤف۔۔۔ اور ڈیرے کی نازک سی بلبل

زرق برق لباس میں ملبوس۔ اور چہرہ۔۔۔ چہرہ۔۔۔ تو غازہ نے چھپایا ہوا تھا۔

یہ گرو میڈم کا حکم تھا۔۔ وہ سب گھر میں بھی منہ پر میک اپ کی تہہ جما کر رہتے تھے۔۔۔

مگر چہرہ غازے میں چھپا تھا تو کیا ہوا۔۔ وہ اس کا خون تھا۔ اس کے ماں باپ کا خون۔۔ ہزاروں لاکھوں میں اسے پہچان سکتا تھا۔۔

آپ۔۔۔ آپ جائیں علی بھائی۔۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ یہ جگہ آپ کے لئے نہیں " ہے۔۔۔ جائیں۔۔۔ "

وہ الگ ہوتے ہوئے تیزی سے کہنے لگا۔۔۔ جیسے وہ ایک منٹ بھی اور رکا تو ان کے جیسا ہی ہو جائے گا

exponovels

نہیں جاؤں گا۔۔۔ بہت تڑپا ہوں میں۔۔۔ بہت ڈھونڈا ہے میں نے تمہیں۔۔۔ بہت دعائیں کی ہیں۔۔ آج میری دعا قبول ہو گئی۔۔۔ اللہ نے میری سن لی۔۔۔ میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔۔۔ میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گا۔۔۔"

وہ اس کے گھٹنوں کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔ الفاظ سے زیادہ اس کی سسکیاں سنائی دیتی تھی۔۔۔ باقی سب بھی صحن میں آ گئے تھے اور اب سانس روکے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ روفی بھی نیچے بیٹھا

"میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ آپ ان کو واپس بھیج دیں۔۔۔"

روفی قطعیت سے کہہ کر اندر جانے کے لیے پلٹا۔

"رکو۔۔۔ "

یہ علی کی آواز نہیں تھی۔

"اب تم یہاں بھی نہیں رہ سکتے۔۔۔ "

گرو صاحب۔۔۔"روفی کی آواز روند گئی۔ وہ فی الحال یہاں سے غائب ہونا چاہتا تھا۔ سب سے چھپ کر رونا چاہتا تھا۔ "

"ہم تمہیں نہیں رکھیں گے۔۔۔ تمہیں جانا ہی ہو گا۔۔"

" مگر۔۔۔ میں نہیں۔۔۔"

exponovels

"بس۔۔۔۔"

ہاتھ اٹھا کر بولنے سے روک دیا۔

میں کہیں اور چلا جاؤں گا مگر ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔۔۔وہ اپنی آواز کا بوجھل پن چھپائے بغیر "

بولا

جس نے یہاں سے ڈھونڈ لیا وہ کہیں سے بھی نے ڈھونڈ لائے گا۔۔۔"کہاں تک چھپو گے۔۔یہ ٹیپو "

تھا۔اس کا سب سے مخلص دوست۔۔

علی بھائی آپ جائیں۔۔۔۔میری ایک ہی محفوظ جگہ ہے۔۔۔مجھ سے میری پناہ نہ چھینیں۔۔۔اور نہ "

"اپنا گھر برباد کریں۔۔۔۔۔بھابی کو منا کر گھر لے آئیں۔۔۔۔

اسی نے تو بھیجا ہے۔۔۔اس کا بس نہیں چلتا تمہیں خود ڈھونڈنے نکل جائے۔۔۔۔میرا یقین کرو اب "

تمہیں کوئی اس گھر سے نہیں نکالے گا۔۔۔۔تم وہاں محفوظ ہو گے۔۔۔۔وہ تمہارا گھر ہے۔۔بالکل ویسے

جیسے میرا۔۔ویسے ہی یار تمہارا بھی ہے۔۔۔۔

"اللہ نے وارث بنایا ہے۔۔تم سے تمہارا حق کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔۔

روفی اس کے گلے لگ گیا۔۔دونوں اتنا روئے کے پاس کھڑے ہر فرد کے آنکھ نم ہو گئی۔۔۔۔پھر علی

اس سے الگ ہوا۔

exponovels

آنسوؤں کی نمی سے علی کی عینک گیلی ہوگئی تھی اور عینک کے پار کا منظر دھندلا گیا تھا۔۔ وہ روفی کو اپنے سامنے بغیر کسی دھند میں لپٹا دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اس نے اپنی عینک اتاری۔ روفی نے اس کے ہاتھ سے عینک تھامی۔ اور اپنی قمیض کے اندر کی سائیڈ سے رگڑ کر اچھی طرح صاف کی۔۔ کوئی یاد منظر ان دونوں کے ذہن میں تازہ ہوا۔۔

روفی ہی علی کی عینک صاف کیا کرتا تھا اور اکثر بچپن میں مل مل کر صاف کرتے کرتے زور لگانے سے اس سے عینک ٹوٹ جاتی تھی۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ بیک وقت چمکی تھی

"چلو اب۔۔۔۔"

روفی سب سے گلے ملا۔۔۔۔ ٹیپو سے ملتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔ جو آنکھیں ہمیشہ سرد اور بے تاثر رہتی تھیں۔۔ وہاں آج نمی تھی۔۔۔ ساری ہلچل تھم گئی تھی۔۔۔۔ روفی نے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنی آنکھوں کو لگایا۔۔۔

"میں آپ کو کبھی نہیں بھول سکتا۔۔۔۔ "

"تم یہ سب۔۔۔۔ "

انگلی سے اردگرد کی طرف اشارہ کیا۔۔

کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔۔۔ٹیپو مسکرایا۔روفی نے اسکی مسکراہٹ آج دوسری بار دیکھی تھی۔۔ایک " بار وہ واقعہ سناتے ہوئے اور دوسری بار آج

ہمارے ڈیرے پر جو ایک بار آجائے موت سے پہلے اس کو پھر کہیں اور جانے کی اجازت نہیں ملتی۔۔۔۔۔"

گروکی آواز گونجی۔

مگر آج پہلی بار کسی کے گھر سے کوئی اس کو لینے آیا ہے۔۔۔جاو اس سے پہلے کہ میں اپنے اصول پر " ڈٹ جاؤں۔۔۔"

علی نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔اس خوف سے کہ کہیں وہ واقعی اپنا کہاں پورا نہ کر دے۔۔۔

"ایک منٹ بھائی۔۔۔"

روفی جلدی سے کمرے میں بھاگا۔

اس کے جاتے ہی علی نے اپنی جیب میں سے والٹ نکالا۔۔سرخ روڈ وہ شمو کو دے چکا تھا اب اس میں صرف نیلے اور ہرے نوٹ تھے اس نے وہ سب نوٹ نکالے اور گرو کے پاؤں کے پاس رکھ دیے۔۔اس کا والٹ خالی ہو چکا تھا۔۔اس وقت اس کے پاس اپنی زندگی کا کل اثاثہ بھی ہوتا تو وہ اس عظیم شخص کے

exponovels

قدموں میں رکھ دیتا جس نے اس کے بھائی کی پانچ ماہ کفالت کی تھی۔۔اسے چھاؤں مہیا کی تھی اور وہ وہاں محفوظ تھا۔

بھیک دے رہے ہو؟؟ گرو نے ابرو اٹھا کر سوال کیا

نہیں ایک چھوٹا سا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے۔ علی نے ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھا یہ اس کی طرف سے ان کے لئے احترام کا ایک جذبہ تھا لیکن گرو کے لئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز تھی

علی اپنی زندگی میں بے شمار مرتبہ ان سڑکوں، چوراہوں سے گزرا تھا جہاں پر خواجہ سرا چہرے پر میک اپ کی ایک تہہ چڑھائے لوگوں کی گاڑیاں روک روک کر ان کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے

مگر علی نے آج تک ان کے لیے کبھی گاڑی کا شیشہ نیچے نہیں کیا تھا۔۔وہ خیرات ضرور دیتا تھا مگر اس کا ماننا تھا کہ یہ لوگ خیرات کے حقدار نہیں۔ مزدوری کر کے کے عزت سے کما سکتے ہیں لیکن انہوں نے بھیک کو اپنا پروفیشن بنا رکھا ہے

یہ لوگ عزت کی روزی روٹی کمانا چاہیں بھی تو ہم جیسے لوگ ان کو ذلت کی زندگی گزارنے پر پر مجبور کر دیتے ہیں"

اس کو اس بات کا اندازہ کچھ دن پہلے ہوا تھا جب وہ روفی کی ڈائری پڑھ رہا تھا جس میں اس نے ملازمت کے دوران نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں لکھا تھا اور ان واقعات کا اپنی ماں کے

exponovels

ساتھ بھی ذکر نہیں کیا تھا۔ سگنلز پر کھڑے میک اپ کی ایک موٹی تہہ کے پیچھے چھپے ان کے مردہ حال، تھکن سے نڈھال چہروں اور آنکھوں میں چھپے دکھ اور کرب کو وہ پہلے کبھی نہیں سمجھ سکا تھا

روفی نے جلدی سے منہ ہاتھ دھویا۔۔۔ چہرا بدل گیا۔۔۔ وہی کپڑے پہنے جو وہ یہاں پہن کر آیا تھا اور اس کے بعد ان کپڑوں کو پہننے کی اجازت نہیں تھی۔۔ گرو نے ایک بار اس کو کہا تھا کہ وہ یہ کپڑے کاٹ کر جھاڑ پونچھ کے لیے رومال بنا لے۔۔۔ اس روز وہ بہت عرصے بعد رویا تھا۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ یہ سوٹ اسکی ماں نے خود سلائی کیا تھا۔۔۔ اس کا پیار، اس کی محبت کی اس کے پاس یہ آخری نشانی تھی۔

اس نے اسے چوما پھر اپنے تن پر پہنا۔۔۔ وہ ان زنانہ کپڑوں میں ماں سے نہیں مل سکتا تھا۔۔۔ پھر اپنی کاپی نما ڈائری اٹھائی اور باہر آیا۔۔۔ شمو نے اس کو دیکھ کر دوبارہ باہیں پھیلائیں۔۔۔

" نہیں بھائی میں تم سے گلے نہیں مل سکتا۔۔۔ مجھے ان کپڑوں میں ہی ماں سے ملنا ہے۔۔۔ اس کے گلے لگنا ہے۔۔ تم سے ملوں گا تو تمہارے وجود کی خوشبو ان کو جائے گی۔۔۔ میری ماں نے آج تک کسی غیر مرد کی خوشبو محسوس نہیں کی۔۔۔"

شمو مسکرا کر سمجھتے ہوئے پیچھے پلٹا۔

تم تو ہمارا جھومر ہو۔ ٹیکہ ہو۔۔ تاج ہو ہمارا۔" سمیری اس کے بلائیں لینے لگا۔۔"

exponovels

میں تمہیں یاد کرونگا۔۔پر یہ نہیں کہونگا کہ کبھی ملنے آنا۔۔پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔۔"

"اس نے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی۔۔

علی کی آنکھیں بھرنے لگیں۔۔

روفی نے گیٹ کے پاس جا کر پلٹ کر نظر ان سب پر ڈالی۔۔۔۔۔

کیا تھے یہ لوگ؟؟ تکلیفیں اور اذیتوں بھری زندگی گزارتے ہوئے بھی لوگوں کی شادیوں میں رونق لگاتے۔۔ان کو آباد رہنے کی دعائیں دیتے تھے۔روفی نے اس سارے عرصے میں کسی سے کوئی تلخ بات نہیں سنی تھی۔ان کی زبانوں سے لوگوں کے لیے ہمیشہ شہد ٹپکتا تھا۔

اس کو سب کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک نظر آئی۔۔۔

علی روفی کو رکشے میں لے کر اپنی گاڑی تک آیا۔۔۔پھر وہاں سے وہ گھر آئے۔۔۔ گاڑی سے اتر کر روفی نے ایک نظر علی کو دیکھا۔۔۔ علی نے نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بڑھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ دھڑکتے دل کے ساتھ روفی گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔

ڈیرے کی نسبت اس کا گھر روشن تھا۔۔۔۔وہ پر نور تھا۔۔۔۔۔۔پر نور کیسے نہ ہوتا۔۔۔وہاں ایک بے مثال ماں رہتی تھی۔گیٹ کھلنے کی آواز پر سب سے پہلے ماہین باہر آئی۔۔۔روفی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔علی بھی گھر میں داخل ہو چکا تھا۔۔۔۔

exponovels

امی وہ۔۔۔۔باہر۔۔۔"ماہین حواس باختہ تھی"

"کیا ہوا ہے بیٹا۔۔۔ "

آپ باہر آئیں

وہ اٹھ کر اس کے ساتھ باہر آ گئیں۔۔۔ پھٹی پھٹی نظروں سے روفی کو دیکھا۔۔ پھر اس کے پیچھے علی کو سر جھکائے دیکھا۔۔

عبدالروؤف،،،میرا بیٹا،،، "

وہ اس کے گلے لگیں۔۔۔۔آنکھیں جو اس کی جدائی میں خشک نہیں ہوتی تھیں۔۔۔ آج نہ بہنے کی قسم کھائی تھی۔۔۔وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر اس سے زور سے لپٹ گئیں۔۔۔۔کچھ پل یوں ہی گزرے۔۔۔

پھر وہ اس سے الگ ہوئیں۔۔۔ آنکھیں ابھی بھی خشک تھیں۔۔۔آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی علی کے سامنے آکر رکیں۔۔۔ علی نے جھکی ہوئی نظر اٹھائی۔۔۔ماں کو دیکھا۔۔۔دل چاہاماں کے قدموں میں اپنا سر رکھ دے۔۔۔یا اس کی گود میں سر رکھ لے۔۔ آغوش میں چھپ کر بہت روئے۔۔۔جس دن سے روفی گیا تھا اس نے اپنی ماں کو بھی کہیں کھو دیا تھا۔۔۔وہ اس سے کہیں گم ہو گئی تھیں۔۔۔

انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما اور اس کی پیشانی پر بوسہ لیا۔۔۔

exponovels

"علی میرا بیٹا،،،میرا شہزادہ،،، "

وہ دیوانہ وار اس کا منہ چومتے ہوئے بار بار یہی دہرا رہی تھیں۔۔۔اب کی بار آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔۔۔

علی کی اور اس کی ماں کی آنکھیں خشک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔۔

"امی "

وہ ان سے لپٹ گیا۔۔ان کو خود سے لپٹا لیا۔۔۔اس سب عرصے میں وہ بس ہمت نہیں ہارا تھا۔۔۔ آج پھر سے اپنی کھوئی ہوئی ماں مل گئی تھی۔۔ماں کو اپنے کھوئے ہوئے بیٹے مل گئے تھے۔۔آج ایک بیٹا اپنی مان کی نظر میں سرخرو ہو گیا تھا۔آج ایک بڑے بھائی نے اپنا فرض نبھا دیا تھا۔آج ایک بیٹے نے اپنے مرحوم باپ سے کیا وعدہ پورا کر دیا تھا۔۔ماہین دروازے کی چوکھٹ سے سر ٹکائے برستی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

ملن کا یہ منظر۔۔۔اسے رلا رہا تھا وہاں کوئی بھی ہوتا خود پر قابو نہ پا سکتا تھا۔۔۔اس نے اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی محسوس کی۔۔۔خود کو گرنے سے بچانے کے لئے دیوار کا سہارا لیا۔۔۔پھر وہ دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی۔۔۔۔

exponovels

ماں نے دہل کر علی کو دیکھا۔۔۔ماں کی آنکھوں میں چھپے سوال اور فکر وہ سمجھ گیا۔۔۔ماہین کی طرف سے کسی رد عمل نے ان کو خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔

آج علی اور اس کی ماں کا دل سکون میں تھا تو ماہین کی وجہ سے تھا۔ آج ان کے دونوں بیٹے ان کے پاس تھے تو وجہ ماہی تھی۔ آج ان دونوں کے پاس ماں تھی تو وجہ وہی تھی۔۔ لیکن ماں نہیں جانتیں تھیں۔۔۔۔وہ تو جانتا تھا اس کے آنسو کے پیچھے وجہ روفی کا گھر آنا نہیں تھا بلکہ اس کا اپنا احساس جرم تھا۔۔۔اور اس کی وجہ روفی کا گھر سے جانا تھا۔۔۔۔

غلطی صرف ماہی کی نہیں تھی۔ کوئی بھی لڑکی ہوتی۔ اتنئ بڑی بات پر ایک بار ری ایکٹ ضرور کرتی۔ وہ گھر چھوڑ کر گئی تھی مگر اس نے روفی کو گھر سے نکالنے کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔۔

غلطی صرف علی کی بھی نہیں تھی وہ ماہی کو منانے ضرور جاتا تھا مگر روفی کو کبھی بھی گھر سے نکالنے کا، اس نے سوچا بھی نہیں تھا

جتنی غلطی علی اور ماہی کی تھی اتنی ہی غلطی روفی کی بھی تھی۔۔

وہ بغیر کسی کو بتائے اور بغیر کسی سے پوچھے گھر سے چلا گیا

فرار کبھی بھی مسئلے کا حل نہیں ہوتا مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ان کے سامنے ڈٹ جانا اہم ہوتا ہے

exponovels

علی ماں کو تسلی دیتا روفی کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں آیا۔۔۔اس کی توقع کے عین مطابق وہ زاروقطار رو رہی تھی۔۔۔۔۔ علی کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئیں۔۔۔۔۔

ان آنکھوں کو کبھی نہ رلانے کا سوچ کر وہ اس کو بیاہ کر لایا تھا۔ مگر وہ اس کی وجہ سے ان گنت بار روئی تھی۔

گہرا سانس لیتا وہ اس کے دائیں جانب آکر بیٹھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ پھیلایا۔۔۔

اس کے ہاتھ پھیلانے کی دیر تھی وہ اس کے سینے سے آلگی اور مزید پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔ علی نے اسے رونے سے منع نہیں کیا۔۔۔۔ آج آخری دن تھا۔۔۔۔ آج سب گرد چھٹ جانا تھا۔۔۔۔۔

جب اس کے آنسوؤں میں کمی آئی تو علی نے اس کو الگ کیا۔ اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر بتر تھا۔۔

"اٹھو اور منہ دھو کر آؤ۔۔۔۔"

ماہین نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں نے کہا منہ دھو کر آؤ۔۔۔۔ "

لہجے میں حکم واضح تھا۔۔۔ اس کا جسم اب کافی بھر گیا تھا۔ وہ بے دلی سے اٹھی اور منہ دھو کر واپس آئی ۔۔اس کے پاس بیٹھی۔۔۔۔۔

علی نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔۔۔

exponovels

بھول جاؤ سب۔۔۔ جو ہوا ڈراونا خواب سمجھ کر بھول جاؤ۔۔۔ آج کے بعد نہیں روگی تم۔۔ بس " ایک غلطی تھی۔۔۔۔"

بس ایک غلطی نہیں تھی وہ۔۔۔ گناہ تھا۔۔ اک ماں کا دل دکھایا میں نے۔۔۔ مجھے ایک لمبی آزمائش " کے بعد سمجھ آیا۔۔۔ اس گناہ کی سزا بہت زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔

ماہین کے رخسار پھر سے بھیگنے لگے۔۔۔ علی نے اس کی طرف محبت سے دیکھا۔۔۔ اسکے دل کو کچھ ہوا ۔اس نے چپکے سے ماہی کے آنسو صاف کیے۔۔۔۔

میں نے سوچا ہے کہ کچھ عرصے میں یہ گھر بیچ کر کہیں اور شفٹ ہو جائیں گے۔۔

لیکن اس گھر میں رہنے کی تو تمہارے بابا کی خواہش تھی ناں۔۔

ہاں مگر بابا کی خواہش پوری کرنے میں اپنے بھائی کی زندگی مزید کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

ماہی نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا

تمہیں پتا ہے ماہی۔۔ میری اس گھر میں بہت ساری یادیں ہیں۔۔ وہ اپنے کمرے کی در و دیوار دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

مگر یادوں سے زیادہ قیمتی زندہ انسانوں کے احساس ہوتے ہیں اور مجھے یقین ہے بابا بھی ہوتے تو وہ یہی فیصلہ کرتے

exponovels

ماہین کی آنکھیں علی کے لئے محبت اور فخر سے لبریز ہو گئیں۔۔وہ ایک فرمابردار بیٹا

،سرخرو بھائی،کیئرنگ باپ اور ایک محبت کرنے والا شوہر تھا

اور ماہین کے لئے یے یہ اعزاز ہی کم نہیں تھا کہ یہ شاندار سا شخص صرف اس کا ہے

کتنا روتی ہو یار تم۔۔۔۔؟؟؟میں سوچتا ہوں اگر میری بیٹی تمہارے جیسی ہوئی تم دونوں مل کر یہاں "

"آنسوؤں سے ندیاں بہادو گی۔۔۔

وہ ماحول کا بوجھل پن دور کرنے کے لیے اس کے سر پر انگلی مارتے ہوئے شرارت سے ہنسا۔۔۔

"نہیں میرا بیٹا ہو گا اور اسے میں تمہارے جیسا بناؤں گی۔۔۔ "

اب اس کے لہجے کی کھنک نے علی کے دل کو سرشار کر دیا۔۔۔

پراوڈ برادر "

"پراوڈ سن۔۔۔۔

اینڈ۔۔وہ جان بوجھ کر رکی۔ علی نے ابرو اٹھا کر اس کو دیکھا۔

اینڈ پراوڈ ہسبنڈ۔۔ماہی نے اس کا دایاں ہاتھ چوما۔

وہ کھویا سا اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا اسی ہاتھ سے اس نے روفی کو پیٹا تھا اور یہی ہاتھ ماہین پر اٹھا تھا۔۔ مگر پھر

بھی وہ اس کا ہاتھ چوم رہی تھی۔ علی جانتا تھا اس لمس میں محبت کم اور احترام زیادہ ہے

exponovels

"بیٹا۔۔۔؟؟؟

تم سچ کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟؟ "

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ خوشی کا اظہار کیسے کرے۔۔۔۔اس گھر میں خوشیوں کا نزول ہو رہا تھا۔۔۔۔ اس کو جب سے اپنی ماں بننے کی خبر ملی تھی وہ بے چینی سے پانچویں مہینے کا انتظار کر رہی تھی اس کو بے بی کا جنڈر جاننے کی جلدی تھی جبکہ علی نے اس سے ایک بار بھی ایسی بے قراری ظاہر نہیں کی تھی ۔۔در حقیقت اس نے بے بی کے حوالے سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی۔ جیسے بہت سارے نارمل کا کپلز ایک دوسرے سے اپنی خواہشیں امیدیں اور بے بی کے حوالے سے دل میں جاگتی نئی امنگیں شیئر کرتے تھے۔اپنے احساسات کا اظہار کرتے تھے

اگرچہ وہ اس کے آرام کا اور اس کی خوراک کا پورا خیال رکھتا۔۔ریگولر چیک اپ کرواتا تھا اور اس کے کہنے اور دوا ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی دوائیاں لا کر ٹیبل پر رکھ دیتا تھا۔۔ مگر آج وہ پہلی بار اپنے بے بی کے بارے میں بات کر رہا تھا۔۔۔وہ روفی کو تلاش کرنے میں سب کچھ بھول گیا تھا۔اپنی بیوی، بچہ، اپنا سکھ، چین سب کچھ۔۔ مگر ماہین کو اس سے کوئی گلہ نہیں تھا۔۔

ماہین کو ایک بار پھر رنج نے گھیر ا۔۔۔اس کا ایک جذباتی فیصلہ ان سب کو کتنی بڑی آزمائش سے دوچار کر گیا

exponovels

ہمارا حسن،،، جوانی کا نشہ ،،،، دولت کا گھمنڈ،،، ہماری قابلیت ،،،، ہمارا ہنر اور ہمارے چرچے کچھ بھی تو ہمارا اپنا کمال نہیں ہوتا۔۔۔۔ نا ہی ہمیشہ رہنا ہوتا ہے پھر اکڑ کس بات کی۔۔۔۔؟؟؟

انسان کو کسی کے ساتھ ظلم کر کے اپنی باری کا انتظار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ قسمت جب ظلم کا بدلہ لینے آتی ہے تو ایسا طمانچہ مارتی ہے جو منہ پر نہیں سیدھا روح پر لگتا ہے اور انسان بلبلا کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔ دل دکھ سے بھر جاتا ہے۔۔۔ اور دکھتے دل کے ساتھ کوئی زیادہ عرصہ جی نہیں سکتا۔۔۔۔

اس کے منہ پر قسمت نے طمانچہ تب مارا تھا جب اس کو ماں بننے کی خبر ملی تھی۔ اس کو ہر لمحہ یوں لگتا تھا جیسے اس کا بچہ بھی روفی جیسا ہو گا۔۔

اس خوف نے اس کے دل میں ایسا گھر کیا کہ اس کا کھانا پینا بھی چھوٹ گیا تھا۔۔

ہم انسان بھی کتنے عجیب ہیں۔ لوگوں کے ظاہری اور جسمانی عیب تو دیکھتے ہیں مگر اپنے خوبصورت چہروں اور جسموں کے پیچھے چھپی عیب دار روح نظر نہیں آتی۔

ہر انسان اندر سے عیب دار ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم اپنے عیب کو اپنی مکمل جسمانی ساکھ کے پیچھے چھپا لیتے ہیں اور یہ لوگ اپنی ناکاملیت میں مارے جاتے ہیں۔۔

ماہین بہت سفاکی سے اپنا تجزیہ کرتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ علی نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔

کہاں کھو گئی آپ۔۔

exponovels

کہیں نہیں۔وہ مسکرائی

کہیں کھونا بھی نہیں چاہیے تمہیں میرے علاوہ۔۔علی نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔بالکل اس جگہ پر جہاں اس کے تھپڑ مارنے اور اس کے لڑکھڑا کر گرنے سے چوٹ لگی تھی۔۔زخم بھر گیا تھا مگر نشان ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا۔۔کچھ زخم ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔ان کا نشان کبھی نہیں جاتا۔شاید وہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے۔۔اور بھول تو وہ دونوں بھی نہیں سکتے تھے۔۔یہ ان دونوں کی پہلی اور آخری لڑائی کی نشانی تھا۔۔اب تو آئندہ زندگی میں صرف چھوٹے چھوٹے اختلاف ہونے تھے۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گیٹ پر گاڑی کے بار بار بجنے والے ہارن پر ماہین اپنے ڈھائی سالہ بیٹے احد کے انگلی تھامے اپنی باریک ہیلز کے ساتھ ٹک ٹک کرتی تیز چلتی ہوئی گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔۔(ان تین سالوں میں ماہین نے جہاں اپنی بہت سی عادتیں بدلی تھیں وہیں اپنی فلیٹ سینڈلز پہننے کی عادت کو بھی بدل لیا تھا)

ان تین سالوں میں بہت کچھ بدلا تھا۔۔زندگی کے سمندر میں ایک بڑے طوفان اور تلاطم کے بعد اب ہلچل ختم ہوگئی تھی۔۔ان سب کی زندگی میں ایک ٹھہراؤ آ گیا تھا۔۔

علی نے اپنے باپ کا بہت پیار سے بنایا ہوا دس مرلے کا گھر بیچ دیا تھا۔اس نے یہ گھر بیچ کر پانچ، پانچ مرلے کے دو گھر لے لیے تھے ایک میں وہ شفٹ ہو گیا تھا۔۔وہ آج بھی آفس کی طرف سے دیئے ہوئے گھر کی بجائے اپنے ذاتی گھر میں رہنے کے حق میں تھا۔۔اس کا ماننا تھا آپ کے حالات بدلیں یا لوگوں کے مزاج۔۔کسی میں اتنی جرات نہیں ہونی چاہیے کہ وہ آپ کے پاؤں کے نیچے سے زمین اور سر سے چھت کھینچ سکے۔۔اور دوسرا اس نے روفی کے نام کر دیا تھا۔روفی نے اس گھر کو "آشیانہ "بنا دیا تھا جہاں پر روفی کے جیسے بہت سارے بچے عزت سے زندگی گزار رہے تھے۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے جیسا کوئی اور بچہ بھیک یا ڈانس کر کے اپنا پیٹ پالے۔۔

راحمہ اب روفی کے ساتھ ہی آشیانہ ہاوس میں رہتی تھیں۔۔جہاں وہ ایک کل وقتی ملازمہ کے ساتھ ساتھ ان بچوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔۔

جبکہ روبی نے پرائیویٹ بی اے کے امتحانات دے کر ان بچوں کی تعلیم کا ذمہ روفی نے اپنے سر لیا تھا ماہین اور علی بہت ساری این جی اوز کے ساتھ مل کر لوگوں اور خصوصا ایسے ماں باپ جن کے گھر اس طرح کے بچے جنم لیتے ہیں۔۔ان میں یہ شعور پیدا کر رہیۓ تھے کہ ان بچوں کو ڈس اون کر کے ڈیروں میں نہ پھینکا جائے۔۔۔

exponovels

ماہین نے اگرچہ ایم فل کیمسٹری میں کیا تھا مگر کسی ایک ڈسپلن میں تعلیم حاصل کرنے کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ انسان صرف ایک ہی فیلڈ کا ہو کر رہ جائے۔ تعلیم تو انسان کو شعور دیتی ہے اور وہ یہ شعور بہت اچھی طرح سے استعمال کر رہی تھی

اس کے سر توڑ کوششوں کے نتیجے میں ہی لاہور اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں سے چار ایسے بچے آشیانہ میں پرورش پا رہے تھے۔۔۔

ماہین یہ کام نیشنل لیول پر کرنا چاہتی تھی تاکہ ملک کے تمام تمام صوبوں میں سے اس طرح کے در بدر ہوئے بچوں کو عزت کی زندگی دی جا سکے۔۔۔

علی اپنے گھر کا خرچ اپنی سیلری سے پورا کرتا تھا جبکہ اس آشیانہ کا خرچ لنک روڈ والے گھر کے کرایے سے چل رہا تھا۔ جو اس کی ماں کی ملکیت تھا۔ اور اس پر علی نے کوئی حق نہیں جتایا تھا

اس نے بہت ساری این جی اوز کے ساتھ ملکر فنڈ ریزنگ کرنے کی بھی آفر کی تھی تھی مگر راحمہ نے انکار کر دیا

فی الحال صرف بچوں کی تعلیم و تربیت ہو رہی تھی اور ان کے اخراجات اتنے نہیں تھے تھے کہ ان کو کسی اور کی مدد کی ضرورت پڑتی۔۔ عین ممکن تھا کہ مستقبل میں ان کو ہنر دے کر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور ان کی پریکٹیکل لائف کے وقت ان کو کسی مدد کی ضرورت پڑتی۔

exponovels

علی اور ماہین نے ایک سیمینار میں جانا تھا تھا مگر علی کو آفس سے نکلتے ہوئے کچھ دیر ہو گئی تھی۔اس لیے وہ بہت جلدی میں تھے۔۔اور اب احد کو راحمہ کی طرف چھوڑنے آئے تھے۔

ماہین اپنے بیٹے کو آشیانہ میں لانے سے کبھی نہیں ہچکچائی تھی۔۔وہ چاہتی تھی اس کے اس کے بڑے ہوتے ہوتے۔۔اس کے دل میں ان بچوں سے محبت بھی بڑھتی رہے

علی کا ارادہ واپسی پر امی کو بھی اپنے ساتھ گھر لے جانے کا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح انکار کریں گی۔روفی اور بچوں کے اکیلا ہونے کا بہانہ بنائیں گی ایسے میں وہ روفی کو آنکھ مار کر اپنی حمایت میں بولنے کا اشارہ کریگا۔

مگر اسے پوری امید تھی ماہین کی ضد، علی کے اصرار اور روفی کی حمایت پر بھی وہ نہ مانیں تو احد کے ان کے گلے میں بازو ڈال کر چپک جانے پر ان کو ماننا ہی پڑے گا۔۔

ایسا نہیں تھا کہ راحمہ کے دل میں علی کے لیے کوئی خلش تھی۔۔ان سب نے اپنے اپنے دلوں سے رنجشیں مٹا دی تھی مگر وہ اب آشیانہ سے دور رہ کر ان بچوں کے بغیر اداس ہو جاتیں تھیں۔۔

بالآخر عبدالرؤف عرف روفی نے 21 سال کی عمر میں بہت کچھ کھونے کے بعد اور بہت تکلیفیں سہنے کے بعد اپنی زندگی کا مقصد پا ہی لیا تھا۔

exponovels

وہ خوش تھا کہ اس نے نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے میں کسی اپنے کو نہیں کھویا تھا بلکہ اس کے سب اپنے اس کے مقصد خیر میں اس کے ساتھ شامل تھے۔۔۔

کاش کہ جب گھروں میں ایسا بچہ پیدا ہو تو اس کے ماں باپ اسے قبول کر لیں۔۔۔ بہن بھائی نفرت اور حقارت سے نہ دیکھیں۔۔۔ وہ گھر سے جانے پر مجبور نہ ہو تو اس طرح کے ڈیروں میں اضافہ نہ ہو۔۔۔۔۔"

exponovels

ختم شد